کتابُ الصَّلٰوۃ

مع قضاء الفوائت یعنی گزشتہ قضاءِ عمری کی ڈائری

پانچوں وقت کی نماز، نمازِ جمعہ، تراویح، عیدین، جنازہ، استخارہ، تہجد، استغفار، توبہ، اشراق، جمع بین الصلوتین، صلوٰۃ المریض و المعذور، قصر، حاجت، تحیۃ الوضو، چاشت، اوابین، تحیۃ المسجد، قنوتِ نازلہ، سورج و چاند گرہن کی نماز، صلوٰۃ الخوف، رفع یدین، قرات خلف الامام، مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مؤلف

مولانا مفتی عبد الشکور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الصلوٰۃ

مع قضاء الفوائت یعنی گزشتہ قضاء عمری کی ڈائری

پانچوں وقت کی نماز، نماز جمعہ، تراویح، عیدین، جنازہ، استخارہ، تہجد، استغفار،
توبہ، اشراق، جمع بین الصلوتین، صلوٰۃ المریض والمعذور، قصر، حاجت، تحیۃ الوضو،
چاشت، اوابین، تحیۃ المسجد، قنوت نازلہ، سورج و چاند گرہن کی نماز، صلوٰۃ الخوف،
رفع یدین، قرات خلف الامام، مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مؤلف
مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و اضافہ
عبدالصبور علوی

ندوۃ القلم

C-8، تیسری منزل، ہاشمی ٹرسٹ بلڈنگ، اردو بازار، کراچی موبائل: 0321-3817119

فہرست

بابِ ثالث

باب رابع

باب خامس

ضمیمہ

عرضِ مرتب

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

امابعد!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ. هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا

وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جوان کے درمیان ہیں، سوتو اس کی عبادت کیا کر۔ اور اس کی عبادت پر قائم رہ۔ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے؟

شفقتِ ربی کے کیا کہنے؟ حالآنکہ حق تعالیٰ کے غناء کو دیکھا جائے تو ان کو کیا ضرورت ہے اس قدر اہتمام کی، لیکن وہ نہیں چاہتے کہ ہمارا کوئی بندہ ہم سے جدا رہے۔

یہ فطری بات ہے! کہ صاحبِ عظمت وکمال کی اطاعت طبعاً آسان ہوتی ہے، اور محسن کی اطاعت کی طرف آدمی دوڑتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا میں اپنی عظمت وکمال اور احسان کی طرف متوجہ کر کے پھر فرمایا: فَاعْبُدْهُ، میری عبادت کرو۔ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ یعنی اپنی غلامی اور بندگی پر مداومت رکھو۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تم اس کا کوئی ہم مثل بھی جانتے ہو؟ یعنی وہ بے مثل ہے اپنی عظمت وکمال میں تو غایتِ اطاعت کا مستحق بھی وہی ہے۔

اے انسان! تو اپنے خالق ومالک کی عظمت ورفعت پر غور تو کر...... بھلا ایسا آقا مل سکتا ہے؟...... اور اسکے کلام میں تجھے اپنا غلام وبندہ بنانے کیلئے کس چاہت کا اظہار ہے؟ کیا اس احسان ومحبت کی کوئی قیمت تو دے سکتا ہے؟

اپنی حقیقت تو دیکھ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:(ترجمہ)اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا ہے۔(کیونکہ نطفہ مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے۔)پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا(یعنی ماں کے رحم میں)پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنادیں اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت پہنایا پھر اسے ایک نئی صورت مین بنادیا۔(یعنی اس میں روح پھونک کر ایک جیتا جاگتا انسان بنادیا)سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔(سورۃ المؤمنون ع ا پ ۱۸)

اے انسان!کبھی تونے یہ بھی سوچا کہ تیرا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟ارشاد باری تعالی ہے:وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. (ترجمہ)اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

> عبادت کے معانی لغت میں غایت تذلل کے ہیں۔عام مستعمل معنی عبد کے سب کو معلوم ہیں کہ غلام ہیں اور عبادت اسی "عبد" کا مصدر ہے جب عبد کے معنی غلام ہیں تو عبادت کے معنی (عبد شدن) یعنی غلام ہوجانا ہیں۔(خطبات حکیم الامت جلد ۷)

حضرت احمد علی لاہوریؒ فرماتے ہیں:

اصل مقصد حیات انسانی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔باقی سب دنیا کے دھندے نمبر دوم ہیں۔مگر عموماً مسلمان (کافروں کو کیا کہیں) اسکے خلاف زندگی بسر کررہے ہیں۔دنیا کمانے کا کام مقصد بالذات ہے اور دین کے لازمی احکام نمبر دوئم ہیں۔ہونا تو یہ چاہئے دین نمبر ایک اور دنیا نمبر دوئم۔یعنی دین کے احکام پر تو لازمی عمل ہونا چاہئے اور دنیا کا کام ساتھ ساتھ نبھتا رہے۔تو ٹھیک ہے ورنہ دنیا کا کوئی کام رہ بھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں (یہ مؤمن کا طرزِ زندگی ہے۔) لیکن ہو یہ رہا ہے کہ دنیا نمبر ایک ہے اور دین نمبر دوئم۔یعنی دنیا کے کام کیلئے تو رات اور دن کی بھی تمیز نہیں۔ہاں دین کا کوئی کام دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ آسانی سے ہوجائے تو ٹھیک ہے نہ ہو تو پرواہ نہیں۔یہ دنیا داروں کا طرزِ زندگی ہے۔اس کو عربی میں "قلبِ موضوع" کہتے ہیں۔جس طرح کسی کی ٹانگیں اوپر لٹکا دی

جائیں اور سر نیچے کر دیا جائے۔

یاد رکھئے! مومنوں سے اللہ کا وعدہ ہے اپنی رضا اور جنت کا اور فاسقوں سے وعدہ ہے جہنم کا اور اللہ کے وعدے کو کھیل مت سمجھو۔ (ماخوذ از خطبات لاہوری جلد ۴ و ۵)

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

اس پر ایمان لانا چاہئے کہ عبادت کرنا بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ باری تعالیٰ کی جانب سے عبادت کا بندوں سے ایسے ہی مطالبہ کیا جاتا ہے جیسے اور حقدار اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(سیر میں ہے کہ جب بندے اللہ تعالیٰ کے احکام توڑتے ہیں تو زمین و آسمان کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں حکم دے کہ ہم ان پر ٹوٹ پڑیں اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے تھوڑا ہی بنایا ہے سو حق تعالیٰ کو بندوں سے اس قدر محبت ہے (ماخوذ از خطبات حکیم الامت جلد ۱۰)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ کو ہم سے محبت اس حیثیت سے ہے کہ ہم اس کے بنائے ہوئے ہیں گو مطیع نہ ہوں اور جو اطاعت کرے اس کا پوچھنا ہی نہیں ان پر تو لمحہ بہ لمحہ فخر کرتے ہیں۔

حضرت ابی سعیدؓ حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم یہاں خدا کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھے ہیں اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان رکھا آپ نے فرمایا خدا کی قسم نہیں بٹھایا تمہیں مگر اسی نے صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم نہیں بٹھایا ہمیں مگر اسی نے فرمایا خبردار رہو میں نے تم پر تہمت رکھنے کیلئے قسم نہیں دی بلکہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم پر فخر کرتا ہے۔ (خطبات لاہوری جلد نمبر ۱)

صد افسوس!

سوچنے کی بات ہے کہ جو یہ زمین و آسمان کا اور جو کچھ اس میں ہے ایسا

عظمت والا، ایسا شان والا، ایسا کمال والا، جس کا کوئی ہم صفت یا ہم مثل نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا، جو ہمیں عدم سے وجود میں لایا، ہم اس کی نعمتوں سے زندہ، اس کے پانی سے زندہ، اس کی ہوا سے زندہ، اس کی عطا کی ہوئی روح سے زندہ، ہمارا پورا وجود اس کا سراسر احسان، اس کے انعامات واحسانات کا کوئی شمار نہیں، اس کے سامنے ہماری یا ہماری عبادت کی حیثیت ہی کیا ہے، ہم ہزار بار منہ کو مشک وگلاب سے دھوئیں تب بھی ہمارا منہ اس قابل نہیں کہ ہم اس پاک ذات کا نام لے سکیں۔ لیکن اس کریم اور رحیم مالک کی محبت اور کرم نوازی تو دیکھیں کہ وہ ہمیں حکم دیتا ہے میرا نام لو، مجھے یاد کرو۔ اور اس سے بھی بڑھ کر محبت اور کرم نوازی کی کیا انتہا ہوگی؟ کہ وہ فرماتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا آہ! اگر کائنات کے جتنے ذرے ہیں جتنے پانی کے قطرے ہیں جتنے درختوں کے پتے ہیں آسمان پر جتنے ستارے ہیں، ان سب کو جمع کیا جائے اور اس کی مجموعی تعداد کو آپس میں اتنی ہی بار ضرب دی جائے اور اس کی حاصل تعداد جتنی عمر ہوتی اور ہم اتنی طویل زندگی اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتے، تب بھی اس کی اتنی محبت کا جواب اپنے ان گناہگار بندوں سے ہے شکر ادا نہ کر سکتے۔

لیکن افسوس صد افسوس! کہ! ہم اس کی عطا کی ہوئی زندگی کے ایک دن کے ۲۴ گھنٹوں میں سے مجموعی طور پر زیادہ سے زیادہ صرف ڈیڑھ گھنٹہ بھی اس کی عبادت کے لئے نکالنے کو تیار نہیں ...... تاکہ اس کی بندگی کا حق ادا کریں ۔ اس کی نعمتوں کا شکر بجالائیں ... ہاتھ جوڑیں ... سر جھکائیں ...... سجدے میں گریں اور اس کی عظمت کے گن گائیں۔

نماز میں خشوع وخضوع

ارشاد باری تعالیٰ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون

بے شک کامیابی اور فلاح کو پہنچ گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت سید احمد شہیدؒ۔ حضرت امام غزالی ومولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے عظیم نابغہ روزگار اولیاء اللہ کی قرآن وحدیث کی روشنی سے مزین تعلیمات میں سے راہنمائی لیتے ہوئے نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لئے اہم نکات درج کئے جاتے ہیں، جو اللہ کی بارگاہ میں "خشوع وخضوع والی نماز" پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا

چاہے انشاء اللہ اس کے لئے انتہائی مفید ثابت ہونگے۔

(۱)......اہمیت نماز

سب سے پہلے نماز کی اہمیت کو بار بار دل میں بٹھائے۔ اور بار بار دل سے کہے۔ کہ نماز کا حکم میرے اوپر کوئی بوجھ یا تاوان نہیں بلکہ بہت بڑی نعمت اور احسان ہے جس کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا۔ اس جملہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے دوبارہ دہرایا جاتا ہے۔ نماز کی اہمیت کو بار بار دل میں بٹھائے۔ اور بار بار دل سے کہے۔ کہ نماز کا حکم میرے اوپر کوئی بوجھ یا تاوان نہیں بلکہ بہت بڑی نعمت اور احسان ہے جس کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزوجل نے مجھ ذرہ بے مقدار کو پہلے اشرف المخلوقات بنایا۔ پھر اپنے دربار میں روزانہ پانچ بار حاضری کی بڑی تاکید فرمائی۔ اور میری سستی، جہالت اور خواہشات نفسانی کا غلبہ غیر حاضری اور محرومی کا سبب بن سکتا تھا۔ اس سے بچانے کے لئے سخت وعیدوں اور عذاب کا اعلان فرمایا۔ اب مجھ جان لینا چاہئے کہ ایسی نعمت عظمیٰ اور محبوب حقیقی کے کرم سے محروم رہ کر اپنے محسن، وخالق و مالک کو ناراض کر کے سخت عذاب کا مول لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے (انوار الصلوٰۃ از حضرت سید احمد شہیدؒ سے ماخوذ)

(۲)......اللہ تعالیٰ کی رضاء کی نیت

ادائیگی نماز کے ہر مرحلہ پر اللہ کی رضاء کی نیت رکھے۔ مثلاً وضوء کرے تو دل میں نیت ہو کہ میں اللہ کو خوش کرنے کے لئے پاکی حاصل کر رہا ہوں۔ مسجد کی طرف چلے تو دل میں سوچے میں اللہ کو خوش کرنے اور راضی کرنے کیئے لئے نماز پڑھنے جا رہاں ہوں۔ اور نماز خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ادا کرے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "کچھ لوگوں کے اعمال حق تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونگے اور حق تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کو پھینک دو کیونکہ ان اعمال سے اس شخص کو میری ذات مقصود نہ تھی۔ اور کچھ بندوں کا نام اعمال پیش ہوگا تو حکم ہوگا کہ فلاں فلاں اعمال درج کردو فرشتے عرض کرینگے بارالٰہی وہ اعمال تو اس شخص نے کیئے نہیں تھے۔ حکم ہوگا ان اعمال کی اس نے نیت تو کی تھی اور اس کا ہم کو علم ہے۔"

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں اصل اور کامل محبت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ان صفات محمودہ اور جلال و جمال کی وجہ سے محبت ہو جن میں اس کی ذات لاشریک ہے اور کوئی اس کا ہم پلہ نہیں اسی لئے اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ مجھے سب میں پیارا وہ بندہ ہے جو میری عطا و احسان کے بغیر محض حق ربوبیت ادا کرنے کی غرض سے میری عبادت کرے۔ اور زبور میں مسطور ہے کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے جنت کی طمع اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کی پس اگر میں جنت یا دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو کیا مستحق عبادت نہ ہوتا (تبلیغ دین)۔

حضرت رابعہؒ بصری ایک مرتبہ جب ان پر حال کی کیفیت طاری تھی ایک ہاتھ میں پانی اور دوسرے ہاتھ میں آگ لے کر نکلی تو کسی اللہ والے نے پوچھا کہ اے رابعہ یہ آگ اور پانی لے کر کہاں جا رہی ہو تو اس اللہ والی نے پھڑکا دینے والا جواب دیا کہ آج میں اس آگ سے جنت کو جلا ڈالوں گی اور اس پانی سے جہنم کو بجھا دوں گی کیونکہ جو بھی عبادت کرتا ہے اس جنت کے لالچ اور جہنم کے ڈر سے...... میرے اللہ کے لئے کوئی عبادت نہیں کرتا...... (اللہ اکبر)۔

(۳)......امور نماز کا اہتمام

وضوء اور نماز کے فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات اور مفسدات و مکروہات کا پورا خیال رکھے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں ”نماز سے مقصود چونکہ حق تعالیٰ کی تعظیم ہے لہذا نماز کے فرائض۔ سنن۔ واجبات۔ مستحبات وغیرہ میں جس قدر کمی ہوگی اسی قدر احترام اور تعظیم میں کمی سمجھی جائیگی“۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب بنام حضرت میر محب اللہ خلیفہ خاص حضرت مجدد صاحبؒ میں بعد حمد وصلوٰۃ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”جاننا چاہئے خدا تم کو سیدھا راستہ دکھائے کہ نماز کا مکمل ہونا اور اس کا کمال فقیر کے نزدیک اس کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا ادا کرنا ہے۔ جسے کتب فقہ میں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے ان چار امور کے علاوہ کوئی امر ایسا نہیں جس کو نماز کی تکمیل میں کوئی دخل ہو خشوع انہیں چار امور میں مندرج اور خضوع انہیں امور سے وابستہ ہے۔ آگے لکھتے ہیں یعنی دل کی توجہ اور خیال کے ساتھ نماز کے تمام فرائض و واجبات سنن و مستحبات کا ادا کرنا تا کہ کوئی کوتاہی ان امور میں نہ

ہونے پائے اس کے علاوہ اور کوئی حضور قلب فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔

نوٹ۔اس کتاب میں وضوء اور نماز کے تمام فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات ومفسدات قرآن وحدیث کے حوالہ جات کے بھرپور اہتمام سے درج کئے گئے ہیں۔

(۴)......بارہ گاہ بارتعالیٰ میں حضوری

جان لے کہ نماز کی اہمیت دل میں بٹھا کر۔اسے بہت بڑی نعمت اور زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا موقع جانتے ہوئے۔خالص اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے۔تمام نماز کے امور سیکھ کر اس پر عمل کرتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہہ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہے

رحمۃ اللعالمینؐ نے فرمایا: صل صلوۃ مودع: نماز کو ایسے پڑھ جیسے دنیا کو رخصت کرنے والا نماز پڑھتا ہے۔یعنی اگر معلوم ہو جائے کہ زندگی صرف اتنی رہ گئی ہے کہ صرف ایک نماز ہی اس میں ادا ہو سکتی ہے تو کیسی نماز پڑھے گا۔ایک اور جگہ ارشاد ہے ان لقبد کا انک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔خدا کی ایسی حسن وخوبی سے عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو (یعنی فرض کرو تم خدا کو دیکھتے تو سوچو کہ اس وقت تمھاری عبادت کیسی ہوتی اسی حالت کے مطابق تمھاری عبادت ہونی چاہئے) اگر تم اسے نہ بھی دیکھتے ہو تو کیا ہوا وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔یہ تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص کام کر رہا ہو اور اسے معلوم ہو جائے کہ اس وقت ہمارا مالک دیکھ رہا ہے تو کام بالکل ٹھیک ٹھاک کرے گا۔(خطبات حکیم الامت جلد ۷)

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔خوب سمجھ لو کہ نماز میں تم اپنے پروردگار سے باتیں کرتے ہو لہذا دیکھ لیا کرو کہ کیسی نماز پڑھتے ہو۔

جب قیام کریں تو دل میں خیال کریں کہ قیامت کے روز ہم نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔جب رکوع میں بدن جھکے تو دل بھی عاجزی کے ساتھ جھک جائے جب سجدے میں جائے تو واسجد واقترب اللہ کے قرب کے اعلیٰ مقام پر سمجھے اور بارگاہ الہی میں پیشانی اور ناک زمین پر رکھ کر اپنے دل میں عاجزی کا تصور کئے ہوئے اس کی تسبیح بیان کرے پوری نماز میں جو کچھ پڑھ رہا ہو اس کے ترجمے پر توجہ رکھے (اس کتاب میں مکمل نماز کا ترجمہ موجود ہے) جو الفاظ زبان سے کہے ان کا اثر دل میں پیدا کرے مثلاً

زبان سے اللہ اکبر کہے تو دل میں بھی یہی خیال ہو کہ بے شک اللہ سے بڑی کوئی چیز نہیں جب الحمد پڑھے تو دل اس کی نعمتوں کے شکریہ سے لبریز ہو۔

نماز حضور ﷺ کا اپنی امت کو معراج کی رات کا عطا فرمودہ وہ تحفہ ہے جو ہر مومن کی معراج ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اس نعمت کی ناقدری کرتے ہیں ان کیلئے بڑی سخت وعید ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عمرو بن العاص رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا کہ جس شخص نے نماز کی حفاظت کی نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کے لئے ذریعہ نجات قرار دی جائیگی اور جس شخص نے اس کی حفاظت نہ کی نہ اس کے لئے نور ہوگی نہ ایمان پر دلیل بنے گی اور نہ اس کے لئے ذریعہ نجات ہوگی اور وہ شخص قیامت کے دن ،قارون ،فرعون ،ہامان ،اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں) (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

کون ایسا شخص ہے جو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ایسی سخت وعید سن کر بھی نماز کے اہتمام سے غافل رہتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو پانچ وقت خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے دربار میں حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

علماء کرام نے اس موضوع پر تبلیغ کی غرض سے بے شمار کتابیں تحریر فرمائیں ہیں، کتاب الصلوٰۃ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، جو کہ مولانا مفتی عبدالشکور قاسمیؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ راقم نے اس کی تبویب اور ترتیب جدید کر کے آخر میں قضائے عمری کی ڈائری شامل کردی ہے تاکہ اگر کوئی اپنی زندگی کی قضاء نمازیں ادا کرنا چاہے تو اس ڈائری کی مدد سے اس کا درست حساب رکھ سکے۔ اس ڈائری کی مدد سے آپ ایک سال سے دس، بیس سال تک کا حساب رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، لوگوں کیلئے مفید بنائے مصنف، بندہ اور والدین واہلِ خانہ کیلئے نجات کا ذریعہ بنائے اور جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح وطباعت میں معاونت کی اللہ تعالیٰ ان کیلئے بھی ذخیرۂ آخرت بنائے، (آمین)

عبدالصبور علوی

مدیر: ندوۃ القلم کراچی

عرضِ مؤلف

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علی خاتم الانبیآء والمعصومین وعلی اله واصحابه الراشدین المهديين ومن تبعهم الی یوم الدین امابعد!

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

بالتحقیق ان مسلمانوں نے (آخرت میں) فلاح پائی جو اپنی نماز میں (خواہ فرض ہوں یا غیر فرض؟) خشوع کرنے والے ہیں۔ (ترجمہ از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

مسلمانوں کے لئے فلاح کی بشارت

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کے لئے فلاح کی بشارت کا اعلان فرمایا ہے جو پانچوں نمازیں خشوع کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔

فلاح کے معنی ہیں کہ ہر مراد حاصل ہو اور ہر تکلیف دور ہو (قاموس)۔

فلاح ایک ایسی چیز ہے جو اس فانی دنیا میں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا تو دار التکلیف والمحنت ہے اور اس کی کسی چیز کو بقاء وقرار نہیں۔ یہ انمول نعمت ایک دوسرے عالم میں مل سکتی ہے جس کا نام جنت ہے وہ ہی ایسا ملک ہے جس میں انسان کی ہر مراد ہر وقت بلا انتظار پوری ہوگی۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ

اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ (ترجمہ از تھانویؒ)

گویا خواہشات کی تکمیل کی جگہ جنت ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا مہمان خانہ ہے۔ نُزُلًا مِنْ غَفُوْرٍ الرَّحِیْمِ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور وہاں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ رنج و تکلیف کا گزر نہ ہوگا بلکہ ہر شخص یہ کہتا ہوا جنت میں داخل ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ

شکر ہے اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارا رب بخشنے والا مہربان ہے، جس نے اتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو اس میں تھکنا (ترجمہ شیخ الہند ؒ)

اس آیت میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ دار دنیا میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس کو کبھی رنج و غم نہ پہنچا ہو جبھی تو جنت میں قدم رکھتے ہی ہر شخص یہ کہے گا کہ اب ہمارا غم دور ہوا۔

نماز میں خشوع

خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، اصطلاح شرع میں خشوع یہ ہے کہ قلب میں بھی سکون ہو یعنی غیر اللہ کے خیال کو قلب میں بالقصد نہ لائے اور اعضاء بدن میں بھی سکون ہو کہ عبث و فضول حرکتیں نہ کریں (بیان القرآن) خصوصاً وہ حرکتیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں منع فرمایا ہے اور فقہاء نے ان کو مکروہات کے عنوان سے جمع کر دیا ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج۶، تلخیصاً)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ .. (بخاری، مسلم کذا فی المشکوۃ ج۱، ص ٦٦)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے جس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی پڑھا کرو۔

نماز سنت کے مطابق ادا کیجئے

یہ کتاب "صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" یعنی مسنون نماز کی تصویر ہے اور قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ کی روشنی میں نماز کے اہم مسائل کو مرتب کر دیا گیا ہے تا کہ اس سے ان شکوک و اوھام کو زائل کرنے میں مدد ملے جو مختلف طبقات کی طرف سے مسلمانان اہل سنت والجماعت کے خلاف پھیلائے جاتے ہیں۔

فقہ حنفی کی حقیقت

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اہل اختیار کی اطاعت کرو پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام بھی خوشتر ہے۔ (سورۃ النساء ترجمہ آیت ۵۹)

اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ دین کی سمجھ رکھنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ شریعت کی چار بنیادیں ہیں۔ (۱) قرآن مجید (۲) سنت مطہرہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس (یعنی فقہ) (تفسیر کبیر رازیؒ ج ۱ ص ۱۴۳ تا ۱۴۷ تلخیصاً)

حافظ ابن حجر الشافعیؒ اپنی کتاب "الخیرات الحسان" میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ قرآن وسنت کی موجودگی میں رائے زنی سے منع فرماتے تھے "کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع صحابہؓ کی موجودگی میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے' البتہ جب حضرات صحابہؓ سے مختلف اقوال منقول ہوں تو ہم وہ قول منتخب کرنے کی کوشش کریں گے جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو اور ان کے علاوہ (تابعین کے) اختلاف کی صورت میں اجتہاد کیا جائے گا۔ جو اجتہاد کا اہل ہو۔

واضح رہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے تدوین فقہ میں اپنے ذاتی علوم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ چالیس بڑے بڑے مفسرین' محدثین وفقہاء پر مشتمل علماء کی ایک مجلس قائم کی جس میں ہر ہر مسئلہ پر گفتگو ہوتی اور پھر آخر میں جو حکم دلائل سے ثابت ہوتا اس کو لکھا جاتا۔ حتی کہ کبھی ایک مسئلہ پر تین تین دن تک بحث وتمحیص ہوتی رہتی اور احتیاط اس قدر کی جاتی تھی کہ اگر ایک رکن بھی موجود نہ ہوتا تو اس کا انتظار کیا جاتا اور اس سے مشورہ کر کے مسئلہ کو آخر شکل دی جاتی۔ (ابوزہرہؒ "کتاب ابوحنیفہ" ص ۲۱۳ السباعیؒ المنہ ومکانتہا ص ۴۲۷)

امام ابوحنیفہؒ کے حاسدین چونکہ بے شمار تھے۔ اس لئے انہوں نے امام صاحبؒ کے خلاف طرح طرح کی باتیں پھیلا رکھی تھیں اور ان باتوں سے بعض اہل علم (جو آپ سے واقف نہ تھے) بھی متاثر ہوئے۔ لیکن جب ان حضرات کو حقیقت حال کا علم ہوا تو انہوں نے امام صاحبؒ کی مخالفت سے رجوع کیا اور آپ کی تعریف کی۔ چند مثالیں:

(۱) شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے "المیزان الکبریٰ" میں نقل کیا ہے کہ شروع میں

سفیان ثوریؒ بھی بعض لوگوں کے خیال سے متاثر ہو گئے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن سفیان ثوریؒ مقاتل بن حیانؒ، حماد بن سلمہؒ اور جعفر صادقؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس گئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو ہوئی۔ جس میں امام صاحبؒ نے اپنے مذہب کے دلائل پیش کئے تو آخر میں یہ حضرات امام صاحبؒ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سب نے آپ کے ہاتھ چومے اور کہا ''أَنْتَ سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ فَاعْفُ عَنَّا فِيمَا مَضٰى مِنَّا مِنْ وَقِيعَتِنَا فِيكَ'' بغیر علم غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں ہم سے جو غلطی ہوئی ہے ہم اس کی معافی چاہتے ہیں آپ تو علماء کے سردار ہیں۔ (المیزان الکبریٰ للشعرانی بحوالہ ابوحنیفہؒ اور علم حدیث ص ۱۰۸)

(۲) امام اوزاعیؒ نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارکؒ سے دریافت کیا کہ ''کوفہ میں ابو حنیفہؒ نام کا یہ بدعتی کون نکلا ہے؟ عبداللہ بن مبارکؒ اس وقت کچھ جواب دیئے بغیر چلے آئے اور آ کر امام ابوحنیفہؒ'' کے بجائے ''قال النعمان بن ثابت'' لکھ دیا اور اس مجموعہ کو امام اوزاعیؒ کے پاس لے گئے۔ امام اوزاعیؒ نے مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے دریافت کیا ''نعمان کون ہے؟'' عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا یہ وہی ابوحنیفہؒ ہے جن کا آپ نے ذکر کیا تھا بعد میں امام اوزاعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی ملاقات ہوئی، فقہی مسائل زیر بحث آئے ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ مجلس کے اختتام پر امام اوزاعیؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق دریافت کیا تو فرمانے لگے: اس آدمی کے علم وعقل پر رشک آیا، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے میں تو بڑی غلط فہمی میں تھا ان کے متعلق جو مجھے باتیں پہنچی ہیں یہ تو ان باتوں کے بالکل برعکس ہیں۔ (ابن حجر المکی الشافعیؒ الخیرات الحسان ص ۳۰)

(۳) اسی طرح حافظ ابن عدیؒ بھی بے خبری کے بناء پر امام اعظمؒ کے مخالف تھے بعد میں امام طحاویؒ کے شاگرد بنے تب امام اعظمؒ کی جلالت قدر کا اندازہ ہوا اس وقت اپنے سابقہ خیالات کی تلافی کے طور پر امام اعظم کی مرویات کو ''مسند ابی حنیفہؒ'' کے نام سے مرتب کیا۔

آج کل ایک ایسا گروہ بھی معرض وجود میں آ گیا ہے جن کے مذہبی افکار کا خلاصہ نماز کے چند اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے۔ ان کے ہاں سنت کا ایک نرالا معیار ہے کہ جو کام وہ خود کریں اسے سنت کا عنوان دیتے ہیں اور ہر اس کام کو خلاف سنت گردانتے ہیں جس پر جمہور اسلام عمل پیرا ہیں۔ ان میں اکثریتی طبقہ تو سادہ لوح ان پڑھ عوام کا ہے جو اس انداز فکر کے حامل کسی بھی امام مسجد یا خطیب کے مقلد ہیں۔

جب کہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو ابتدائی قسم کی سطحی معلومات رکھتا ہے اور بعض مصنفین و واعظین کی تقلید کی وجہ سے اس زعم میں مبتلا ہے کہ یہی طرز فکر حدیث سے ثابت ہے۔ ان میں تیسرا طبقہ اس مسلک کے ذمہ دار لوگوں کا ہے جو اپنے مسلک کے بانی واکابرین کی تعلیمات اور ان کے وضع کردہ امتیازی اصولوں کو حرف آخر سمجھتا ہے۔ اور اس ساری صورت حال کو عوام کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لئے یہ لوگ حدیث کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ دوسرے تمام مسلمان حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ لہٰذا اس کتاب میں حضرات احناف کے دلائل کو یکجا کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ان تینوں طبقات میں ہر علم دوست کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ جو حضرات تلاش حق کی نیت سے اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو انشاء اللہ العزیز ان پر روز روشن کی طرح حق واضح ہو جائے گا۔

اس کتاب میں مسلک اہل سنت کے مطابق نماز کو صحیح احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، لہٰذا نماز کے ہر رکن کی ادائیگی کے وقت جب آنحضرت ﷺ کی سنت کا مفہوم ذہن میں ہو تو نماز میں خشوع وخضوع کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے جو کہ نماز کی روح ہے اور ایک مسلمان اپنے رب تعالیٰ کے حضور کم از کم یہ عرضداشت پیش کر سکے گا ۔

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اللہ رب العزت کا فضل واحسان ہے جس ذات اقدس نے اس عظیم موضوع ''کتاب الصلوٰۃ'' پر لکھنے کی سعادت عظیم بخشی، اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے یہ کام شروع کیا۔

بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہماری نمازوں میں خشوع کی کیفیت پیدا فرمائے اور جن مخلص حضرات نے اس کتاب کے معاملے میں معاونت کی ہے ان سب کو دارین میں اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین

ابو عمر عبد الشکور قاسمی

بابِ اوّل

کتاب الصلوٰۃ

''صلوٰۃ'' کی تعریف، اہمیت اور فضائل، قرآن وحدیث کی روشنی میں

لغت میں ''صلوٰۃ'' دعا کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں ''صلوٰۃ'' چند مخصوص اقوال وافعال کو کہتے ہیں جن کی ابتداء تکبیر سے اور انتہا سلام پر ہوتی ہے۔ صلوٰۃ کے مادہ اشتقاق کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

امام نووی ؒ نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ صلوٰۃ کا مادہ اشتقاق ''صلوین'' ہے جو سرین کی دونوں ہڈیوں کو کہتے ہیں چونکہ صلوٰۃ میں دونوں ہڈیوں کو رکوع وسجود کے وقت زیادہ حرکت ہوتی ہے اس لئے اسی مناسبت سے صلوٰۃ (نماز) کہا جاتا ہے۔

''عوارف'' میں مذکور ہے کہ ''صلوٰۃ'' دراصل مصلی سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنا۔ چنانچہ نماز کو صلوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان کے مزاج میں نفس امارہ کی وجہ سے ٹیڑھا پن ہے۔ لہٰذا جب کوئی شخص صلوٰۃ (یعنی نماز) پڑھتا ہے تو رب ذوالجلال کی عظمت وہیبت کی گرمی جو اس عبادت میں قرب الٰہی کی بنا پر حاصل ہوتی ہے اس کے ٹیڑھے پن کو ختم کردیتی ہے۔

لہٰذا جو شخص صلوٰۃ کی حرارت سے سینکا گیا ہو اور نفس امارہ کے ٹیڑھے پن سے مامون رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس بندے کو جس نے دنیا میں نماز کی پابندی کی ہو اور کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو عذاب جہنم کا موجب ہو تو اسے جہنم کی آگ میں نہ ڈالے گا۔

اس اصطلاحی تعریف سے معلوم ہوا کہ نماز نفس امارہ کی سرکشی سے امن دینے والی ہے۔ عذاب جہنم سے بچانے والی ہے اور جنت کی کنجی ہے۔ گویا کہ نماز انسان کے لئے معراج ہے اور سب سے بڑھ کر رب ذوالجلال کی محبت وقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

اسی لئے قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں نماز کو ادا کرنے اور اس کی پابندی

کرنے کے لئے سختی سے حکم دیا گیا ہے جو خود اس عبادت کی اہمیت وفضیلت کی بڑی دلیل ہے۔ ایمان کے بعد سب سے زیادہ نماز ہی پر زور دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ (سورۃ بقرۃ آیت ۴۳)

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیا کرو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ

اقامت الصلوۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان وشرائط اور سنن وآداب کی رعایت کرتے ہوتے ادا کیا جائے۔

(۲) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۳۸)

محافظت کرو سب نمازوں کی اور درمیان والی نماز (عصر) کی اور (نماز میں) کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز سے کفر وشرک میں گرفتار ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۳) وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ روم آیت ۱۳)

اور (اسلام قبول کرکے) نماز کی پابندی کرو (جو توحید کا عملی اظہار ہے) اور شرک کرنے والوں میں سے مت ہو۔

(۴) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ (سورۃ العنکبوت آیت ۴۵)

نماز کی پابندی کیجئے بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے۔ اور بے شک اللہ کے ذکر کا بڑا مرتبہ اور بڑا رتبہ ہے، یعنی زبان حال کہتی ہے کہ جس معبود کی انتہائی تعظیم کر رہا ہے اور اس کی اطاعت کا اقرار کر رہا ہے تو فحشاء اور منکر میں مبتلا ہونا اس کی شان میں بے ادبی ہے۔

(۵) اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (سورۃ ہود آیت ۱۱۴)

بے شک نیکیاں (یعنی نمازیں) برائیوں کو معاف کرا دیتی ہے۔

بہر حال نماز ایک ایسی پسندیدہ اور محبوب عبادت ہے جس کی برکتوں اور سعادتوں سے اللہ نے کسی بھی نبی کی شریعت کو محروم نہیں رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم

الانبیاء والمعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی۔ البتہ نماز کی کیفیت اور تعینات میں ہر امت کے لئے تغیر ہوتا رہا ہے۔

اسلام کی تمام عبادات میں صرف نماز ہی وہ عبادت ہے جس کو سب سے افضل اور اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال سالت النبی ﷺ ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتها قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجهاد فی سبیل اللہ قال حدثنی بهن ولو استزدته لزادنی (بخاری ج ۱ ص ۷۶. ومسلم)

فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنی' میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل پسندیدہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنا' میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل پسندیدہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت ﷺ نے یہی باتیں بیان فرمائی تھیں اگر میں کچھ زیادہ پوچھتا تو آپؐ اس سے بھی زیادہ بیان فرماتے۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''مسلمانو! پانچوں وقت کی نمازیں (پڑھو' اور (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو' اپنے مال کی زکوٰۃ دو' اور اپنے سردار کی (جب تک کہ وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم نہ کرے) اطاعت کرو' (اگر ایسا کرو گے) تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد' ترمذی کذا فی المشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۸)

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے اور ہر مسلمان مرد و عورت' عاقل و بالغ پر ہر روز پانچ وقت کی صلاۃ (نماز) فرض عین ہے۔ یہاں تک کہ میدان کارزار میں جنگ ہو رہی ہو تب بھی اگر آرام سے نماز نہ پڑھ سکیں تو اشارے سے نماز پڑھنا لازمی ہے۔ (جس کا طریقہ آگے بیان ہوگا) اور عورت اگرچہ شدید تکلیف دردزہ میں مبتلا ہو تو تب بھی نماز کا چھوڑنا جائز نہیں جیسے آسانی سے ہو نماز پڑھ لے۔ (علم الفقہ)

قیامت کے دن دوزخی لوگ اپنے دوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ وجہ بیان کریں گے کہ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (سورۃ المدثر آیت ۴۳) کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

(۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (سورۃ الانفال پ۹ آیت۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل (اس کی عظمت کے استحضار سے) اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں' وہ لوگ جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی۔

(۷) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (سورۃ الماعون)

سو خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔ یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے اور مقصود اس سے کیا ہے اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے۔

یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی' وقت بے وقت کھڑے ہو گئے' باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگالیں' کچھ خبر نہیں کہ کس کے روبرو کھڑے ہیں اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں' کیا اللہ تعالیٰ صرف ہمارے اٹھنے بیٹھنے، جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا؟ کہ ان میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے۔ یاد رکھو یہ سب صورتیں عن صلاتھم ساھون میں درجہ بدرجہ داخل ہیں۔ (تفسیر عثمانیؒ)

(۸) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (سورۃ النساء آیت ۱۴۲) بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز کی تاکید اور فرمان نبویؐ

قرآن مجید کے انہی مضامین وہدایات کو حکمت نبوی اور سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں مختلف عنوانوں سے پیش کیا گیا ہے۔

ولا تترکن صلاۃ مکتوبۃ متعمداً فان من ترک صلوٰۃ مکتوبۃ

متعمداً فقد برئت منه ذمة الله (ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ ج ا ص ۵۹)

اور فرض نماز ہرگز قصداً مت چھوڑو کیونکہ جس نے فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔ یعنی دنیا و آخرت میں اسے عذاب، تکلیف اور ذلت سے بچانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر نہیں رہی۔

نیز آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

العهد الذی بیننا و بینهم الصلوة فمن ترکها فقد کفر (نسائی و ترمذی کذا فی المشکوۃ ص ۵۸)

یعنی ہمارے اور کافروں کے درمیان جو اصلی فرق ہے وہ نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا ہے سو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کا کام کیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة من عمله صلوته فان صحت فقد افلح ونجح وان افسدت فقد خاب وخسر (ترمذی ج ا ص ۵۵)

قیامت کے دن بندہ کے اعمال کا جو حساب ہوگا ان میں سب سے اول نماز ہے سو اگر نماز ٹھیک نکلی تو بندہ کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز ٹھیک نہ نکلی تو ناکام ہوگا اور خسارہ میں پڑے گا یعنی خلاصہ یہ کہ نماز سب سے پہلے فرض ہوئی اور اس کا حساب بھی سب سے پہلے ہوگا اور میدان قیامت میں کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ نماز کے ٹھیک اور ٹھیک نہ ہونے پر ہوگا۔

قرآن و حدیث میں نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے نماز قائم کرنے میں یہ سب کچھ داخل ہے کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنتیں سب کو اچھی طرح ادا کرنا خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا، ریاکاری سے بچنا، رکوع و سجدہ پورا کرنا یہ سب نماز قائم کرنے میں داخل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: (۹) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (سورۃ مؤمنون پ ۱۸) وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ خشوع کا سب سے بڑا افضل ترین مرتبہ تو یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھی جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ خیال تو کر ہی لے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے وسوسے آئیں تو ان کی طرف توجہ نہ کرے بار بار اپنی توجہ کو ادھر ادھر سے ہٹا کر نماز کی طرف موڑتا رہے کیونکہ جسمانی حضوری کے ساتھ قلبی اور روحانی حضوری بھی ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ برابر بندے پر توجہ فرماتے ہیں جب کہ وہ اپنی نماز میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر دیکھا بھالی نہ کرے پھر جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے توجہ ہٹا لیتے ہیں۔ (ابوداؤد ونسائی عن ابوذرؓ)

بابِ ثانی

اوقاتِ نماز

نمازِ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات، پانچ مکروہ اوقات
اذان اور اس کے مسائل۔

پانچ وقت کی فرض نمازیں اور ان کے وقات کا بیان

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (سورۃ النساء پ ۵)

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل میں پانچوں نمازوں کے اوقات کا ذکر ہے فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ
(سورۃ بنی اسرائیل: ۷۸)

آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے (اس میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء چار نمازیں آگئیں جیسا کہ حدیث میں اس اجمال کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے) اور صبح کی نماز بھی (ادا کریں) (ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے (تفسیر معالم التنزیل وتفسیر عثمانیؒ)

نیز جمہور ائمہ تفسیر نے اس آیت کو پانچوں نمازوں کے لئے جامع حکم قرار دیا ہے کیونکہ دلوک کا لفظ اگرچہ اصل میں میلان کے معنی میں آتا ہے اور میلان آفتاب زوال کے وقت شروع ہوتا ہے۔

اس لئے جمہور صحابہؓ وتابعینؒ نے اس جگہ لفظ دلوک کے معنی زوال آفتاب ہی کے لئے ہیں (کما فصلہ القرطبیؒ والمظہریؒ وابن کثیرؒ)

الیٰ غسق اللیل لفظ غسق کے معنی رات کی تاریکی مکمل ہو جانے کے ہیں۔ امام مالکؒ

نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے غسق کی یہی تفسیر نقل فرمائی ہے۔

اسی طرح دلوک الشمس الیٰ غسق اللیل میں چار نمازیں آ گئیں ظہر، عصر مغرب اور عشاء (تفسیر معارف القرآن ج ۵)

چاروں نمازوں کے ذکر کے بعد فجر کی نماز کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا وقرآن الفجر اور قرآن پڑھنا فجر کا، یعنی فجر میں شاید ''قرآن مجید'' سے تعبیر کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ تطویل قرآت فجر میں مطلوب ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

جیسا کہ آگے فرمایا اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربّانی ہے فرمایا:

(۲) حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ (سورۃ بقرہ: ۲۳۸)۔ خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے

اس آیت میں لفظ الصلوٰۃ میں جمع کے صیغہ میں متعدد یعنی چار نمازوں کا ذکر ہے اور یہ واضح ہے کہ جمع کا لفظ تین یا تین کے عدد سے زیادہ کے لئے بولا جاتا ہے اور لفظ صلوٰۃ الوسطی یعنی درمیانی نماز اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

اس آیت میں بھی پانچوں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہوا اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے یعنی نماز میں ایسی حرکت نہ کرو کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز ہی نہیں پڑھ رہا کیونکہ ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

پانچ وقت کی فرض نماز بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ ہمیشہ ان پانچوں نمازوں کو پابندی سے ادا فرماتے رہے، متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں اربوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

صلاۃ الفجر کا وقت

فجر کی نماز کے وقت کی ابتداء صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے اور اس کی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔ (ترمذی عن ابوہریرہؓ ج ا ص ۲۲)

صبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے، اسفار سے مراد یہ ہے کہ صبح کا اجالا خوب پھیل جائے حضرت رافع بن خدیجؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ أسفروا بالفجر

فانہ أعظم للأجر (ترمذی ج ۱ ص ۲۲، ابوداؤد ج ۱ ص ۶۷)
حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ صبح کی نماز اسفار میں ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں (وصححہ غیر واحد) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۵)
حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں: ما أجمع اصحاب محمد علی شیئی ما اجمعوا علی التنویر بالفجر (مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۱ ص ۳۲۲)
آنحضرت ﷺ کے اصحاب کرامؓ نے جس قدر صبح کے اسفار پر اجماع فرمایا ہے اس قدر اجماع واتفاق کسی اور چیز پر نہیں فرمایا۔
یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی ج ۱ ص ۱۳۶ میں بھی مروی ہے۔ اسفار کی مرفوع حدیثیں دیگر صحابہ کرامؓ سے مختلف حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔
محدث سیوطی شافعیؒ "الازہار المتناثرہ" میں لکھتے ہیں کہ اسفار کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (معارف السنن ترمذی ج ۲ ص ۴۵)
(ف) بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھا کرتے تھے، بعض محققین نے اس کی توجیہ میں لکھا ہے کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا لیکن عوام کی سہولت کے لئے آپؐ نے ہی امت کو اسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے تو آپؐ کے ارشاد کی وجہ سے امت کے لئے اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج ۱ ص ۸)
دونوں اقوال میں تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جہاں تہجد نماز پڑھنے والے حضرات کثرت سے رہتے ہوں یا جیسا کہ رمضان المبارک میں لوگ سحری کرتے ہیں ایسے موقع پر فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے ورنہ عام حالات میں اسفار میں (یعنی جب روشنی خوب پھیل جائے) پڑھنا افضل ہے۔

صلاۃ ظہر کا وقت

نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوال شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔ (ترمذی عن ابوہریرہؓ ج ۱ ص ۲۲)
ایک دوسری حدیث میں ہے: صل الظھر اذا کان ظلک مثلک والعصر

اذا کان مثلیک (موطا امام مالک ص ۵ عن ابو ہریرہؓ موقوفا)

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے مساوی ہوا اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے موذن نے (ظہر کی نماز کے لئے) اذان دینے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا تاخیر کرو اس نے (کچھ وقفہ بعد) پھر اذان دینے کا ارادہ کیا آپ نے دوبارہ فرمایا تاخیر کرو اس نے (کچھ وقفہ بعد) پھر اذان دینے کا ارادہ کیا آپ نے (تیسری مرتبہ) فرمایا تاخیر کرو حتی کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا (تب اذان و نماز ہوئی) (صحیح بخاری ج ا ص ۸۷ باب الاذن للمسافرین)

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے اور دو مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے صحیح بخاریؒ کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کا ماخذ ہے ۔

لیکن ائمہ ثلاثہ اور صاحبین یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت ایک مثل ہے لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تا کہ اجماعی اوقات میں نماز ہو۔ (شامی ج ا ص ۲۶۹، فتح القدیر ج ا ص ۱۹۳، البحر الرائق ج ا ص ۲۳۵)

صلاۃ ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: کان رسول ﷺ اذا کان الحر أبرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل (نسائی ج ا ص ۸۷)

رسول اللہ ﷺ جب گرمی ہوتی تو نماز (ظہر) تاخیر سے پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے (یعنی اول وقت میں پڑھتے)

حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے

قال رسول اللہ اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم (بخاری ج ا ص ۷۶ و مسلم ج ا ص ۲۲۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو نماز (ظہر) تاخیر سے ادا کیا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(ف) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے اور سردی میں جلدی سے۔

نمازعصر کا وقت

نمازعصر کا وقت (سایہ دو مثل کے بعد سے) اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۲۲۳ عن عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ)

عصر کی نماز کا مستحب وقت

صحیح مسلم ونسائی میں بروایت حضرت عمارہؓ سے ایک حدیث منقول ہے۔

قال سمعت رسول اللہ ﷺ لن یلج النا ر احد صلی قبل طلو ع الشمس وقبل غر و بھا یعنی الفجر و العصر

کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے طلوع شمس وغروب شمس سے پہلے یعنی فجر اورعصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

امام محدث والتفسیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ ''عقیدۃ السلام'' میں لکھتے ہیں قبل الطلو ع الشمس اور قبل الغروب کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع وغروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب کوئی شخص کہتا ہے اتیک قبل الغروب کہ میں تیرے پاس غروب شمس سے پہلے آؤں گا تو مخاطب یہی سمجھتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔ (فتح الملھم ج ۲ ص ۲۰۱)

حضرت ام سلمہؓ کی مرفوع حدیث ہے:

کا ن رسول اللہ ﷺ أشد تعجیک للظھر منکم و انتم اشد تعجیک للعصر منه

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے لوگوں سے فرمایا رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپؐ سے پہلے پڑھتے ہو۔

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز اول وقت سے قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔

بعض احادیث میں نماز عصر تعجیل سے اور اول وقت پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات واحادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیان جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں (فتح الملھم شرح مسلم ج ا ص ۲۰۱)

نماز مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا اول وقت غروب شمس سے ہے اور اس کا آخری وقت غروب شفق تک ہے۔ (ترمذی ج ۱ص۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے: قال رسول اللہ ﷺ وقت صلوٰۃ المغرب ما لم یغب الشفق (مسلم ج ۱ص۲۲۳)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

شفق کا لفظ غروب شمس کے بعد سرخی اور سرخی کے بعد سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے مراد سفیدی ہے جو سرخی کے بعد مغربی افق پر دکھائی دیتی ہے۔ آسانی کے لئے اتنا یاد رکھیں کہ غروب شمس سے تقریباً سوا گھنٹہ بعد تک مغرب کی نماز کا وقت رہتا ہے۔

نماز مغرب کا مستحب وقت

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے: قال رسول اللہ ﷺ لا یزال امتی بخیر اوقال علی الفطرۃ ما لم یوخروا المغرب، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت بھلائی پر قائم رہے گی یا فرمایا کہ فطرت وسنت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز ہمیشہ سردی ہو گرمی غروب آفتاب کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

نماز عشاء کا وقت

نماز عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جب افق (شفق) غائب ہو جاتا ہے۔ (ترمذی ج ۱ص۲۲) جب سرخی (یعنی شفق) غائب ہو تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح (صادق) ہونے تک باقی رہتا ہے۔ (بہشتی زیور بحوالہ شرح تنویر ج ۱ص۲۷۳)

نماز عشاء کا مستحب وقت

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: قال رسول اللہ ﷺ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یوخروا لعشاء الی ثلث اللیل اونصفہ (ترمذی ج ۱ص۲۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ

تہائی رات یا نصف رات تک عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی اور فرمایا: **لولا ضعف الضعف وسقم السقیم لاخرت هذه الصلوٰة الی شطر اللیل** (ابوداؤد ج ۱ ص ۶۶ و مسند احمد)

اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر کرتا اگرچہ عشاء کی نماز میں اصولی طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے تاہم اس میں کمزور، بیمار اور معذور مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے اور حدیث بالا میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

خلاصہ

مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے اور سردی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تقدیم مستحب ہے اور باقی تمام نمازوں میں گرمی کا موسم یا سردی کا اول وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔ (ماخوذ از نماز مدلل)

پانچ مکروہ اوقات کا بیان

مندرجہ ذیل اوقات میں نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ فوت شدہ فرض نماز کی قضاء پڑھ سکتے ہیں اور سجدہ تلاوت جو واجب ہے کر سکتے ہیں۔ نیز نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) طلوع آفتاب سے اس کے بلند ہونے تک (یہ تقریباً پندرہ منٹ کا وقت ہے) اس دوران نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ حتی کہ فرض نماز کی قضا بھی جائز نہیں۔

(۳) زوال کے وقت بھی نوافل و فرائض پڑھنا مکروہ ہے۔

(۴) عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد ہونے تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ فوت شدہ فرض نماز کی قضاء پڑھ سکتے ہیں اور سجدہ تلاوت بھی کر سکتے ہیں۔ نیز نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) دھوپ زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک نوافل و فرائض پڑھنا مکروہ ہے

(۱) حضرت عمر ابن عبسہ سلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ''اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے ایسی چیز بتلائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو۔ خاص طور پر نماز کے متعلق بتلائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رکے رہو تا آنکہ آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جائے۔ چونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار اسے سجدہ کرتے ہیں''

جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو پھر (اشراق کی) نماز پڑھو' چونکہ ہر نماز بارگاہ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے البتہ جب نیزہ بے سایہ ہو جائے (زوال کے وقت) تو نماز نہ پڑھو' چونکہ یہ جہنم کو دہکانے کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو پھر (ظہر کی) نماز پڑھو چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری نماز سے رک جاؤ تا آنکہ سورج ڈوب جائے چونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ (مسلم' باب الاوقات اللتی نہی عن الصلاۃ فیہا ص ۲۷۶)

(۲) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور کوئی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔'' (بخاری' باب لا یتحری الصلوٰۃ قبل الغروب ص ۸۳)

(۳) حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین وقتوں میں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اول آفتاب نکلنے کے وقت' یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے دوپہر کا سایہ قائم ہونے (یعنی زوال) کے وقت یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے۔ تیسرے جب آفتاب ڈوبنے لگے۔ یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

(ف) مردے دفن کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان اوقات میں مردے دفن نہ کئے جائیں بلکہ اس کا مطلب جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع کرنا ہے۔ کیونکہ مردے تو ہر وقت دفن کئے جاسکتے ہیں۔ (مظاہر حق جدید ج ۱' ص ۶۹۲)

اذان نماز کے لئے سنت اور اسلام کا شعار ہے

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (سورۃ المائدۃ : ۵۸)

اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لئے تو وہ اس کی ہنسی اور کھیل بنا دیتے ہیں ایسا اس وجہ سے کہ یہ لوگ نہ سمجھ ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب واحترام لازم ہے۔

اذان کی عظمت واہمیت

اذان دراصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے۔ حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت نماز سے کچھ پہلے مسجد سے نشر کی جاتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت اور توحید واستحقاق عبادت کا علان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کی رسالت وصداقت کا تکرار کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے کہ نماز حقیقت میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت اور استحقاق عبادت کا اعلان ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے اذان کی یوں تعلیم دی۔ قال تقول فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے کہا کہ تو کہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

فلما اصبحت رسول اللہ فاخبرتہ بما رایت ..الخ

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے صبح کی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا آپؑ نے فرمایا یہ

خواب حق ہے انشاء اللہ (آپ نے مجھے فرمایا) تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کلمات کی تلقین کرو جو تم نے دیکھے (سنے) ہیں وہ آذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں تو میں حضرت بلالؓ کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے گھر میں یہ آواز سنی تو جلدی سے اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور (آپ سے آکر) عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، بے شک میں نے ویسے ہی خواب دیکھا ہے جیسے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دکھلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فللّٰہ الحمد۔ (صحیح ابو داؤد ' ج ۱ ص ۷۹ باب کیف الاذان)

یہ حدیث مسند احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہؒ اور بیہقی میں بھی مروی ہے اور اس کی سند صحیح ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ صحیح ہے۔ (کتاب العلل الام ترمذی)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو مرتبہ درمیانہ جہر آواز سے کہے جائیں پھر ان کو زیادہ بلند آواز سے دو مرتبہ کہا جائے علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنی کتاب "التحقیق" میں لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زیدؓ مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل بنیاد ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں' تو معلوم ہوا ترجیع مسنون نہیں۔ (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۶۲) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت ﷺ کے موذن تھے بلکہ رئیس الموذنین تھے ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔ (مغنی ابن قدیمہ حنبلیؒ ج ۱ ص ۴۱۶' معارف السنن شرح ترمذی ۲ ص ۱۷۵) حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ عہد نبویؐ میں مسجد نبویؐ کے موذن تھے' ان کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے (اوجز المسالک ج ۱ ص ۱۸۶ شرح موطا امام مالکؒ) حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ مسجد قبا کے موذن تھے ان کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دار قطنی ج ۱ ص ۲۳۶)

کچھ ترجیع کے بارے میں وضاحت

۸ ھجری غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو محذورہؓ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا موذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے علاوہ تمام صحاح ستہ میں مروی ہے۔ محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اس کی توجیہہ

کرتے ہیں کہ حضرت ابومحذورہؓ نومسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا موذن مقرر کیا گیا تھا' موصوف کے دل میں اور اہل مکہ کے دلوں میں توحید ورسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لئے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ ان کی خصوصیت تھی۔ حضرت ابومحذورہؓ نے توحید ورسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلالؓ اور مدینہ کے دیگر موذن صحابہ کرامؓ کو بھی ضرور اس کا کہا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے۔ لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔ (فتح الملھم ج ۲' ص ۵۔ شرح صحیح مسلم۔ معارف السنن ج ۲' ص ۱۸۲' شرح ترمذی' ماخوذ از نماز مدلل)

صبح کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا اضافہ

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: فان کان صلوٰۃ الصبح قلت اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (ابو داؤد ج ۱' ص ۷۹' صحیح ابن حبان) اگر صبح کی نماز ہو تو (حی علی الفلاح کے بعد) کہو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور تکبیر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہئے۔ (زبدۃ الفقہ)۔

اذان کے متعلق چند مسائل

(۱) اذان بلند آواز سے کہنا چاہئے اور تکبیر پست آواز سے۔

(۲) اذان ٹھہر ٹھہر کے دی جائے اور تکبیر اقامت جلدی جلدی سے۔

(۳) اذان مسجد سے باہر بلند مقام پر دی جائے سوائے جمعہ کی دوسری اذان کے اور تکبیر مسجد کے اندر ہی کہی جاتی ہے۔

(۴) اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا چاہئے۔

(۵) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں طرف منہ پھیرنا۔ خواہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی (مثلاً نومولود بچہ کے کان میں اذان کہنا وغیرہ) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے پھرنے نہ پائیں ورنہ خلاف سنت ہوگا۔

(۶) اذان اور اقامت کے الفاظ ترتیب وار کہنا۔

(۷) جوشخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (بہشتی گوہر)

(۸) اذان اور اقامت کا عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ہونا جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں کسی اور زبان میں یا منقولہ الفاظ کے سوا اور الفاظ سے اذان یا اقامت صحیح نہ ہوگی۔ دوبارہ مسنون الفاظ کہے جائیں۔

(۹) وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے گی

(۱۰) کھڑے ہوکر اذان دینا۔ منفرد اپنے واسطے بیٹھ کر اذان دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱۱) موذن نیک صالح ہو۔ فاسق کی اذان مکروہ ہے اگرچہ عالم ہو مگر دہرانا نہیں چاہئے۔

(۱۲) جنبی کی اذان مکروہ تحریمی ہے دوبارہ کہی جائے گی۔ مگر بے وضو اذان دی جاسکتی ہے لیکن عادت نہ بنائی جائے۔ (عمدۃ الفقہ ج ۲، کتاب الصلوٰۃ)

اذان کا جواب دینا

(۱) جوشخص اذان کی آواز سنے مرد ہو یا عورت پاک ہو یا جنبی اور وہ نماز کی اذان ہو یا کوئی اور اذان مثلاً نومولود بچے کے کان میں دی ہو۔ اس سننے والے پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

(۲) اذان نماز کا جواب عملی طور پر دینا واجب ہے یعنی جوشخص مسجد سے باہر ہو اس کو عملی جواب یعنی مسجد میں آنا واجب ہے اور زبانی جواب دینا مستحب ہے۔ اور جوشخص اذان کی آواز نہ سنے مثلاً دور ہو یا بہرہ ہو تو وہ زبان سے جواب نہ دے۔

(۳) اگر اذان غلط دی گئی ہو (یا خلاف شرع دی گئی ہو) تو اس کا جواب نہ دے اور نہ ایسی اذان سنے۔

(۴) اگر کئی مسجدوں کی اذانیں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ سنے تو وہ پہلی ہی اذان کا جواب دے خواہ وہ اپنی مسجد کی ہو یا قریب کی مسجد کی اور اگر چلنے کی حالت میں اذان سنے تو افضل یہ ہے کہ اذان کے جواب کے لئے کھڑا ہو جائے۔

(۵) اگر اذان کا جواب دینا بھول جائے یا مشغول تھا تو اگر زیادہ دیر نہ گذری ہو تو جواب دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۶) جمعہ کی دوسری اذان جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے زبان سے اس کا جواب دینا

مکروہ ہے البتہ دل میں جواب دے سکتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ)

آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے

(۱) نماز کی حالت میں اگر چہ نماز جنازہ ہو۔ (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔ (۳) جماع کی حالت میں۔ (۴) پیشاب یا پاخانہ کرنے کی حالت میں البتہ اگر ان چیزوں سے فراغت کے بعد زیادہ دیر نہ گذری ہو تو جواب دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (۵) حیض کی حالت میں۔ (۶) نفاس کی حالت میں۔ (۷) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔ (۸) کھانا کھانے کی حالت میں (عمدۃ الفقہ ج ۲)۔

اذان کے بعد کی دعا

درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (صحیح بخاری)

بخاری میں یہ دعا الذی وعدتہ تک ہے مذکورہ دعا کے آخر میں انک لا تخلف المیعاد کا اضافہ بیہقی شریف کے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۷۸)

نماز کے علاوہ اذان واقامت کہنے کے مستحب مواقع

فرض عین نمازوں کے علاوہ کسی اور نمازوں کے لئے اذان واقامت سنت نہیں۔ لیکن کچھ مواقع ایسے ہیں جن میں اذان واقامت مستحب ہے۔

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا (۲) جو شخص رنج وغم میں مبتلا ہو کوئی دوسرا شخص اس کے کان میں اذان دے۔ انشاء اللہ العزیز اس کا غم زائل ہو جائے گا۔ (۳) مرگی کے مریض کے کان میں اذان دینا (۴) جو شخص غم وغصہ کی حالت میں ہو اس کے کان میں (۵) بدمزاج جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور چوپایا وغیرہ اس کے کان میں۔ (۶) کفار کے ساتھ لڑائی کی شدت میں (۷) آتشزدگی کے وقت اور جلے ہوئے کان میں (۸) جن کی سرکشی کے وقت جہاں کہیں جن کا ظہور ہو اور وہ کسی کو تکلیف دیتا ہو (۹) جب مسافر جنگل میں راستہ بھول جائے۔

میت کے دفن کرتے وقت یا دفن کے بعد قبرستان کے پاس اذان کہنا کسی حدیث سے

ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے۔اس لئے بدعت ہے۔(عمدۃ الفقہ ج ۲)

انگوٹھے چومنا کہیں ثابت نہیں

مسنون اذان واقامت اور اس دوران جو بھی اعمال مستحسن تھے وہ ہمیں رحمت دو عالم ﷺ نے بتادیئے اب اس میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہم اہلسنّت والجماعت کو زیب نہیں دیتا کیونکہ یہ شان نبوت میں گستاخی ہے جیسا کہ بعض مبتدعین اذان واقامت وغیرہ میں آپؐ کے نام مبارک پر انگوٹھے چومتے ہیں' پورے ذخیرہ احادیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو جائز ثابت کرنے کے لئے من گھڑت قصوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ایک قصہ حضرت ابوبکرؓ کی طرف منسوب ہے جسے علامہ سخاویؒ نے ''المقاصد الحسنہ باب المیم'' میں نقل کر کے خود فرمایا ''ولا یصح'' یہ واقعہ سرے سے صحیح ہی نہیں ہے۔اسی طرح وہ قصہ بھی غلط ہے جس کو ابوالعباس یمنی صفی نے اپنی کتاب' موجبات الرحمہ وعزائم المغفرۃ' میں درج کیا ہے' چونکہ اس کی سند میں بہت سے نامعلوم مجہول لوگ ہیں ساتھ ہی یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ سرے سے راوی کی ملاقات ہی ثابت نہیں

ایک اور واقعہ حضرت طاؤس کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے شمس بن نصر سے سنا کہ جس نے آپؐ کے نام نامی پہ انگوٹھے چومے وہ اندھا نہیں ہوگا۔خود علامہ سخاویؒ نے اس کو نقل کر کے فرمایا '' ولا یصح فی المرفوع من هذا شی '' ان سب باتوں سے ایک بھی مرفوعاً ثابت نہیں۔(المقاصد الحسنة باب المیم)

اور جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ انگوٹھے چومنا کسی بھی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ''توآجا'' کے بعض ضعیف اور مجروح قصے ہیں جن کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں :اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک ﷺ انگوٹھوں کے ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔یہ جو کچھ اس میں روایت کیا جاتا ہے کلام سے خالی نہیں۔پس جو اس کے لئے ایسا ثواب مانے یا اسے مؤکد جانے یا نفس ترک کو باعث زجر وملامت کہے وہ بے شک غلطی پر ہے۔(احمد رضا خان مجموعہ رسائل ج ۲' ص ۱۵۵) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ دوران اذان کلمہ شہادت میں نبی اکرم ﷺ کے نام نامی پر انگوٹھے چومنے کی تمام روایات من گھڑت (موضوع) ہیں۔(تسیر المقال' لقول البدائع ص ۱۹۵) (ماخوذ از نماز پیغمبر ﷺ)

باب ثالث

طہارت کا بیان

بیت الخلاء کے مسائل، غسل، وضوء اور تیمم کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مفسدات اور مکروہات۔

اسلام میں طہارت ونظافت اور پاکیزگی وصفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سورۃ البقرہ پ ۲) بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(ف) شریعت اسلامیہ نے طہارت وپاکیزگی اور صفائی وستھرائی کے اہتمام کے پیش نظر استنجا، وضو، جنابت اور حیض ونفاس سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے، نیز میل کچیل دور کرنے کے لئے غسل، لباس وغیرہ کی پاکیزگی کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں۔ یہاں ان کے متعلق مختصراً ہدایات نقل کی جاتی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول اللہ ﷺ لاتقبل صلاۃ بغیر طھور (مسلم ج ۱، ص ۱۱۹) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

(ف) نماز کی شرطوں میں پہلی شرط بدن کا پاک ہونا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں

(۱) نجاست حقیقی سے پاک ہونا اور وہ یہ ہے کہ جسم پر کوئی ظاہری یعنی نظر آنے والی ناپاک چیز ہو تو اس کو پانی سے دھو کر پاک کیا جائے۔

(۲) اگرچہ ظاہر میں جسم پر کوئی ناپاک چیز لگی ہوئی نہ ہو لیکن پھر بھی جسم شرعی حکم سے ناپاک ہو مثلاً کوئی شخص جنابت کی وجہ سے ناپاک ہوا اس نے اپنے جسم کی ظاہری نجاست تو دھو ڈالی لیکن جب تک وہ باقاعدہ غسل نہ کرے اس وقت تک اس کا جسم ناپاک رہے گا اور

اس شخص کے لئے نماز ادا کرنا اور مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔
یا کوئی شخص جنبی تو نہیں ہے لیکن بے وضو ہے یعنی پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجا تو کرلیا لیکن وضو نہیں کیا تو یہ شخص بھی شرعاً ناپاک ہے اور اس شخص کو نماز پڑھنا یا قرآن مجید کا چھونا جائز نہیں ہے۔

ایسی نجاست کو نجاست حکمی کہتے ہیں یعنی وہ نجاست جو دیکھنے میں نہ آسکے بلکہ شریعت کے حکم سے ثابت ہے اور یہ نجاست حکمی دو قسم کی ہے۔

(۱) بے وضو ہونا۔ اس کو حدث اصغر کہتے ہیں۔

(۲) غسل فرض (جنابت کا) ہونا۔ اس کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

ان دونوں نجاستوں سے بدن کا پاک ہونا طہارت حکمی کہلاتا ہے اور جسم کا ظاہری یعنی نظر آنے والی نجاست سے پاک ہونا طہارت حقیقی کہلاتا ہے۔

طہارت حکمی و طہارت حقیقی سے بدن کا پاک ہونا نماز کے لئے شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ حدیث بالا میں یہی ارشاد ہے کہ ''بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں ہوتی۔''

استنجا کرنے کا بیان

پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد جو ناپاکی بدن پر لگی رہے اس کے پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔ پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد مٹی کے (طاق عدد یعنی ۳ یا ۵) پاک ڈھیلے سے پیشاب کے مخرج کو سکھانا چاہئے اس کے بعد پانی سے دھو ڈالنا چاہئے۔

(۱) پاک مٹی کے ڈھیلے (پتھر یا لکڑی) سے اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہے (مسلم ج ۱ ص ۱۳۰)

(ب) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یستنجی بالماء (بخاری ج ۱ ص ۲۷)

(ترجمہ) حضور اقدس ﷺ پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

(ف) صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے اور صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجاء میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۹)۔

مکروہات استنجا کا بیان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع

فرمایا کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔(مسلم ج۱ص۱۳۰)

تو مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے جس قدر ممکن ہو بچ جائیں اور منہ پھیر لیں۔

عورت کے لئے چھوٹے بچے کو قبلہ طرف بٹھا کر پیشاب پاخانہ کرانا منع ہے اور اس کا گناہ عورت پر ہے)(ترمذی)

نیز ہڈی' خشک لید یا گوبر اور ایسی تمام چیزوں سے جن سے انسان یا حیوان نفع حاصل کریں مثلاً شیشہ' چونا' لوہا' سونا' چاندی' پکی ٹھیکری' پکی اینٹ اور پتے وغیرہ۔ بال' روئی' نمک، کوئلہ' عمدہ کپڑا اور ہر قیمتی اور محترم چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔(ابوداؤد)

بلا اجازت کسی آدمی کی دیوار سے استنجا سکھانا یا اس سے ڈھیلا لینا (یہی حکم وقف کی دیوار اور آدمی کے پانی یا کپڑے کا ہے) مکروہ ہے' اور ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی کی نظر اس کے ستر پر پڑتی ہو یا زم زم کے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے مکروہات کا بیان

بلا عذر کھڑے ہو کر (یا لیٹ کر یا بالکل ننگا ہو کر) پیشاب کرنا مکروہ ہے۔(ترمذی)

جاری پانی یا بند پانی میں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پھل دار درخت کے نیچے یا کھیتی میں ایسے سایہ میں جہاں بیٹھنے کا آرام ملے پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔(ابوداؤد)

مسجد یا عیدگاہ کی دیوار کے پاس قبرستان میں یا چوپائے جانوروں اور لوگوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ میں پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔ مسجد میں یا مسجد کی چھت پر بول و براز کرنا حرام ہے' بند قلیل پانی میں پیشاب پاخانہ کرنا حرام ہے' ابن کثیر میں مکروہ تحریمی ہے اور جاری پانی میں مکروہ تنزیہی ہے البتہ جو لوگ دریا و سمندر کا سفر کرتے ہیں ان کو بوجہ مجبوری جائز ہے۔

چوہے اور سانپ اور چیونٹی وغیرہ کے سوراخ میں' قافلہ یا خیمہ یا کسی مجمع کے قریب' یا ایسی جگہ پیشاب کرنا کہ جہاں سے چھینٹے اڑ کر کپڑے یا بدن پر پڑیں' پیشاب کر کے اسی جگہ وضو یا غسل کرنا' غسل یا وضو کی جگہ پیشاب پاخانہ کرنا یہ سب مکروہ ہیں۔(مشکوۃ باب آداب الخلاء' زبدۃ الفقہ حصہ اول کتاب الطہارت)

مستحبات وآداب بیت الخلاء کا بیان

(۱) سر کو ڈھانپ کر بیت الخلاء میں جانا' جنگل میں جائے تو لوگوں کی نظروں سے دور

نکل جانا۔(ترمذی)

(۲) پانی لینے کے لئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھولیں پھر پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔(ترمذی)

(۳) استنجے کے لئے پانی اور مٹی کے ڈھیلے دونوں لے جائیں۔تین یا پانچ پتھر ہوں تو مستحب ہے۔(بخاری و مسلم)

(۴) حضور اکرمؐ سر ڈھانک کر اور جوتا پہن کر بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے۔(ابن سعد)

(۵) آپؐ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (مسلم ج ا ص ۶۳)

ترجمہ: یعنی میں ناپاک جنوں اور جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔

(۶) بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھیں۔(ابن ماجہ)

(۷) جب شرمگاہ کھولیں تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہو کر کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے۔(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

(۸) انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآنی آیت یا اللہ کا نام یا اللہ کے رسول کا نام لکھا ہوا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) تو اس کو باہر ہی چھوڑ جانا چاہئے۔(نسائی)

(۹) رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں نہ پیٹھ بلکہ شمالاً یا جنوباً ہو کر بیٹھیں۔ (بخاری و مسلم) یا ٹیڑھے ہو کر بیٹھیں۔(ترمذی)

(۱۰) رفع حاجت کے وقت بلا ضرورت شدید کلام نہ کریں۔اسی طرح زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔(مشکوۃ) اگر چھینک آجائے تو دل میں الحمدللہ کہے۔(بہشتی زیور)

(۱۱) جب بیت الخلاء میں جائیں تو داہنے ہاتھ سے عضو مخصوص کو نہ چھوئے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔(بخاری و مسلم)

(۱۲) پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچیں کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔(ترمذی شریف)

(۱۳) بعض مرتبہ بیت الخلاء نہیں ہوتا جیسے جنگل یا شہر سے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس وقت کسی چیز کی آڑ میں بیٹھیں یا اتنا دور چلے جائیں کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔(ترمذی)

(۱۴) پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین تلاش کریں تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)
(۱۵) پیشاب بیٹھ کر کریں کھڑے ہو کر نہ کریں۔ (ترمذی)
(۱۶) استنجا پہلے ڈھیلوں سے کریں اس کے بعد پانی سے کریں (ترمذی) یہ مستحب ہے
(۱۷) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں۔ (ترمذی)
(۱۸) پیشاب کرنے کے بعد اگر استنجا وغیرہ سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا چاہئے۔ (ترمذی' طحاوی)
(۱۹) استنجا کے لئے ہڈی یا لید (یعنی گوبر وغیرہ) استعمال نہ کریں۔ (ابن ماجہ)
(۲۰) لوگوں کے راستے میں پاخانہ نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کے کسی سایہ کے نیچے کرے۔ (مسلم) اور نہ کسی کے گھر کے پاس پیشاب پاخانہ کرے۔
(۲۱) سلام اور اذان کا جواب نہ دے خود کو اگر چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ پڑھ لے زبان سے نہ کہے' بلا ضرورت اپنے ستر کو نہ دیکھے' نہ بول و براز کو دیکھے' نہ تھوکے نہ سنکے نہ کھنکارے' نہ ادھر ادھر دیکھے' نہ اپنے بدن سے کھیل کرے نہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے اور نہ بلا وجہ دیر تک بیٹھا رہے۔ (زبدۃ الفقہ ج۱)
(۲۲) بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ** (ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ ج ص ۴۴) سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف دہ چیز کو اور مجھے عافیت بخشی۔

غسل کی فرضیت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (سورۃ مائدہ' پ۵) اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔
غسل کے تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) سارے جسم پر ایک دفعہ پانی بہانا کہ ذرا سی جگہ بھی خشک نہ رہے۔ یہ تینوں فرض اس آیت مقدسہ سے مستفاد ہیں۔
جن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ چار ہیں۔
(۱) جماع (۲) خروج منی (۳) حیض (۴) نفاس

جماع: جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔ (بخاری ج ۱ص ۴۳)
خروج منی: شہوت کی حالت میں تیزی کے ساتھ منی نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے اس میں نینداور بیداری کی دونوں حالتیں برابر ہیں۔ نیز مرداور عورت کا ایک ہی حکم ہے۔ اور اگر صرف مذی نکلے تو غسل واجب نہیں ہوگا صرف دھو لینا اور وضو کر لینا ہی کافی ہوگا۔ (مسلم وجوب الغسل علی المرء ترمذی باب ماجاء فی المنی والمذی)

احتلام کی چند صورتیں

احتلام کے بعد (جب بیدار ہو تو) خواب یاد ہو اور منی کے آثار بھی ہوں تو غسل فرض ہوگا اور اگر خواب یاد ہو اور منی کے آثار نہ ہوں تو غسل فرض نہیں ہوگا۔ (ترمذی ج ا۔ص ۱۶)

(ف) نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر کپڑوں پر تری وغیرہ دیکھے تو اس پر غسل فرض ہونے یا نہ ہونے کی چودہ صورتیں ہیں۔ کیونکہ یا تو منی کا یقین ہے' یا مذی کا یقین ہے' یا ودی کا یقین ہے' یا منی و مذی میں شک ہے یا مذی اور ودی میں شک ہے یا منی اور مذی اور ودی میں شک ہے۔ یہ سات احتمال ہیں اور ہر ایک میں دو احتمال ہیں خواب کا یاد ہونا اور نہ ہونا۔ پس یہ سب چودہ صورتیں ہو گئیں ان میں سے چار صورتوں میں غسل نہیں ہے' ایک یہ کہ مذی کا یقین ہو اور خواب یاد نہ ہو دوسری اور تیسری یہ کہ ودی کا یقین ہو اور خواب یاد ہو یا یاد نہ ہو چوتھی یہ کہ مذی اور ودی میں شک ہو اور خواب یاد نہ ہو اور باقی دس صورتوں میں غسل واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ' ج ۱ص ۲۱)

احتلام کی چند وہ صورتیں جن پر غسل واجب ہے

(۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔

(۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

(۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔

(۴) شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد ہو۔

(۵) شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔

(۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد ہو۔

(۷) شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد ہو۔

(۸) شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔

(۹) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

(۱۰) شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا ودی' یا یہ شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو۔ (از افادات بہشتی گوہر۔ تلخیصاً)

منی' مذی اور ودی میں فرق

منی وہ ہے جو شہوت کے ساتھ عضو مخصوص سے ٹپک کر آئے اور شہوت کا غلبہ ٹوٹ جائے۔ مذی وہ ہے جو شہوانی خیالات کے ساتھ یا بعد میں جب انتشار ختم ہو تو کچھ قطرے ٹپکے بغیر آ جائیں۔ ودی وہ ہے جو بغیر شہوانی خیالات کے پیشاب سے یا بعد میں کچھ لیس دار قطرے آ جائیں یا پیشاب کئے بغیر ہی لیس دار قطرے آ جائیں۔

منی ناپاک ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ منی کو دھوتے پھر اسی کپڑے میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور کپڑے پر دھونے کا نشان مجھے نظر آتا تھا۔ (صحیح مسلم باب حکم المنی ج ۱' ص ۱۴۰)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھوتی پھر آپ نماز کے تشریف لے جاتے اور کپڑے پر دھونے کا نشان ہوتا۔ (صحیح بخاری باب الغسل المنی وفرکہ ج ۱' ص ۳۶)

(ف) ان روایات سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک مادہ ہے۔ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے کپڑے خود دھونا بھی سنت ہے۔

ازالہ منی کا طریقہ

(۱) آنحضرت ﷺ منی کو دھو کر پھر نماز کے لئے جایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم باب حکم المنی ج ۱' ص ۱۴۰)

(ف) ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے (جب منی لگ جاتی تھی تو) خشک منی کو کھرچ دیا کرتی تھی (صحیح مسلم باحکم المنی ج ۱' ص ۱۴۰)

(ج)اور ایک روایت میں ان دونوں حالتوں کی وضاحت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر منی اگر خشک ہو جاتی تو میں کھرچ دیتی اور اگر تر ہوتی تو دھو دیتی۔ (دارقطنی)

(ف) اگر منی کسی ایسے کپڑے پر خشک ہو جائے کہ کھرچنے سے مکمل زائل ہو جائے تو صرف کھرچ لینا ہی کافی ہے اور اگر کپڑا گیلا ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے اس سلسلہ میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں ان سب پر عمل ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ کھرچ کر زائل کرنے سے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ منی پاک ہے۔

چنانچہ علامہ مبارک پوریؒ فرماتے ہیں: من قال بطھارۃ المنی مستد لا بروایۃ الفرک اجیب بان ذلک لا یدل علی طھارۃ انما یدل علی کیفیۃ التطھیر (نماز پیمبر ﷺ بحوالہ تحفۃ الاحوذی) کھرچنے والی روایت منی کی پاکی پر دلالت نہیں کرتی' بلکہ یہ تو خود اس کو پاک کرنے کی ایک کیفیت ہے۔

ماہانہ ایام

حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت کے رحم سے بغیر کسی بیماری اور ولادت کے جاری ہوتا ہے اور جسے عرف عام میں ''ماہواری'' کہتے ہیں۔

حیض کی مدت کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے لہٰذا اس مدت میں خون خالص ''سفیدی کے علاوہ'' جس رنگ میں بھی آئے وہ حیض کا خون شمار ہوگا۔ یعنی حیض کے خون کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے اور سیاہ سبز بھی۔ نیز زرد اور مٹی کے رنگ جیسا بھی حیض کا رنگ ہوتا ہے۔ جب عورت ماہانہ ایام سے فارغ ہو تو غسل کرے کیونکہ اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے اور پھر نمازیں شروع کر دے۔

مسئلہ: اس پر ایام حیض کی نمازوں کی قضا واجب نہیں البتہ روزوں کی قضا واجب ہے (مسلم ج ۱ص ۵۳)

مسئلہ: اگر کس عورت کو جنبی ہونے کی صورت میں غسل کی ضرورت تھی اوا بھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں چاہے تو جب حیض سے پاک ہو تب غسل کرے' ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جائے گا۔ (البحرائق ج ۱ص ۶۱)

ماہانہ ایام میں شرعی پابندیاں

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ (سورۃ بقرہ پ ۲، آیت ۲۲۲)

اور جب تک وہ تمہاری بیویاں (ایام سے) پاک نہ ہو جائیں ان سے قرابت نہ کرو پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جس جگہ اللہ نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے

(ف) جس موقع سے مجامعت کی اجازت دی ہے یعنی آگے کی راہ سے کہ جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے، دوسرا موقع یعنی لواطت حرام ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور ان سے مقاربت نہ کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیویوں سے حیض کی حالت میں جماع نہ کیا کرو اور اس کے علاوہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ (صحیح مسلم)

یعنی ان کے ساتھ کھانا پینا، گھروں میں رہنا سہنا، ایک ساتھ بیٹھنا لیٹنا، یہاں تک کہ عورت کے ناف کے اوپر کے حصہ سے اپنا بدن ملانا یا ہاتھ لگانا، یہ سب چیزیں جائز ہیں۔ کیونکہ عورت کے اعضاء بدن نجس و ناپاک نہیں ہوتے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک ایسی چادر میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے کہ جس کا کچھ حصہ تو آپؐ کے اوپر ہوتا تھا اور کچھ حصہ مجھ پر ہوتا تھا اور میں ایام میں ہوتی تھی۔ (مسلم ج ۱، ص ۱۴۲)

ایک دوسری روایت میں ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "میں ایام کی حالت میں ہوتی اور نبی کریم ﷺ میری گود میں سہارا دے کر بیٹھ جاتے اور قرآن مجید پڑھتے۔ (بخاری ج ۱، ص ۴۴ و مسلم ج ۱، ص ۱۴۳)

(ف) ان روایات میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حائضہ عورت ظاہری طور پر پاک ہوتی ہے اس کی ناپاکی کا حکم صرف حکما ہے۔

البتہ آیت مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ ایام حیض میں اگر کوئی شخص جماع کرے گا تو وہ سخت گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ایام حیض میں یہ سمجھ کر جماع کرے کہ یہ حلال اور جائز ہے تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس کا حرام ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

نفاس کا بیان

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے آگے کی راہ سے نکلے۔ جب بچہ نصف سے زیادہ باہر نکل آئے تو اب جو خون نکلے گا وہ نفاس ہوگا اس سے پہلے نفاس نہیں ہوگا۔۔ اگر جوڑے بچے پیدا ہوں تو نفاس پہلے بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے شروع ہوگا اور اس کی پیدائش کے بعد سے چالیس روز تک نفاس ہوگا۔ اس حالت نفاس کے دوران عورت پر ایام حیض والی پابندیاں عائد رہیں گی۔

واضح رہے کہ نفاس کی کم از کم مدت کا تعین مشکل ہے۔ لہٰذا جونہی خون آنا بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ البتہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے جب کہ چالیس روز تک خون آتا رہے۔ اگر اس کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس کا نہیں بلکہ کسی اور عارضہ کی وجہ سے ہے جسے ''استحاضہ'' کہا جاتا ہے۔

جیسے ہی عورت ایام نفاس سے پاک ہو جائے تو غسل کر لے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عہد نبوی میں نفاس والی عورتیں چالیس روز تک شرعی پابندیوں سے مستثنیٰ رہتیں اور ہم اپنے چہروں پر زرد بوٹی ملا کرتی تھیں۔ (ترمذی ج ا ص ۲۰)

اجماع امت

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وحضرات تابعین رحمتہ اللہ علیہم اور ان کے بعد تمام علماء کرام کا اجماع ہے کہ ''نفاس والی عورت چالیس روز کی نمازیں چھوڑیں گی۔ البتہ جو عورت اس مدت سے پہلے ہی طہر محسوس کر لے تو وہ غسل کر کے نماز شروع کر دے۔'' (ترمذی ج ا ص ۲۰)

(۱) اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی عورت کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا۔ (شرح تنویر ج ا ص ۳۰۸)

(۲) ایام حیض (ونفاس) کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ یا جہاں نماز پڑھتی ہو تھوڑی دیر بیٹھ کر (اللہ اللہ یا سبحان اللہ سبحان اللہ یعنی) اللہ کا ذکر کر لیا کرے تا کہ نماز کی عادت نہ چھوٹ جائے (فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیر ج ا ص ۲۳)

(۳) اگر الحمد کی پوری سورۃ دعا کی نیت سے یا آیت الکرسی گھر کی حفاظت اور دعا کی نیت سے یا اور دعائیں جو قرآن مجید میں آئی ہیں ان کو بغیر نیت تلاوت کے دعا کی نیت سے

پڑھنا درست ہے۔ (ردالمختار ج ا ص ۳۰۲)

(۴) کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھنا درست ہے۔ (شرح تنویر ج ا ص ۳۰۲)

(۵) اگر کوئی عورت بچیوں کو قرآن پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کرانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت کو رواں پڑھائے۔ (فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۲۴)

(۶) جس طرح اس حالت میں قرآن مجید نہیں پڑھ سکتی اسی طرح قرآنی آیت لکھ بھی نہیں سکتی

غسل کرنے کا مسنون طریقہ اور اس کے آداب

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے غسل جنابت کا پانی آنحضرت ﷺ کے پاس رکھ دیا آپؐ نے دو یا تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا' پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا بس اس کو خوب ملا' پھر نماز کی طرح وضو بنایا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالا' پھر اپنا باقی جسم دھویا' پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں قدم دھوئے۔ (بخاری ج ا ص ۴۰' و مسلم ج ا ص ۱۴۷' ترجمہ الفاظ مسلم کے ہیں)۔

فرائض غسل

غسل میں تین فرض ہیں (۱) کلی کرنا' (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) سارے بدن کو ایک بار دھونا۔ پورے جسم پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے اور مزید دو مرتبہ بہانا سنت ہے

(ف) کلیاں تین مرتبہ کرنا چاہئے اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے یعنی کلی میں مبالغہ کرے اور اگر روزہ دار ہو مبالغہ نہ کرے۔ ناک میں بھی تین مرتبہ پانی ڈالے' اگر روزہ دار نہ ہو تو اس میں بھی مبالغہ کرے یعنی نتھنوں کی جڑوں تک پانی پہنچائے' اور اگر روزہ دار ہو تو نرم گوشت سے اوپر پانی نہ چڑھائے اور سارے جسم پر اس طرح پانی بہائے کہ جسم کا کوئی حصہ بھی ایک بال برابر خشک نہ رہے نیز ناف کے سوراخ میں پانی پہنچانا واجب ہے۔

غسل کی سنتیں

(۱) ناپاکی دور کرنے اور پاکی حاصل کرنے کی دل سے نیت کرنا۔ حدیث میں ہے کہ عمل کا

دارومدار نیت پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲) (۲) کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔ حدیث میں ہے کہ ہر اہم کام کی ابتداء بسم اللہ سے کریں۔ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۲) (۳) دونوں ہاتھ کلائی تک تین مرتبہ دھونا (بخاری ج ۱ ص ۴۰) (۴) دونول استنجے کرنا خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو (ترمذی) (۵) اگر جسم پر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو تین مرتبہ دھونا۔ (ترمذی) (۶) نماز کی طرح وضو کرنا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۰، مسلم ج ۱ ص ۱۴۷) اگر غسل کرنے سے پہلے وضو نہیں کیا تو غسل کے اندر وضو بھی ادا ہو گیا پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۴۸) (۷) سارا جسم تین بار دھونا (بخاری عن عائشہؓ) (۸) بالوں میں خلال کرنا۔ (بخاری) (۹) ترتیب سے غسل کرنا، یعنی پہلے ہاتھ دھونا پھر استنجا کرنا پھر بدن کی نجاست کو دور کرنا، پھر وضو کرنا، پھر سارا بدن دھونا (جیسا کہ صحیح بخاری میں مسنون طریقہ منقول ہے)

غسل کے مستحبات و آداب

(۱) پانی کے استعمال میں بے جا کمی یا زیادتی نہ کرنا۔ کیونکہ یہ مسنون طریقہ غسل کے خلاف ہے، جو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے۔

(۲) ننگا ہونے کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا۔ (صحیح مسلمؒ الاستطابہ) (۳) بلاضرورت کسی سے بات نہ کرنا۔ (ابوداؤد: کراھیۃ الکلام) (۴) ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی نہ دیکھے یا تہبند وغیرہ باندھ کر نہانا۔ (بخاری کتاب الغسل) (۵) تمام بدن کو ملنا۔ (ایضاً) (۶) تواتر یعنی پے درپے دھونا۔ (بخاری کتاب الغسل) (۷) تمام بدن پر اس ترتیب سے پانی ڈالنا کے پہلے دائیں کندھے پر تین مرتبہ پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پھر سر پر اور تمام بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالے۔ یہ مشہور طریقہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے پھر دائیں کندھے پر تین مرتبہ پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے (یہی اصح ہے ارظاہر الروایت اور احادیث کے موافق ہے) (بخاری ج ۱ ص ۴۰) (۸) غسل کے بعد کسی پاک صاف کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے۔ (اور نہ پونچھنا بھی ثابت ہے ان دونوں میں سے جو بھی اختیار کرے تو سنت کی نیت کرے) (۹) نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لے۔ (بہشتی زیور زبدۃ الفقہ، اول تلخیصا)۔

غسل کے مکروہات

اصول یہ ہے کہ جو چیزیں غسل میں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنا مکروہ ہے اسی طرح جو چیزیں مکروہ ہیں ان سے بچنا مستحب ہے۔ چند مشہور مکروہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ناپاک جگہ پر غسل کرنا۔ (ترمذی: کراھیہ البول فی المغتسل) (۲) کلی کے لئے بلا عذر بائیں ہاتھ سے منہ میں پانی لینا۔ (بخاری و مسلم عن عائشہؓ) (۳) اسی طرح بائیں ہاتھ سے ناک میں پانی ڈالنا۔ (ایضاً) (۴) اسی طرح بلا عذر دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا یا استنجا کرنا۔ (ایضاً) (۵) مسجد کے اندر غسل کرنا۔ کیونکہ مساجد کو پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد کذافی المشکوۃ ص ۶۹) (۶) پانی زیادہ بہانا۔ (ابن ماجہ باب ماجاء القصد فی الوضوء) (۷) ستر کھلے ہوئے بلا ضرورت کلام کرنا۔ (ابوداؤد۔ کراھیۃ الکلام) (۸) دعاؤں کا پڑھنا۔ (ایضاً) (۹) بلا عذر غیر محرم کے سامنے نہانا۔ (ابوداؤد کذافی المشکوۃ ص ۴۹) (۱۰) ننگا نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۷۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۳) (۱۱) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا۔ (۱۲) غسل کے لئے بلا عذر کسی دوسرے سے مدد لینا) (۱۳) اتنا کم پانی لینا کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے۔ (زبدۃ الفقہ حصہ اول تلخیصاً) (۱۴) اور سنت کے خلاف غسل کرنا۔ (زبدۃ الفقہ حصہ اول تلخیصاً) (۱۵) بحالت جنابت غسل کرنے سے پہلے بال کٹوانا ناخن ترشوانا مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷)

چند مسائل

(۱) کسی کو اپنی شرم کی جگہ یا رانیں یا گھٹنے (بلا عذر) دکھلانا حرام ہے۔ (بخاری)

(۲) غسل کرتے وقت کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول جائے یا بدن کا کوئی حصہ اگرچہ بال برابر خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوگا لیکن اس کو پھر سے نہانا واجب نہیں صرف کلی اور ناک میں پرنی ڈالنا کافی ہے اور خشک جگہ پر صرف پانی بہالینا چاہئے۔ (ابن ماجہ کذافی المشکوۃ ج ۱ ص)

(۳) اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیا یا ہڈی وغیرہ کا ٹکڑا پھنس گیا ہے تو اس کو خلال سے نکال دے، اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچا تو غسل نہیں ہوگا۔ کیونکہ منہ بھی جسم کا ظاہر حصہ ہے۔

(۴) اسی طرح ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ اچھی طرح بال

نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا لے اور افشاں دھوڈالے' اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچا تو غسل نہیں ہوگا۔ کیونکہ سارے جسم میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ (بہشتی زیور تلخصا مستفاد از بخاری ومسلم)

(۵) اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سارے بال دھونا اور سارے جڑوں میں پانی پہچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کے جڑ میں پانی نہ پہنچا تو غسل نہیں ہوگا اور اگر بال گندھے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے' البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے یہ حکم فقط عورتوں کا ہے اور اگر مرد کے بال بڑے بڑے ہوں اور چوٹی گندھی ہو تو مرد کو معاف نہیں بلکہ کھول کر سارے بال بھگونا فرض ہے۔ (شرح منیہ ج ا' ص ۱۱۶ ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ ج ا)

(۶) نتھ' بالیاں' انگوٹھی اور چھلے اگر تنگ ہوں تو ہلانا واجب ہے تا کہ سوراخوں میں پانی پہنچ جائے' البتہ انگوٹھی چھلے وغیرہ اتنے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے سوراخوں میں پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (ایضا)

(۷) اگر ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم وروغن یا اور کوئی دوائی بھر لی یا اسی طرح جسم کے کسی بھی حصہ پر کوئی ایسی دوائی لگائی جو کہ مانع غسل ہو یا پٹی وغیرہ باندھی ہوئی ہے تو اس صورت میں اگر پٹی اور دوائی وغیرہ کو ہٹانا مضر یعنی نقصان دہ نہ ہو تو اس کو ہٹانا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوگا اور اگر نقصان دہ ہو تو صرف اس کے اوپر سے پانی بہالینا درست ہے (شرح منیہ ج ا' ص ۱۷)

(۸) جس شخص نے (اپنی بیوی یا بیویوں سے) کئی بار جماع کیا ہو تو صبح کو ایک ہی غسل کافی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ا' ص ۱۳۴' بحوالہ مسلم عن انسؓ)

(ف) مستحب یہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ جماع کے بعد دوبارہ جماع کا ارادہ ہو یا اگر سونے اور کھانے پینے کا ارادہ ہو تو عضو تناسل کو دھو کر وضو کر لے یا اگر مکمل وضو نہ کرے تو صرف ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے یہ بھی کافی ہے۔ احادیث میں دونوں صورتوں میں ثابت ہے البتہ افضل یہ ہے کہ پورا وضو کر لیا جائے۔

(۹) اگر کسی کی منی رقیق ہو اور بعد پیشاب کرنے کے غسل کرے اور پھر بقیہ منی نکل آئے تو اس بارہ میں شامی میں یہ تفصیل ہے کہ پیشاب کے بعد اگر انتشار باقی رہے اور اس انتشار کی حالت میں بقیہ منی نکلے تو غسل دوبارہ لازم ہے اور اگر انتشار باقی نہیں رہا تو غسل

واجب نہیں' (البتہ وضوٹوٹ جائے گا) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ا ص ۱۳۰)

وضو کی فرضیت کا بیان

وضو بارگاہ باری تعالیٰ میں حاضری دینے اور صلاۃ پڑھنے کے لئے لازمی ادب ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلاۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (سورۃ المائدہ پ ٦) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تمہارا اس وقت وضو نہ ہو) تو (وضو کرلو) اپنے چہروں کو دھوؤ اور سر پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت (دھوؤ) (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوٰۃ من احدث حتی یتوضا (بخاری ج ا ص ۲۵، مسلم ج ا ص ۱۱۹ ھذا لفظ البخاری)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کرے۔
ایک روایت میں ہے کہ "نماز کی کنجی طہارت ہے۔" (ابوداؤد ج ا ص ۱۰ عن علیؓ)

وضو کی اہمیت کا بیان

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول اللہ ﷺ من توضا فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ (صحیح مسلم ج ۱، ۱۲۵) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص احسن طریقے سے وضو بناتا ہے تو اس کے جسم سے اس کے گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے جو وضو کرے اور خوب اہتمام سے کرے پھر یہ کلمات کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یقیناً اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس میں سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم ج ا ص ۱۲۲)

(ف) جنت میں داخل ہونے کے لئے تو ایک دروازہ کھل جانا بھی کافی ہے یہ آٹھ دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیدہ توحید پر جس قدر پختگی اور بار بار اقرار ہوگا جنت میں اس قدر اعزاز و اکرام ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ' پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔ (بخاری ج ا' ص ۲۵ مسلم ج ا' ص ۱۲۶)

وضو کے فرائض کا بیان

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) منہ دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا (از افادات سورۃ المائدہ پ ۶' آیت ۶)۔ان فرائض کے ادا کرنے کی تفصیل یہ ہے:

(۱) منہ دھونا

یعنی پیشانی پر سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک' اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونا فرض ہے۔

داڑھی اگر اتنی گنجان ہو کہ جس کے اندر سے کھال نظر نہ آئے تو اس کے صرف ظاہری یعنی اوپر کے حصہ کو دھونا فرض ہے اور اگر کھال نظر آئے تو اس کھال تک پانی پہنچانا فرض ہے

(۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا

انگوٹھی' چھلا اور چوڑی وغیرہ اگر تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچ سکے تو ان کو ہلا کر پانی پہنچانا فرض ہے اور اگر کوئی چیز آٹا وغیرہ ناخنوں پر جما ہو تو اس کو چھڑانا بھی فرض ہے۔آج کل ناخن پالش کی وبا عام ہے اس کی موجودگی میں نہ وضو ہوگا نہ غسل۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا

مسح کم از کم تین انگلیوں سے کرے' ایک دو انگلیوں سے درست نہیں۔ سر پر ٹوپی یا عمامہ یا اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ پر مسح کیا' یا سر پر خضاب یا مہندی کی تہ لگی ہوئی ہو تو اس کے اوپر سے مسح کیا تو یہ جائز نہ ہوگا۔

(۴) دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا

اگر کسی کے ہاتھ یا پیر کی انگلیاں بالکل ملی ہوئی ہوں یعنی ان میں کھلا فاصلہ نہ ہوتو ان میں خلال کرنا فرض ہے۔

وضو کی سنتوں کا بیان

(۱) وضو کی نیت کرنا۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول اللہ ﷺ انما الاعمال بالنیات (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲، مسلم ج ۲ ص ۱۴۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ واضح رہے کہ پانی فطری طور پر مطہر یعنی پاک کرنے والی چیز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (سورۃ فرقان پ ۱۹) اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پاک کرنے والا۔ طہور کا لفظ عربی زبان میں مبالغہ کا صیغہ ہے، طہور اس کو کہا جاتا ہے جو خود بھی پاک ہو اور دوسری چیزوں کو بھی اس سے پاک کیا جا سکے۔ چنانچہ یہ سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی استعمال سے نجاست زائل ہو جاتی ہے۔ ازالہ نجاست کا نام تطہیر ہے لہٰذا پانی کا مطہر و مزیل نجاست ہونا ایک محسوس اور مبصر حقیقت ہے۔ جب بھی پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے، خواہ پاکی حاصل کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ ناپاک کپڑا یا ناپاک مکان پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق پاک ہو جاتا ہے خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں اسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کئے وضو کیا جائے تو وضو درست ہو جائے گا اور اسی وضو سے نماز بھی ہو جائے گی۔

لیکن مذکورہ حدیث کی بناء پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے۔ (معارف القرآن، نماز مدلل)

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔ (فتح القدیر ہدایہ ج ۱ ص ۱۹، شرح المہذب للنووی ۱۰۹) (۳) وضو شروع کرتے وقت پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین مرتبہ دھونا (مسلم ج ۱ ص ۱۲۰) (۴) مسواک کرنا (مسلم ج ۱ ص ۱۲۰) (۵) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔ (نسائی ج ۱ ص ۳۳، ترمذی ج ص ۸) (۷) اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھونا ۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۰) (۸) داڑھی کا خلال کرنا جب کہ داڑھی گنجان ہو (ترمذی) (۹) ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۷) (۱۰) پورے سر کا مسح کرنا (ابو

داؤد، نسائی) (۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا۔ (نسائی ج۱ ص ۲۹) (۱۲) ترتیب سے اور پے در پے وضو کرنا، (۱۳) دائیں اعضاء کو پہلے دھونا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۹، مسلم، حب للتیاھن)

وضو کے مستحبات و آداب کا بیان

(۱) گردن کا مسح کرنا۔ (مسند الفردوس لدیلمی، زجاجہ المصابیح ج۱ ص ۱۰۲) (۲) گلا یعنی حلقوم کا مسح نہ کریں کہ یہ بدعت ہے۔ (زبدۃ الفقہ حصہ اول، ص ۶۱) (۳) انگوٹھی، چوڑیاں اور نتھ وغیرہ اگر ڈھیلی ہوں تو ان کو حرکت دے کر ان کے نیچے پانی پہنچانا، اگر تنگ ہوں تو فرض ہے۔ (ابن ماجہ) (۴) خود وضو کرنا، بلا عذر کسی دوسرے کی مدد لینا۔ (بخاری کتاب الوضوء) (۵) دائیں ہاتھ سے پانی لے کر کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (بخاری و مسلم عن عائشہؓ) (۶) منہ پر پانی آہستہ سے ڈالنا یعنی طمانچہ سا نہ مارنا۔ (ابن ابی شیبہؒ) (۷) اعضاء کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹) (۸) اطمینان سے وضو کرنا اتنا جلدی نہ کرے کوئی مستحب چھوٹ جائے (ابوداؤد) (۹) وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔ (۱۰) اونچی اور پاک جگہ بیٹھنا۔ (۱۱) نماز کے لئے وضو کی نیت کرنا (نیت دل کے ارادے کا نام ہے)۔ (بخاری ج ۱ ص ۲ و مسلم) (۱۲) پاؤں پر پانی دائیں ہاتھ سے ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ملنا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۷، ابو داؤد) (۱۳) اعضاء وضو کو نہ پونچھنا (جب کہ اس کی ضرورت نہ ہو اور جب پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے)۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹ بسند ضعیف) (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پینا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۸) (۱۵) وضو کے بعد درود شریف، کلمہ شہادت اور وضو کے بعد کی دعاء پڑھنا۔ (مسلم) (۱۶) اعضاء کو جہاں تک دھونا فرض ہے اس سے کچھ زائد دھونا۔ (زبدۃ الفقہ ج ۳) (۱۷) وضو کے بعد دو رکعت "صلوٰۃ تحیۃ الوضوء" پڑھنا۔ (مسلم، ابوداؤد)

مکروہات وضو کا بیان...... (۱) پانی اس قدر کم خرچ کرنا کہ مستحب طریقہ پر وضو نہ ہو، یا زیادہ خرچ کرنا۔ (نسائی، ابن ماجہ) (۲) تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھونا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹) (۳) تین بار نیا پانی لے کر مسح کرنا۔ سنت ایک بار لینا ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹) (۴) بلا عذر ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ (۵) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۶) وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی جھٹکنا۔ (۷) وضو کرتے وقت بلا ضرورت دنیاوی باتیں کرنا۔ (۸) ہونٹ یا آنکھیں زور

سے بند کرنا۔(۹) وضو کے پانی میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا۔ خواہ پانی جاری ہو۔(۱۰) سنت طریقہ کے خلاف وضو کرنا (زبدۃ الفقہ کتاب الطہارت ص ۶۲)۔

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو وضو کی تعلیم دینے کے لئے) وضو کا پانی منگوایا اور وضو بنایا تو تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا' پھر تین مرتبہ کہنی سمیت اپنا دایاں بازو دھویا' پھر اسی طرح (تین مرتبہ کہنی سمیت) اپنا بایاں بازو دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر تین مرتبہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا' پھر اسی طرح (تین مرتبہ ٹخنوں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔

پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح مسلم' ج ا' ص ۱۲۰)

حضرت ابوحیۃؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کیلئے) وضو بنایا' آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا (یعنی تین مرتبہ دھویا) پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا اور تین مرتبہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے پھر فرمایا کہ میں نے چاہا کہ تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کیسا تھا۔ (ترمذی ج ا' ص ۸)

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتا ان کا بیان

(۱) پیشاب پاخانہ کرنا' یا ان دونوں راستے سے کسی اور چیز کا نکلنا۔ (بخاری) (۲) ریح یعنی ہوا کا پیچھے سے نکلنا۔ (ایضاً) (۳) جسم کے کسی حصہ سے خون یا پیپ کا بہہ کر نکلنا اگر آنکھ میں خون نکل کر آنکھ کے اندر ہی بہا باہر نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر باہر نکل کر بہا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بہشتی زیور حصہ اول' زبدۃ الفقہ کتاب الطہارت) (۴) منہ بھر کے اگر قے آگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر کم ہے تو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نکسیر آگئی تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (ابن ماجہ' ماجاء فی البناء علی الصلوٰۃ) (۵) اگر ایک متلی سے کئی بار تھوڑی تھوڑی قے اس قدر آئی کہ منہ بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ کم ہے تو نہیں۔ (زبدۃ الفقہ کتاب الطہارت ص ۶۹) اگر خالص بلغم نکلے خواہ منہ بھر ہی کیوں نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (ایضاً) (۶) منہ یا دانتوں سے خون تھوک کے ساتھ نکل آئے تو اگر خون غالب یا برابر ہے تو وضو

ٹوٹ جائے گا اگر کم ہے تو نہیں ٹوٹے گا۔ (ایضاً) (۷) لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۲ ابوداؤد) (۹) بیہوشی خواہ بیماری یا کسی اور وجہ سے ہو مثلاً غشی، جنون، مرگی اور نشہ وغیرہ سے بیہوش ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بخاری) اگرچہ تھوڑی دیر ہی ہو اس کی حد یہ ہے کہ اسکے پاؤں میں لغزش آ جائے۔ (زبدۃ الفقہ کتاب الطہارت ص ۷۰) (۱۰) حالت نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جائیگا خواہ عمداً ہو یا سہواً۔ (دار قطنی ص ۱۶۱) البتہ اگر نماز کے باہر قہقہہ سے ہنسنے تو وضو نہیں ٹوٹے گا (بہشتی زیور حصہ اول) (۱۱) نماز میں تبسم یعنی خفیف ہنسی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ایضاً) (۱۲) مباشرت فاحشہ یعنی عورت و مرد کی شرم گاہوں کا اسطرح ملنا کہ ننگے ہوں اور شہوت سے استادگی ہو جائے اور دونوں کی شرمگاہیں مل جائیں خواہ کچھ نکلے یا نہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا (دار قطنی ص ۱۴۷) (۱۳) اپنے یا کسی دوسرے شخص کے ستر پر قصداً یا بلا قصد نظر پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن قصداً ایسا کرنا گناہ ہے۔ (بہشتی زیور، زبدۃ الفقہ تلخیصاً) (۱۴) بیوی کا (صرف) بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۳) (۱۵) ذکر کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (مگر بلا ضرورت کرنا مکروہ ہے)۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۴) (۱۶) معمولی نیند سے (مثلاً بیٹھے سو جانا، اس حال میں کہ کسی سہارا پر نہیں بیٹھے) وضو نہیں ٹوٹتا (ترمذی ج ۱ ص ۱۲ مسلم ابوداؤد) (۱۷) غیبت سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر وضو کر لیں تو بہتر ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

تیمّم کا بیان

جب وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو پاک مٹی یا کسی ایسی چیز سے جو مٹی کے حکم میں ہو بدن کو نجاست حکمیہ سے پاک کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

تیمم وضو اور غسل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰىٓ اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (سورۃ المائدۃ پ ٦ آیت ٦)

اور اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجاء سے آیا ہو یا تم نے

بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین) سے' اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرمائے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

تیمم کے فرائض کا بیان

اس آیت سے یہ مستفاد ہوا کہ تیمم کے دو رکن ہیں۔ (۱) دو ضربیں' یعنی دو مرتبہ خشک و پاک مٹی یا مٹی کی جنس کی چیز پر دونوں ہاتھ مارنا۔ (۲) مسح کرنا' یعنی ایک ضرب سے منہ کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔

تیمّم کی نیت کرنا فرض ہے

اصل لغت کے اعتبار سے تیمم کے معنی ہیں قصد کرنا اور اس لغوی معنی کی مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے ''تیمم شرعی'' میں قصد یعنی نیت کو علماء نے ضروری قرار دیا۔ (تفسیر عثمانیؒ)

نیت کی شکل یہ ہے کہ جس حدث یا جنابت کے سبب سے تیمم کیا جائے تو اس سے طہارت (یعنی پاکی حاصل کرنے) کی نیت کی جائے۔ یا جس چیز کے لئے تیمم کیا جائے اس کی نیت کی جائے۔ مثلاً اگر نماز جنازہ کے لئے تیمم کیا جائے یا قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کیلئے تیمم کیا جائے تو اس کی نیت کی جائے۔

مسئلہ: تیمم کرتے وقت اعضاء تیمم سے ایسی چیزوں کو دور کر دینا فرض ہے جس کی وجہ سے مٹی جسم تک نہ پہنچ سکے جیسے روغن یا چربی وغیرہ۔ (زبدۃ الفقہ' کتاب الطہارت)

مسئلہ: تنگ انگوٹھی' تنگ چھلوں اور چوڑیوں کو اتارنا واجب ہے۔ (مظاہر حق' ج ۱' ص ۳۹۰)

مسئلہ: غسل اور وضو کے لئے دو تیمم کرنے کی ضرورت نہیں دونوں کی نیت کر کے ایک تیمم سے دونوں ہو جائینگے۔

مسئلہ: بیمار یا معذور کو کوئی دوسرا شخص تیمم کرائے تو جائز ہے اور نیت مریض پر فرض ہے کرانے والے پر فرض نہیں۔ (زبدۃ الفقہ کتاب الطہارت)

تیمم کرنے کا پورا مسنون طریقہ

تیمم کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر نیت کرے کہ میں ناپاکی دور

کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتا ہوں پھر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی کے بڑے ڈھیلے پر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے اندرونی جانب سے مار کر کشادہ کر کے ملتا ہوا آگے کو لائے اور پھر پیچھے کو لے جائے پھر ان کو اٹھا کر اس طرح جھاڑے کہ دونوں ہتھیلیوں کو نیچے کی جانب جھکا کر دونوں انگوٹھوں کو آپس میں ٹکرا دے تا کہ زائد مٹی جھڑ جائے اور جھاڑنے کے لئے دونوں ہتھیلیوں کو باہم نہ ملے کہ اس طرح ضرب بے کار ہو جائیگی، اگر زیادہ مٹی لگ جائے تو منہ سے پھونک دے پھر پورے دونوں ہاتھوں سے اپنے پورے منہ کو اوپر سے نیچے کی طرف اس طرح مسح کرے کہ کوئی جگہ باقی ایسی نہ رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے ایک بال برابر بھی جگہ چھوٹ جائیگی تو تیمم جائز نہ ہوگا پھر داڑھی کا خلال بھی کرے پھر دوسری مرتبہ پہلے کی طرح دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور جھاڑے اور شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سوا بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے سوا باقی چاروں انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی کچھ ہتھیلی بھی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے اور پھر باقی دونوں انگلیوں (یعنی انگشت شہادت اور انگوٹھا) اور ہاتھ کی باقی ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر کہنی کی طرف سے کلائی تک کھینچتا ہوا لائے اور انگوٹھے کے اوپر کی جانب بھی اس کے ساتھ ہی مسح کرے۔ ایک عضو کا مسح پورا ہونے سے پہلے اگر ہاتھ اٹھالیا تو ضرب باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کا مسح کرے پھر انگلیوں کا خلال کرے، وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی ایک طریقہ ہے، اگر انگوٹھی وغیرہ ہو تو اس کو اتار کر یا ہلا کر اس کی جگہ بھی مسح کرے۔

مفسداتِ تیمم کا بیان

(۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جو چیزیں غسل کو واجب کرتی ہیں وہ غسل کے تیمم کو توڑتی ہیں پس غسل کا تیمم صرف حدث اکبر سے ٹوٹتا ہے، وضو کو توڑنے والی چیز سے غسل کا تیمم نہیں ٹوٹتا مثلاً کسی نے وضو اور غسل دونوں کا اکٹھا تیمم کیا پھر اس سے وضو توڑنے والا فعل سرزد ہوا تو اس کا وضو تیمم ٹوٹ جائے گا اور غسل کا تیمم بدستور رہے گا اب اگر پانی نہ ملے تو صرف تیمم وضو کی نیت سے تیمم کرے۔

(۲) جس عذر کی وجہ سے تیمم جائز ہوا تھا جب وہ عذر دور ہو جاتا ہے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے مثلاً اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو وہ پانی پر قدرت حاصل ہو جانے کی صورت

میں ٹوٹ جائے گا۔ وضو کے موافق پانی ملنے سے وضو کا تیمم ٹوٹے گا اور غسل کے موافق پانی ملنے سے غسل کا تیمم ٹوٹے گا پس اگر اتنا پانی مل جائے جس سے غسل کے فرائض ادا نہ ہو سکیں۔ اور اگر مرض وغیرہ کسی اور عذر کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اس عذر کی جاتے رہنے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ تیمم جائز ہونے کے اسباب یعنی پانی دور ہونا، خوف مرض، خوف دشمن، خوف پیاس اور پانی نکالنے کے سامان کا نہ ہونا، علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے ایک عذر دوسرے میں شامل نہیں ہو سکتا جب کسی شخص نے ایک عذر کی وجہ سے تیمم کیا پھر کوئی دوسرا عذر پہلی اجازت کی حالت میں لاحق ہو گیا پھر پہلا عذر جاتا رہا تو اس کی پہلی اجازت بالکل ختم ہو گئی اور اس کا تیمم بھی ختم ہو گیا اب دوسری اجازت کا تیمم دوبارہ کرے، مثلاً مسافر نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا اسی حالت میں اس کو ایسا مرض ہو گیا جس سے تیمم جائز ہوتا ہے پھر وہ شخص مقیم ہو گیا تو پہلا سبب یعنی سفر ختم ہو جانے سے وہ تیمم ختم ہو گیا، اب اس سے نماز جائز نہ ہوگی بلکہ اب مرض کی وجہ سے دوبارہ تیمم کرے یا مسافر کو تیمم کے پانی مل گیا لیکن ایسا مرض لاحق ہو گیا جس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے تب بھی پہلا تیمم ختم ہو گیا اب دوبارہ تیمم کرے۔

تیمم کے متفرق مسائل

(۱) اگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے تیمم کر لے تو جائز ہے۔

(۲) ایک تیمم سے جب تک وہ نہ ٹوٹے جس قدر چاہے فرض و نفل نمازیں پڑھے جائز ہے اسی طرح نماز کے لئے جو تیمم کیا ہے اس سے فرض نماز، قرآن مجید کی تلاوت، جنازہ کی نماز، سجدہ تلاوت اور تمام عبادتیں جائز ہیں۔

(۳) جب تک پانی نہ ملے یا کوئی اور عذر باقی رہے تیمم کرنا جائز ہے اگر اس حال میں کئی سال گذر جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں، عذر کی حالت میں تیمم کرنے سے وضو اور غسل کے برابر پاکی حاصل ہو جاتی ہے یہ نہ سمجھے کہ اچھی طرح پاک نہیں ہوا چاہے جب تک عذر رہے یہی حکم ہے البتہ عذر دور ہونے کے بعد ناپاکی عود کر آتی ہے۔

(۴) اگر پانی ملنے کی امید ہو تو آخر وقت تک تاخیر کرنا مستحب ہے اور اگر امید نہ ہو تو تاخیر نہ کرے اور وقت مستحب میں تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

(۵) اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر لیا اور نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو اس کی نماز ہو گئی اب لوٹانے کی ضرورت نہیں خواہ وہ پانی وقت کے اندر ملا ہو یا وقت گذرنے کے بعد۔

(۶) اگر کہیں سے پانی مل گیا لیکن وہ اتنا تھوڑا ہے کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوسکتا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے ان اعضاء کو ایک دفعہ دھولے اور سر کا مسح کرلے کلی وغیرہ وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کرلے۔

(۷) ایک ہی تیمم غسل اور وضو دونوں کے لئے کافی ہوتا ہے اگر جنبی کے پاس اتنا پانی ہو کہ اس کے کچھ اعضاء غسل یا پورے وضو کو کفایت کرتا ہے تو غسل کرنے کی ضرورت نہیں پھر اگر غسل کے تیمم کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو اب وضو کے لئے تیمم نہ کرے بلکہ اس کو وضو ہی کرنا چاہئے کیونکہ اب وہ بقدر کفایت پانی پر قادر ہے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کہ پانی تو کافی ہے مگر غسل کرنا نقصان کرتا ہے اور وضو کرنا نقصان نہیں کرتا۔

(۸) جنبی کو جنازہ اور عیدین کی نماز کے لئے تیمم جائز ہے۔

(۹) اگر جنازہ حاضر ہو اور ولی کے سوا دوسرے شخص کو وضو کرنے تک نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے اور اگر وضو کرکے ایک تکبیر بھی مل سکے تو تیمم جائز نہیں، اور اس صورت میں ولی کے واسطے تیمم جائز نہیں (کیونکہ اس کا انتظار ضروری ہے اور اس کی اجازت سے نماز ہوگی)

(۱۰) عورت کو پانی کے ہوتے ہوئے سفر میں پانی لینے نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے پس اس کو برقعہ اوڑھ کر یا سارے بدن پر چادر لپیٹ کر پانی کے لئے جانا واجب ہے البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ہاتھ منہ نہ دھوئے، اگر پانی کی جگہ جانے میں اس کو اپنی جان و مال اور عزت و آبرو عصمت کا خوف ہو تو نہ جائے اس کو تیمم کرنا جائز ہے۔

(۱۱) جنبی کو مسجد میں بلا ضرورت جانے کے لئے تیمم جائز نہیں لیکن اگر مجبوراً جانا پڑے تو جائز ہے مگر ضرورت پوری ہونے پر جلدی نکل آئے، اسی طرح اگر مسجد میں سویا ہوا تھا اور نہانے کی ضرورت ہوئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا فوراً تیمم کرکے باہر نکل آئے دیر کرنا حرام ہے۔

(۱۲) ریل میں سیٹوں اور گدوں پر جو گرد و غبار جم جاتا ہے اس پر تیمم جائز ہے، یہ وہم نہیں کرنا چاہئے کہ شاید یہ غبار پاک ہے یا ناپاک۔

(۱۳) ریل گاڑی میں جہاں مسافر جوتے پہن کر چلتے ہیں وہ مٹی ناپاک ہے اس

سے تیمم درست نہیں۔

(۱۴) اگر کسی آدمی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہوئی ہو تو تیمم کرنا درست ہے۔

(۱۵) اگر سفر میں کسی دوسرے آدمی کے پاس پانی ہے اور اس کا گمان غالب یہ ہو کہ اگر میں اس سے مانگوں گا تو مل جائیگا تو بغیر مانگے تیمم کر لینا درست نہیں اور گمان غالب یہ ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہیں دے گا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز پڑھنے کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دیدیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا، اسی طرح اگر نماز کی حالت میں کسی شخص کے پاس پانی دیکھا اور اس کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مانگنے سے دیدیگا تو نماز قطع کر دے اور پانی مانگے اگر وہ دیدے تو وضو کرے اور اگر نہ دے تو اس کا وہی تیمم باقی ہے اور اگر نہیں مانگا اور نماز پوری کر لی پھر اس نے از خود یا مانگنے پر پانی دیدیا تو اعادہ لازم ہے اور اگر نہ دے تو اعادہ لازم نہیں اور اگر غالب گمان نہ ہو کہ صرف شک ہو تو نماز نہ توڑے اور پوری کرنے کے بعد پانی مانگے پھر اگر از خود یا مانگنے سے دیدے تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے اور اگر نہ دے تو وہی نماز کافی ہے۔

(۱۶) اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے بندوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نماز میں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور وہاں کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر وضو کرے گا تو تجھے مار ڈالوں گا وغیرہ (زبدۃ الفقہ حصہ اول، کتاب الطہارت)

باب رابع

نماز کا بیان

نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مفسدات، مکروہات، سجدۂ سہو اور اس کے مسائل، نماز میں پڑھے جانے والے وظائف اور دعائیں بمعہ ترجمہ، نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ، جماعت کے فضائل، حکمتیں اور مسائل، معیار امام اور اس کے مسائل، پانچوں نمازوں کی تعداد رکعات، مرد اور عورت کی نماز میں فرق

فرائضِ نماز

نماز کے چودہ فرائض ہیں جن میں سے سات ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے اور ان کو شرائط بھی کہا جاتا ہے اور سات فرائض جو داخل نماز ہیں جنہیں رکن بھی کہا جاتا ہے، مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑے کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **وثیابک فطھر** اور اپنے کپڑے پاک رکھئے (سورہ المدثر پ ۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتقبل صلوٰۃ بغیر طھور** (مسلم ج۱، ص۱۱۹) ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۴) ستر عورت یعنی بدن کا چھپا ہونا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (سورہ الاعراف آیت ۳۱) ترجمہ: اے اولاد آدم لے لو اپنی آرائش (لباس زینت) ہر نماز کے وقت۔ معلوم ہوا اس آیت سے جیسا کہ نماز میں ستر پوشی کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس اختیار کرنے کی فضیلت اور استحباب بھی ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ کبر و شہرت کا ارادہ شامل نہ ہو

نماز میں لباس کے متعلق چند مسائل

ستر جس کا چھپانا ہر انسان پر ہر حال میں اور خصوصاً نماز و طواف میں فرض ہے اس کی

حد کیا ہے؟ قرآن کریم نے اجمالاً ستر پوشی کا حکم دے کر اس کی تفصیلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کیا۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک اور عورت کا سارا بدن صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور قدم مستثنیٰ ہیں۔ روایات حدیث میں یہ سب تفصیل مذکور ہے کہ مرد کے لئے ناف سے نیچے بدن یا گھٹنے کھلے ہوں تو ایسا لباس خود بھی گناہ ہے اور نماز بھی اس سے ادا نہیں ہوتی، اسی طرح عورت کا سر گردن یا بازو پنڈلی کھلی ہو تو ایسے لباس میں رہنا خود بھی ناجائز ہے اور نماز بھی ادا نہیں ہوتی

یہ حکم تو فریضہ ستر کے متعلق ہے جس کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی اور چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں بلکہ لباس زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہوں بہر حال نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے قابل شرم و عار سمجھے جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے اگر چہ پوری آستین بھی ہو یا سر پہ بجائے ٹوپی کے (یا رومال یا پگڑی کے) جیسے آج کل تنکوں والی ٹوپی یا پلاسٹک کی ٹوپی جو مسجدوں میں لوگ ڈال دیتے ہیں یا انتہائی میلے کچیلے کپڑے کہ جس کو کوئی سمجھ دار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے۔ سر، مونڈھے، کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ زینت سے بھی مستفاد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

(۵) نماز کا وقت ہونا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً (سورۃ النساء۔ آیت ۱۰۳) ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر فرض اپنے مقررہ وقتوں میں۔ (نمازوں کے اوقات کے متعلق قدرے تفصیل سے پیچھے بیان ہو چکا ہے)

(۶) قبلہ طرف رخ کرنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴) ترجمہ: پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیجئے اور تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

قرآن مجید کے دوسرے پارے میں مسجد حرام (کعبہ) کی طرف رخ کرنے کا حکم

پانچ مرتبہ دہرایا گیا ہے بار بار تاکید اس لئے فرمائی گئی تاکہ سفر، ریل گاڑی، بحری جہاز، ہوائی جہاز اور حضر وغیرہ میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

(۷) نماز کی نیت کرنا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲ و دیگر کتب احادیث)۔ رسول اللہ اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا دار مدار نیتوں پر ہے۔

مسئلہ: نیت دل کے ارادے کا نام ہے دل سے یہ ارادہ کرنا کہ اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور سوچ لے (مثلاً) ظہر کی نماز پڑھتا ہوں اور یہ بھی سوچ لے کہ فرض پڑھتا ہوں، یا سنت، یا نفل، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

(۸) تکبیر تحریمہ۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (سورۃ مدثر آیت ۳) اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى (سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۶) اور اپنے رب کا نام لیا پس نماز پڑھی۔ حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحريمها التكبير (ابوداؤد، ترمذی) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی تحریم تکبیر (یعنی اللہ اکبر) ہے۔

(۹) نماز میں قیام یعنی کھڑے ہونا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۸) اور نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صل قائماً فان لم تستطيع فقاعداً (بخاری ج ۱ ص ۱۵۰) کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر قیام کی طاقت نہ ہو (مریض ہو) تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(۱۰) قرات کرنا۔ یعنی قرآن مجید میں سے کوئی سورۃ یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فاقرء وما تيسر من القرآن سوتم لوگ جتنا قرآن سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

ایک حدیث میں ہے حضرت رفاعہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: اذا قمت فتوجهت الى الكعبة فكبر ثم اقرء بأم القرآن وبما شاء الله ان تقرأ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو اور قبلہ کی طرف رخ کرے تو تکبیر پھر فاتحہ پڑھ، پھر جو اللہ چاہے قرآن پڑھ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۱، مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۰ بحوالہ نماز مدلل)

(۱۱) رکوع کرنا۔ (۱۲) سجدہ کرنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یـــآیھـــا الـذیـن اٰمـنـوا الـر کـعـوا واسـجـدوا واعبـدوا ربّکم وافعلوا الخیر لعلّکم تـفـلـحـون ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور (اسی کے لئے) بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو (دنیا و آخرت میں) (سورۃ الحج پ ۱۷) اس آیت میں رکوع اور سجدے کا حکم ہے قرآن مجید میں رکوع اور سجود ملا کر جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نماز ہی ہوتی ہے کیونکہ رکوع و سجود کا اجتماع نماز ہی کے ساتھ مخصوص ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا یہی مسلک ہے۔

(۱۳) قعدہ اخیرہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آپ ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا کرتے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۴)۔ حضرت رفاعہ بن رافعؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا فاذا رفعت فاقعد علی فخذک الیســری (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۳۲۔ مسند احمد ج ۴، ص ۳۴۰) کہ جب تو سجدہ سے سر اٹھائے (یعنی نماز مکمل کر لے) تو اپنی ران پر بیٹھ۔

(۱۴) اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی مرفوع حدیث ہے قال کنت اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتــی اری بیــاض خـدہ (مسلم ج ۱، ص ۲۱۶۔ باب السلام التحلیل من الصلوٰن عند فراغہا) حضرت سعد فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا کہ آپ (نماز سے فراغت کے بعد) دائیں اور بائیں سلام پھیرتے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو بھی دیکھتا۔

نماز کے واجبات

(۱) سورۃ الفاتحہ الحمد للہ الخ پڑھنا (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۱ عن رفاعہؓ)

(۲) سورۃ الفاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ یا کچھ آیتیں ملانا (حوالہ مذکور)

(۳) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرات کرنا (بخاری ج ۱ ص ۱۰۵، مسلم ج ۱ ص ۱۸۵ عن ابوقتادہؓ)

(۴) سورۃ الفاتحہ کو کوئی سورۃ پڑھنے سے پہلے پڑھنا (حوالہ مذکور)

(۵) قومہ: یعنی رکوع کر کے سیدھے کھڑے ہونا (بخاری ج۱ ص۱۰۵، مسلم ج۱ ص۱۷۰ عن ابی ہریرہؓ)

(۶) جلسہ: یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (حوالہ مذکور)

(۷) پہلا قعدہ کرنا (مسلم ج۱ ص۱۹۴ عن عائشہؓ)

(۸) تشہد: یعنی التحیات پڑھنا (بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۱ ص۱۷۳)

(۹) سلام: یعنی لفظ سلام کے ساتھ نماز ختم کرنا (ابو داؤد ج۱ ص۱۵۰، ترمذی ج۱ ص۳۹ عن عبداللہ بن مسعودؓ)

(۱۰) ظہر وعصر میں قرات آہستہ پڑھنا (صحیح بخاری ج۱ ص۱۰۷ باب من خافت القراءۃ فی الظہر والعصر)

(۱۱) امام کے لئے مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر وجمعہ وعیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرات جہری آواز سے پڑھنا (اور مقتدی کا خاموشی کے ساتھ سننا) (بخاری ج۱ باب الجہر فی المغرب، باب الجہر فی العشاء، باب الجہر بقراءۃ صلوٰۃ الفجر، ص۱۰۶، ۱۰۵۔ بخاری ج۱ ص۲۶۹ باب فضل من قام رمضان، مشکوٰۃ باب القرأت فی الصلوٰۃ ص۷۹ تا ۸۱)

(۱۲) نماز وتر میں رکوع میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنا اور دعاء قنوت پڑھنا (رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح، نماز مدلل ص۱۱۰)

دعاء قنوت سے پہلے تکبیر کہنا (رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)

(۱۳) تعدیل ارکان: یعنی قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ اطمینان سے ادا کرنا (بخاری ج۱ ص۱۰۵، مسلم ج۱ ص۱۷۰ عن ابی ہریرہؓ)

(۱۴) عیدین میں چھ تکبیریں کہنا (ترمذی ج۱ ص۷۰ عن ابن مسعودؓ)

نماز کی سنتوں کا بیان

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھانا (مسلم ج۱ ص۱۹۴ عن ام درداءؓ) (کنز العمال ج۳ ص۱۷۵ عن وائل بن حجرؓ علامہ سیوطیؒ نے بھی "التنویر" میں طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے، اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ ج۱ ص۲۰۲)

(۲) مردوں کو ناف سے ذرا نیچے ہاتھ باندھنا (مصنفؒ ابن ابی شیبہؒ ج۱ص۱۹۰ اس کی سند صحیح ہے، آثار السنن ص۹۰) حضرت علیؓ فرماتے ہیں من سنت الصلوٰۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ (احمد ج۱ص۱۱۰، مصنفؒ ابن ابی شیبہؒ ج۱ص ۳۹۱، دار قطنی ج۲ص ۲۸۶، سنن بیہقی ج۲ص ۳۱) نماز میں ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (ابوداؤد بروایت الاعرابی) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ثلاث من اخلاق النبوۃ تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (محلی ابن حزم تعلیقاً، الجواہر النقی ج۲ص۳۲ علی البیہقی) ترجمہ: تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں (۱) روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا (۲) سحری کھانے میں تاخیر کرنا (۳) نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھ رکھنا۔ بعض روایات میں ناف یا سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے، لیکن محدثین کرام کے ہاں وہ سب روایات متکلم فیہ اور ضعیف ہیں (آثار السنن ص۸۴تا۸۸) ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لئے نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعث ستر و پردہ پوشی ہے (السعایہ شرح شرح وقایہ ج۲ص۱۵۶ از علامہ عبدالحئیؒ لکھنوی)

(۳) ثناء: یعنی سبحانک اللّٰھم الخ پڑھنا (ابوداؤد ج۱ص۱۱۹، ترمذی ج۱ص ۳۳ عن ابو سعید خدریؓ)

(۴) تعوذ: ثناء پڑھنے کے بعد اعوذ باللہ پوری پڑھنا (ابوداؤد ج۱ص۱۲۰ ترمذی)

(۵) تسمیہ: سورۃ فاتحہ کے پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پوری پڑھنا (نسائی ج۱ص۱۴۴)

تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنھم فلم اسمع احدا منھم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (بخاری ج۱ص۱۰۳، مسلم ج۱ص۱۷۲) ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

حضرت انسؓ سے صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ الحمد للہ رب العالمین سے قرات شروع فرماتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ قرات کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۲) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں میرے والد محترم نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نماز میں) پڑھتے سنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچو۔۔۔۔اور فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جہر سے) پڑھتے نہیں سنا۔ امام ترمذی یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں: حدیث حسن والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی ج ۱ ص ۳۳) یہ حدیث حسن ہے، صحابہ وتابعین میں سے اکثر اھل علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔

تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا

حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ (اعوذ باللہ الخ) اور (سورۃ فاتحہ کے بعد) آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۲۰) اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں بطور دلیل کے یہاں چند احادیث نقل کی ہیں ان احادیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل سنتیں معلوم ہوئیں: (۱) تعوذ اور تسمیہ کا پڑھنا (ب) آہستہ پڑھنا (ج) امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ سے کہنا (د) اگر امام جہری نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ ملائے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم دل میں یا آہستہ پڑھے۔ بعض احادیث میں نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کا ذکر ہے یا ثناء کا جہر سے پڑھنا، حضرت عمر کا اہل بصرہ کی تعلیم کے لئے منقول ہے یا جیسے ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہمیں سنانے کے لئے جہر سے پڑھتے تھے وغیرہ، یہ جہر سے پڑھنا کبھی کبھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہوتا تھا۔ (الناسخ والمنسوخ ص ۵۶ العلامہ الحازمی، معارف السنن ج ۲ ص ۳۶۸)

(۶) ایک رکن سے دوسرے رکن منتقل ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا (بخاری ومسلم)

(۷) رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ تحمید یعنی ربنا لک الحمد کہنا (بخاری ج ۱ ص ۱۰۹)

مسئلہ: اگر جماعت ہو رہی ہو تو امام سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے (بخاری ج ۱ ص ۱۰۹ و مسلم ج ۱ ص ۱۷۶) امام تحمید بھی کہہ سکتا ہے۔

(۸) رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہنا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۶ عن ابن مسعودؓ)

(۹) سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (ایضاً)

(ف) رکوع و سجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے (مرقات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۳۱۵)

(۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لئے بایاں پاؤں بچھانا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۴ عن عائشہ صدیقہؓ)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا (ترمذی ص ۳۸ ابوداؤد و نسائی) نماز کی سنت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔ (یعنی اس پر بیٹھ جائے) (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴ عن عبداللہ بن عمرؓ) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ افتراش ہے تو ایک شخص نے عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا کہ جب نماز کی سنت افتراش ہے (یعنی بایاں پاؤں لٹا کر بیٹھنا) تو آپ تو تربع و تورک یعنی پاؤں کو کھڑا کر کے بیٹھا کرتے ہیں، تو آپ نے جواب دیا ان رجلا یا لتحملانی میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴، موطا امام مالکؒ ص ۷۲) میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے یعنی میں معذور ہوں پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے انما افعل ھذا من اجل انی اشتکی (موطا امام مالک ص ۷۱) یعنی میں بیمار ہوں اس لئے تورک کرتا ہوں۔

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے یہاں یہ ہے کہ وہ تورک کرے (یعنی دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولہوں پر بیٹھے) (مصنف ابن ابی شیبہؒ، مسند امام ابوحنیفہؒ عن عبداللہ بن عمرؓ)

(۱۱) جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) اور قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایا

ں ہاتھ بائیں ران پر رکھیں (مسلم ج ۱ ص ۲۱۶ عن عبد اللہ بن زبیرؓ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی اسی مضمون کی روایت صحیح مسلم میں ہے (مسلم ج ۱ ص ۲۱۶)

(ف) بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے تو وہ بیان جواز پر محمول ہے (نماز مدلل ص ۱۵۳)

(۱۲) تشہد کے بعد قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۵، فتح الباری شرح البخاری ج ۲ ص ۲۶۶ عن عبد اللہ بن مسعودؓ)

(۱۳) درود شریف کے بعد دعا پڑھنا (ایضاً)

(۱۴) سلام کے پھیرتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا (مسلم ج ۱ ص ۲۱۶ ایضاً) سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں اور نیک جنات جو حاضر ہوں ان کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو امام کی بھی نیت کرنا (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۳ باب فی السلام)

نماز کے مستحبات

(۱) اگر چادر اوڑھے ہوئے ہوں تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے لئے مردوں کو چادر سے ہاتھ نکالنا (مسلم کذافی المشکوۃ ج ۱ ص ۷۵)

(۲) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا، جمائی آئے تو اس کو روکنا (بخاری و مسلم کذافی المشکوۃ ج ۱ ص ۹۰) اگر ڈکار آئے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کریں پھر آہستہ سے بغیر آواز کے اسے خارج کریں، زور سے ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔

(۳) کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدہ میں ناک پر اور بیٹھے ہوئے گود میں اور سلام پھیرتے وقت کاندھوں پر نظر رکھنا (مظاہر حق ج ۱ ص ۲۶۱)

(۴) رکوع و سجود میں منفرد کو تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا (ترمذی، ابوداؤد کذافی المشکوۃ ص ۸۳)

مفسدات نماز

مندرجہ ذیل چیزوں سے نماز فاسد یعنی ٹوٹ جاتی ہے خواہ یہ عمل قصداً ہو جائیں یا بھول کر۔

(۱) بات کرنا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ قصداً ہو یا بھول کر۔ (بخاری باب ما ینہی من

الکلام فی الصلوٰۃ ومسلم ج اص ۲۰۴ وہدایہ ج اص ۱۱۹)

(۲) سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا (بخاری وکذا فی المشکوٰۃ ج اص ۹۰)

(۳) چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا (مسلم کذا فی المشکوٰۃ ج ا ص ۹۰) اگر خود چھینک آئی اور الحمدللہ کہا تو نماز نہیں ٹوٹی لیکن کہنا نہیں چاہئے (بہشتی زیور)

(۴) کوئی اچھی خبر سن کر الحمدللہ کہنا، اگر اپنے ارادے سے کہا (یا عجیب بات سن کر سبحان اللہ کہنا) (فتاویٰ عالمگیری ج اص ۱۳)

(۵) نماز میں آہ یا اوہ اف یا ہائے کرنا یا زور سے رونا البتہ اگر جنت یا دوزخ کے یاد آنے سے یا اللہ تعالیٰ کے خوف سے دل بھر آیا اور زور زور سے آہ یا اوہ وغیرہ بھی نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی (مسند احمد کذا فی المشکوٰۃ ج اص ۹۱)

(۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا (ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ ص ۹۱)

(۷) قرآن مجید دیکھ کر نماز میں پڑھنا (عندابی حنیفہؒ شرح الہدایہ ج اص ۱۲۲، مستفاد از ترمذی، مشکوٰۃ ص ۹۱)

(۸) قرآن مجید پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا (درمختار ج اص ۵۹۲)

(۹) کسی خط یا کتاب یا دیوار وغیرہ پر کچھ لکھا تھا نظر پڑی اور اس کو زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئے تو نماز نہیں ٹوٹی (شرح الہدایہ) البتہ اگر زبان سے پڑھ لیا چاہے نہ بھی سمجھا ہو نماز ٹوٹ جائیگی (بہشتی زیور)

(۱۰) عمل کثیر کرنا (یعنی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے) (بقرۃ آیت نمبر ۲۳۸، بخاری ومسلم عن معیقبؓ کذا فی المشکوٰۃ ج اص ۹۰)

(۱۱) نماز میں کچھ کھانا پینا (مذکورہ آیت) قصداً ہو یا بھولے سے ہو یہاں تک کہ اگر تل یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کھالیا تو نماز ٹوٹ جائے گی (بہشتی زیور بحوالہ شرح تنویر ج اص ۶۵۱) البتہ اگر کھانے وغیرہ کی کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اسے نگل لی تو اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز ہو جائے گی (ایضاً)

(۱۲) قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا (بقرۃ آیت ۱۴۴، بخاری ج اص ۵۸)

(۱۳) دو صفوں کے مقدار کے برابر چلنا (امداد الفتاویٰ ج اص ۲۹۱)

(۱۴) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا (صحیح مسلم ج اص ۱۱۹)

(۱۵) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (مثلاً ایک سجدہ) کی مقدار ٹھہرنا کیونکہ

ستر عورت نماز میں فرض ہے (ابوداؤد ج اص ۱۰۱، ترمذی)

(۱۶) نماز میں ایسی چیز کی دعا مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً یا اللہ مجھے آج سو روپے دیدے (اعراف ۳۱ بخاری باب ماینھی من الکلام فی الصلوٰۃ)

(۱۷) تکلیف سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں (ایضاً)

(۱۸) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا (ایضاً و دارقطنی)

(۱۹) امام سے آگے بڑھ جانا (صحیح مسلم عن انسؓ)

(۲۰) اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو یا اکبر کے الف کو یا اکبر کے با کو لمبا کر کے پڑھنا، مثلاً آللہ اکبر، یا اللہ آکبر، یا اللہ اکبار اس طرح پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (کیونکہ اس سے معنی بدل جاتے ہیں) (بہشتی زیور)

نماز میں گفتگو

واضح رہے کہ آغاز اسلام میں دورانِ نماز ضرورت کی بات چیت کر لی جاتی تھی لیکن بعد میں اس کی اجازت نہ رہی لہذا سجدہ سہو کی جن روایات میں نماز اور سجدہ سہو کے مابین بات چیت کا ذکر ملتا ہے وہ ابتدائی دور سے متعلق ہے اب اس کی بجائے صرف سبحان اللہ کہنے کی اجازت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنے سے پہلے بات چیت کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جائیگی اور اس کو پھر نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی جیسے کہ دوران نماز بات چیت کرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ ہم نماز میں بات چیت کر لیا کرتے تھے۔ ایک آدمی اپنے پہلو میں کھڑے دوسرے آدمی سے بات چیت کر لیا کرتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوگئی وقوموا للہ قانتین ,,اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوا کرو,, تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا (بخاری باب ماینھیٰ من الکلام فی الصلوٰۃ، مسلم باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)

اور امام بخاری نے جزء القراۃ والی روایت فی حاجتہ کا لفظ بھی نقل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کے نزول سے قبل ضرورت کی بات چیت جائز تھی لیکن یہ آیت نازل ہونے کے بعد ضرورت کی گفتگو سے بھی ممانعت کر دی گئی لہذا اب نماز میں کسی قسم کی گفتگو کرنے سے یا قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز فاسد ہو جائیگی۔

الغرض آج کل کے بعض لوگوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اگر نماز میں بھول ہو جائے تو سلام پھیرنے کے بعد اسی موضوع پر گفتگو کر کے سجدہ سہو کر لینا کافی ہے اور اس گفتگو سے نماز نہیں ٹوٹے گی چونکہ یہ نماز کی اصلاح کے لئے ہے۔ واضح رہے کہ خود نواب صدیق حسن بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ ہر قسم کی گفتگو سے نماز فاسد ہو جاتی ہے گو کہ اس کا تعلق نماز کی اصلاح کے ساتھ ہو۔ ان ھذہ الصلوٰۃ لایصلح فیھا شی من کلام الناس کی نواب صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: پس حدیث دلالت کند برآنکہ مخاطبۃ در نماز مبطل نماز است کہ برائے اصلاح نماز باشد یا غیر او (مسک الختام ج ا ص ۳۰۹) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کے دوران گفتگو کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے چاہے وہ گفتگو نماز کی اصلاح کے لئے ہو یا کسی اور مقصد کے لئے ہو۔

نیز مشہور غیر مقلد مترجم مولانا وحید الزمان بھی یہی لکھتے ہیں کہ جس شخص کے ذمہ سجدہ سہو ہو اور وہ سجدہ کئے بغیر مسجد سے نکل جائے یا جان بوجھ کر کوئی بات کرے یا کچھ کھائے پیئے یا بے وضو ہو جائے تو اس کو پوری نماز لوٹانی ہوگی صرف سجدہ سہو کر لینا کافی نہیں ہے (ماخوذ از نماز پیمبر بحوالہ نزول الابرار ج ا ص ۱۳۹)

مکروہات نماز

مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے (بہشتی زیور، ردالمحتار ج ا ص ۵۰۰)

(۱) دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبا کرنا (بخاری، مسلم، مشکوۃ ج ا ص ۷۹)

(۲) نماز میں کوئی سورۃ مقرر کر لینا اور کوئی سورۃ نہ پڑھنا (شرح تنویر ج ا ص ۵۶۷)

(۳) جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دیگا یا خیال بٹ جائیگا اور نماز میں بھول چوک ہو جائیگی ایسی جگہ نماز پڑھنا (مستفاد از مسلم ج ا ص ۲۰۸)

(۴) فرض نماز میں بلا ضرورت دیوار وغیرہ کے سہارے کھڑے ہونا (بخاری و مسلم)

(۵) ابھی سورۃ یا آیت ختم نہیں ہوئی جلدی سے رکوع میں چلے جانا اور رکوع میں جا کر ختم کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی جلدی نماز پڑھنے سے (کہ ارکان پوری طرح ادا نہ ہوں) منع فرمایا (مسند احمد عن عبدالرحمٰن بن شبل)

(۶) مسجد میں نماز کے لئے خاص جگہ مقرر کر لینا (حوالہ مذکور)

(۷) سدل یعنی کپڑے کو لٹکانا (مثلاً چادر سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے لٹکادینا یا اچکن یا چوغہ بغیر اس کے کہ آستینوں میں ہاتھ ڈالے جائیں کندھوں پر ڈال لینا (ترمذی ج ۱ ص ۵۰)

(۸) نیند کے غلبہ کے وقت نماز پڑھنا (ترمذی ج ۱ ص ۴۷)

(۹) نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (بخاری ج ۱ ص ۱۰۷)

(۱۰) سجدہ میں کہنیوں کو بچھانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی سجدہ میں اپنی کہنیوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے (بخاری ج ۱ ص ۱۱۳)

(۱۱) نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

(۱۲) کسی ایسی اشیاء کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا (مثلاً سر کے اوپر یا سامنے یا دائیں بائیں یا سجدہ کی جگہ تصویر وغیرہ ہو) جس سے توجہ منتشر ہو (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۸)

(۱۳) پاخانہ یا پیشاب کی (زیادہ) حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا (مسلم ج ۱ ص ۲۰۸) البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو نماز پڑھ لے (بہشتی زیور حصہ دوم)

(۱۴) نماز میں خصر (یعنی کمر یا کوکھ یا کولہے پر ہاتھ رکھنا) منع ہے (بخاری و مسلم کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۹۰)

(۱۵) بلا عذر چار زانوں (آلتی پالتی مار کر) بیٹھنا، کیونکہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دایاں پاوں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے (بخاری ج ۱ ص ۱۱۴)

(۱۶) نماز میں کنکریوں کو ہٹانا (وغیرہ) لیکن اگر سجدہ کرنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں (بخاری و مسلم کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۹۰)

قصداً جمائی لینا یا روک سکنے کی صورت میں نہ روکنا، کیونکہ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے (صحیح مسلم کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۹۰)

(۱۷) جاندار کی تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا (مستفاد از مسلم ج ۱ ص ۲۰۸)

(۱۸) کپڑوں اور بالوں کو سمیٹنا (اسی طرح کپڑے اور بدن سے کھیلنا بھی اسی سے مستفاد ہے) (بخاری ج ۱ ص ۱۱۳)

(۱۹) کسی ایسے آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جو نمازی کی طرف منہ کیے بیٹھا ہو (بخاری ج ۱ ص ۷۳)

(۲۰) مقبروں میں نماز پڑھنا (مسلمانوں کا ہو یا کافروں کا) (بخاری ج ا ص ۳۲ باب کراھیۃ الصلوٰۃ فی المقابر)

(۲۱) انگلیاں چٹخانا (مستفاد از مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد کذا فی المشکوۃ ج ا ص ۹۱)

(۲۲) جب کوئی شخص کسی جماعت کا امام بنے تو وہ اسی جگہ پر کھڑا نہ ہو جو مقتدیوں کے کھڑا ہونے کی جگہ ہے (ابوداؤد)

(ف) یعنی اگر امام تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہو اور تمام مقتدی نیچے ہوں تو یہ مکروہ ہے البتہ اگر کچھ مقتدی اس کے ساتھ اسی بلند جگہ پر کھڑے ہوں اور کچھ نیچے تو یہ صحیح ہے، بلندی کی حد ایک ہاتھ اونچی جگہ ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے (مظاہر حق ج ا ص ۶۹۷ تلخیصاً)

سجدہ سہو کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **واذا شک احدکم فی صلاتہ فلیتحر الصواب فلیتم علیہ ثم یسلم ثم یسجد سجدتین** (بخاری و مسلم) ترجمہ: کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ صحیح رائے قائم کرے اور اس رائے کی بنیاد پر نماز پوری کر لے اور پھر سلام پھیر کر دو سجدے کر لے۔

(ف) یعنی کسی کو نماز میں کہیں شک پڑ جائے یا بھول چوک ہو جائے مثلاً کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اسے چاہئے کہ جس حال میں ہو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سلام پھیر لے اور پھر سجدہ سہو کر لے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تو پھر نہیں بیٹھ سکتا اور اس کی یہ نماز اگر فرض یا سنت موکدہ کی نیت سے پڑھ رہا تھا تو فرض یا سنت ادا نہ ہوں گی بلکہ نفل ہو جائیگی اور اس کو ایک اور رکعت ملا دینے کا اختیار ہے تا کہ یہ رکعت ضائع نہ ہوں اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں گی۔ اگر یہ صورت فجر یا عصر میں پیش آ جائے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے البتہ اگر مغرب کی نماز میں یہ صورت پیش آئے تو دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ ہو جائیں گی اور نفل طاق رکعت نہیں ہے۔

دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اگر قعدہ اخیرہ پڑھ کر پھر بھولے سے یہ مذکورہ صورت پیش آ گئی تو فرض یا سنت موکدہ مانی جائے گی اور بعد میں اگر ایک بڑھائی تو وہ رکعت اکارت اور

دو پڑھ لے تو نفل ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی لازم ہوگا۔ (مظاہر حق ج ا شرح مشکوۃ تلخیصاً)

سجدہ سہو کے متعلق چند مسائل

(۱) کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا کسی واجب کے تاخیر ہونے سے مثلاً سورۃ فاتحہ کے بعد کسی سورۃ یا آیتوں کا ملانا واجب ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد یہ سوچا کہ کونسی سورت یا آیت پڑھوں اس سوچ میں اتنی تاخیر ہوگئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہہ سکے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ علی ہذا القیاس

(۲) یا کسی فرض میں تاخیر ہوگئی یا کسی فرض کو مقدم کر دینے سے یا کسی فرض کو مکرر کر دینے سے مثلاً دو رکوع کر لئے۔ علی ہذا القیاس

(۳) کسی واجب کی کیفیت بدل دینے سے مثلاً تشہد کی جگہ سورۃ فاتحہ یا اور دعا وغیرہ پڑھ لی یا سورۃ فاتحہ کی جگہ کوئی سورۃ یا تشہد پڑھ لی۔

ان تمام صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے اور اس سے بھول کی تلافی ہو جاتی ہے اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز کا دہرانا واجب و لازم ہوگا۔

(۴) اگر قصداً ایسا کریگا جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو سجدہ سہو سے کام نہیں چلے گا بلکہ نماز دہرانا لازم ہوگا۔

(۵) اگر کوئی فرض چھوٹ جائے تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوگی بلکہ نماز دوبارہ دہرانی ہوگی۔

(۶) اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہوگئیں جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو صرف ایک مرتبہ ہی سجدہ سہو کافی ہوگا۔

(۷) اگر مقتدی سے کچھ سہو ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اس کا ذمہ امام پر ہے اور اگر امام سے کوئی سہو (یعنی بھول چوک) ہو جائے تو سب مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا ہوگا مگر مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شامل ہوگا۔

(۸) مسبوق نے اگر غلطی سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو بعد میں نماز مکمل کر کے سجدہ سہو کرے گا۔

(۹) اور اگر مقتدی مسبوق ہے (مسبوق وہ جس کو امام کے ساتھ شروع سے ایک یا کئی رکعتیں نہ ملی ہوں) تو بعد کی بقیہ رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے اسے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

(۱۰) سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی کہ جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سہو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔

سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد (التحیات، عبدہ ورسولہ تک) پڑھ کر داہنی طرف کو سلام پھیر کر دو سجدے کرے، ہر مرتبہ سجدے کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے اور دوبارہ تشہد (التحیات) پوری پڑھے اور اس کے بعد درود شریف اور دعا پڑھے پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۴۹)

مسئلہ: تشہد پڑھنے کے بعد جب کہ سجدہ سہو کرنا تھا بھول گیا درود شریف پڑھتے ہوئے یاد آ گیا یا دعا پڑھتے ہوئے یاد آ گیا یا دونون طرف سلام پھیر لیا لیکن اسی جگہ بیٹھا رہا یا سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا اور کسی سے کوئی بات نہیں کی یا کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے کچھ درود شریف یا کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھ لیا جب یاد آ گیا تو کچھ حرج نہیں اب سجدہ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ ہر سہو کے لئے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں (ابوداؤد ج ا ص ۱۱۹)

نماز میں پڑھنے والے وظائف کا بیان

ذیل میں نماز کے اندر یا باہر جو عبارتیں یا وظائف پڑھے جاتے ہیں بمع نام کے نقل کئے جاتے ہیں اس کے بعد نماز پڑھنے کا مکمل مسنون طریقہ اور مرد و عورت کی نماز میں جو فرق ہے نقل کیا جائیگا۔

تکبیر...... اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)

ثناء...... سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ (ترجمہ) اے اللہ! ہم تیری پاکی کا اقرار کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی برتر ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

تعوذ...... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ترجمہ) میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے

تسمیہ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ فاتحہ مکی......اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ . اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ . اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ . صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ . غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ . آمین (ترجمہ) ہر قسم کی سب تعریفیں اللہ کے لائق ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے روز جزا کا مالک ہے، (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا نہ ان کے راستے پر جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی گمراہوں کے راستے پر۔

سورۃ العصر مکی......وَالْعَصْرِ . اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ . اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ . (ترجمہ) قسم ہے زمانے کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہیں، مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق (پر قائم رہنے کی) فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔

سورۃ کوثر مکی......اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ . فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ . اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ . (ترجمہ) (اے نبیؐ) ہم نے تم کو کوثر عطا کی ہے۔ پس تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو یقیناً تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہو جانے والا ہے۔

سورۃ الکافرون مکی......قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ . لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ . وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ . وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ . وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ . لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (ترجمہ) آپ کہہ دیجئے اے منکرو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجو جس کو میں پوجوں اور نہ مجھ کو پوجنا ہے اس کو جس کو تم نے پوجا، اور نہ تم کو پوجنا ہے اس کو جس کو میں پوجوں تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ۔

سورۃ اخلاص مکی......قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ . اَللّٰہُ الصَّمَدُ . لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ . وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (ترجمہ) (اے نبیؐ) کہہ دو کہ وہ (یعنی) اللہ یگانہ ہے

اللہ بے نیاز ہے اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

سورۃ فلق مکی...... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ . مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ . وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ . وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ . وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (ترجمہ) (اے نبی دعا میں یوں) کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیرے کے شر سے جب اندھیرا پھیل جائے اور گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آجائے۔

سورہ الناس مکی...... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ . مَلِكِ النَّاسِ . اِلٰهِ النَّاسِ . مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ . الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ . مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ . (ترجمہ) (اے نبی دعا میں یوں) کہو کہ میں آدمیوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں آدمیوں کے بادشاہ آدمیوں کے معبود کی (پناہ لیتا ہوں) اس وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

رکوع میں پڑھی جانے والی تسبیح...... سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پاکی بیان کرتا ہوں اپنے رب کی جو بڑی عظمت والا ہے

قومہ یعنی رکوع سے اٹھنے کی تسبیح...... سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اللہ نے (اس کی) سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ کی تحمید...... رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ...... اے ہمارے رب تیرے ہی واسطے تمام تعریف ہے۔

سجدہ میں پڑھی جانے والی تسبیح...... سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے رب کی جو سب سے اعلیٰ ہے۔

التحیات...... اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . (ترجمہ) تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ گواہی دیتا

ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

درود شریف...... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ . اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ . (ترجمہ) اے اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے۔

درود شریف کے بعد کی دعائیں

(۱) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری ومسلم) (ترجمہ) اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں پس تو ہی اپنے فضل خاص سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَاءِ وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ. (بخاری ومسلم) (ترجمہ) اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرض سے۔

پھر داہنی طرف رخ کرتے ہوئے کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ (ابوداؤد) سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔ اور بائیں طرف رخ کر کے کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

وَرَحْمَةُ اللّٰہِ (ابوداؤد) سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔

سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار

سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدی کو چاہئے کہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہیں اور تین مرتبہ استغفر اللہ کہیں (مسلم) پھر آہستہ سے یہ دعا پڑھیں:

(۱) رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ . میرے رب میری مدد فرما اپنے ذکر اور اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر۔

(۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (بخاری و مسلم) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو کچھ تو دے اسکو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک دے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری) (ترجمہ) اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں رذیل عمر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور قبر کے عذاب سے،

(۴) ان دعاؤں کے علاوہ ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لاالٰہ الّا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شئیٍ قدیر پڑھیں (بخاری)

(۵) ان دعاؤں کے بعد آخر میں آیت الکرسی پڑھیں، پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں: اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَانَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَایُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّابِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَؤُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ. (نسائی)

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا سب کو قائم رکھنے والا ہے اس کو

نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ آسمان اور زمین کی سب چیزیں اسی کی ہیں، کون ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کرے اس کی اجازت کے بغیر وہ جانتا ہے جو لوگوں کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور لوگ اس کے علم میں سے کچھ گھیر نہیں سکتے مگر جتنا اللہ چاہے اور اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو اپنی وسعت میں لے رکھا ہے اور ان کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں اور وہ بلند عظمت والا ہے۔

دعائے قنوت

(۱) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ۔ (ترجمہ)

اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں اور تیرے اوپر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری بہتر تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کردیتے اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری جانب دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری ہی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ

نماز، اذان، طہارت یعنی غسل، وضو اور تیمم کے اہم مسائل اور نماز کے ساتھ پڑھنے والے وظائف و اوراد قرآن و حدیث و آثار صحابہؓ اور فتاویٰ کی روشنی میں نقل کرنے کے بعد اب صلوٰۃ یعنی نماز پڑھنے کا مفصل اور مسنون طریقہ نقل کیا جاتا ہے اور بعض ان کوتاہیوں پر تنبیہات بھی نقل کی جاتی ہیں جو آج کل بہت زیادہ رواج پا گئی ہیں۔ نماز شروع کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے:

(۱) آپ کا رخ قبلے کی طرف ہونا ضروری ہے۔ (سورۃ بقرہ ۲، آیت ۱۴۴) (۲) آپ کو سیدھا کھڑے ہونا چاہئے اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے۔ (گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا بھی مکروہ ہے، اور بلا وجہ سینہ کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی

درست نہیں)۔(بیہقی کذا فی المشکوۃ ج ۱،ص ۹۱)(۳) آپ کے دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ رہیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب ہو۔(پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے)(۴) اور دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔(بہشتی زیور، طحاوی معانی الآثار ص ۱۳۶)(۵) اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں تو صف بالکل سیدھی رہے اور ہر شخص اپنی دونوں ایڑھیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھ لے۔(بخاری و مسلم کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۹۸)(۶) جماعت کی صورت میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازؤں کے ساتھ آپ کے بازو ملے ہوئے ہیں اور بیچ میں کوئی خلا تو نہیں ہے۔(لیکن خلا کو پر کرنے کے لئے اتنی تنگی بھی نہ کی جائے کہ اطمینان سے کھڑا ہونا مشکل ہو جائے (ایضاً)(۷) اگر اگلی صف بھر چکی ہو تو نئی صف بیچ سے شروع کی جائے۔بعد میں آنے والے اس بات کا خیال رکھیں کہ صف دونوں طرف سے برابر ہو(ابوداؤد ج ۱،ص ۹۸)(۸) پاجامے وغیرہ کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے(بخاری و مسلم ،المشکوۃ ص ۳۷۳) نماز میں اس کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے،لہٰذا اس بات کا خیال رکھیں کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا رہے(ترمذی،ابوداؤد)(۹) ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہوئی ہونی چاہئیں،صرف ہاتھ کھلے رہیں،بعض لوگ آستینیں چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

نماز شروع کرتے وقت

(۱) دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں،(بخاری و مسلم) زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

(۲) ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا بالکل مل جائیں یا اس کے برابر آجائیں،اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

(بعض لوگ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنے کے بجائے کانوں کی طرف کر لیتے ہیں،بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک لیتے ہیں بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا اشارہ سا کر دیتے ہیں،بعض لوگ کان کی لو کو ہاتھوں سے

پکڑ لیتے ہیں۔ یہ سب طریقے خلاف سنت ہیں۔ (از صحیح مسلم ج۱ص ۱۲۸)

(۳) مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیں، پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اس کو پکڑ لیں، اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا دیں کہ تینوں انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف رہے اور دونوں ہاتھوں کو ناف سے ذرا سا نیچے رکھ کر باندھ لیں۔ (مسلم ج۱ص ۱۷۳، ترمذی ج ۱ص ۳۴، مسند احمد ج۱ص ۱۱۰)

کھڑے ہونے کی حالت میں

(۱) اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امامت کر رہے ہوں تو پہلے سبحانک اللّٰھمّ الخ' پھر سورہ فاتحہ پھر کوئی اور سورۃ پڑھیں (ترمذی ص ۳۳) اور اگر کسی امام کے پیچھے ہوں تو صرف سبحانک اللّٰھمّ الخ' پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرات کو دھیان لگا کر سنیں۔

اگر امام زور سے نہ پڑھ رہے ہوں تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورہ فاتحہ کا دھیان کئے رکھیں، البتہ رکوع وسجدہ کی تسبیح اور التحیات و درود شریف اور اس کے بعد والی دعا اور تمام تکبیرات امام کے پیچھے بھی پڑھیں۔ (صحیح مسلم ج۱ص ۱۷۴)

(۲) نماز میں قرأت کے لئے یہ ضروری ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر قرأت کی جائے، بلکہ اس طرح قرأت کی جائے کہ خود پڑھنے والا اس کو سن سکے۔ (بخاری ج۱ص ۱۰۵) بعض لوگ اس طرح قرأت کرتے ہیں کہ زبان اور ہونٹ حرکت نہیں کرتے یہ ناجائز ہے۔

(۳) بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں، جتنے سکون کے ساتھ کھڑے ہوں، اتنا ہی بہتر ہے،

اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی صرف سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔ (بخاری ومسلم، ابوداؤد و ترمذی)

(ف) جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے آداب کے خلاف ہے، البتہ اگر کوئی مجبوری یا تکلیف ہو تو معاف ہے۔

(۵) جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔ (بخاری و مسلم)
(۶) ڈکار آئے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کر لیا جائے پھر آہستہ سے بغیر آواز کے اسے خارج کیا جائے زور سے ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ (ایضاً)

رکوع میں

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں۔ (۱) اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ گردن اور پشت تقریباً ایک سطح پر آ جائیں نہ اس سے زیادہ جھکیں، نہ اس سے کم۔ (صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۹۴) (۲) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں، ان میں خم نہ ہونا چاہئے۔ (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۲۵) (۳) دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، اور دائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو پکڑ لیں۔ (ایضاً) (۴) رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے رہنے چاہئیں ان میں خم نہیں آنا چاہئے۔ (ترمذی ج ۱، ص ۳۵، ابوداؤد ج ۱، ص ۱۱۴) (۵) کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیم کہا جا سکے۔ (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۲۷، ترمذی ج ۱، ص ۳۵) (۶) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔ (مظاہر حق ج ۱، ص ۶۶۱)

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت

(۱) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اتنے سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔ (۲) اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہئے۔ (مظاہر حق ج ۱، ص ۶۶۱)
(۳) بعض لوگ کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کرتے ہیں، اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلے جاتے ہیں، ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۰۵) جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے، سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت

(۱) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انہیں زمین کی طرف اس طرح لے جائیں کہ سینہ آگے کو نہ جھکے، جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں، اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔ (۲) جب تک

گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک اوپر کے دھڑ کو جھکانے سے حتی الامکان پرہیز کریں (ابوداؤد کذافی المشکوٰۃ ج۱،ص۸۴) (۳) گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔ (ابوداؤد ج۱،ص۱۲۹، ترمذی ج۱،ص۳۶)۔

سجدے میں

(۱) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کے لو کے سامنے ہو جائیں۔ (مسلم ج۱،ص۱۷۳) (۲) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہونی چاہئیں، ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ (حاکم ؒ صحیح علی شرط مسلم) (۳) کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی چاہئیں، کہنیوں کو زمین پر ٹیکنا درست نہیں (مسلم ج۱،ص۱۹۴) (۴) دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہٹے ہوئے ہونے چاہئیں، انہیں پہلوؤں سے بالکل ملا کر نہ رکھیں۔ (ایضاً)

(ف) کہنیوں کو دائیں بائیں اتنی دور تک بھی نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو۔

(۵) رانیں پیٹ سے ملی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں، پیٹ اور رانیں الگ الگ رکھی جائیں، یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ (ایضاً) (۶) پورے سجدے کے دوران ناک زمین پر ٹکی رہے زمین سے نہ اٹھے۔ (ترمذی ج۱،ص۳۶) (۷) دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے جائیں کہ ایڑھیاں اوپر ہوں، اور تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہو گئی ہوں، (بخاری و مسلم) جو لوگ اپنے پاؤں کی بناوٹ کی وجہ سے تمام انگلیاں موڑنے پر قادر نہ ہوں، وہ جتنی موڑ سکیں اتنی موڑنے کا اہتمام کریں بلاوجہ انگلیوں کو سیدھا زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔ (۸) اس بات کا خیال رکھیں کہ سجدے کے دوران پاؤں زمین سے اٹھنے نہ پائیں (ایضاً)

(ف) بعض لوگ اس طرح سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی کوئی انگلی ایک لمحہ کے لئے بھی زمین پر نہیں ٹکتی، اس طرح سجدہ ادا نہیں ہوتا، نتیجتاً نماز بھی نہیں ہوتی۔ (مظاہر حق)

(۹) سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں (ترمذی ج۱،ص۳۵) پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھا لینا منع ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان

(۱) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دوزانوں سیدھے بیٹھ جائیں پھر دوسرا سجدہ کریں، (بخاری ج۱،ص۱۸۰، مسلم ج۱ص۱۸۰) ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ (۲) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں، اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں۔ (مسلم ج۱،ص۱۹۴، ابوداؤد) بعض لوگ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جاتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں۔ (۳) بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہونے چاہئیں، مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں، بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔ (مسلم ج۱،ص۱۱۶) (۴) بیٹھنے کے وقت نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔ (ترمذی ج۱،ص۳۷) (۵) اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سُبْحَان اللہ کہا جا سکے، دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا واجب ہے۔ (بخاری و مسلم) اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں **اللھم اغفرلی وارحمنی واسترنی واجبرنی واھدنی وارزقنی** پڑھا جا سکے تو بہتر ہے لیکن فرض نمازوں میں یہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، نفلوں میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا

(۱) دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔ (۲) دوسرے سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہئے جو پہلے سجدے میں بیان کی۔ (۳) سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھالیں، پھر ناک، پھر ہاتھ پھر گھٹنے (ترمذی ج۱،ص۳۶) (۴) اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے۔ (مسند احمد ج۵،ص۳۴۳) لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا جائز ہے۔ (۵) دونوں سجدوں تک ایک رکعت پوری ہوگئی۔

دوسری رکعت

(۱) اب دوسری رکعت شروع ہوئی، اس میں تعوذ نہیں ہے صرف تسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ (صحیح مسلم ج۱،ص۲۱۹) (۲) اس کے بعد کوئی سورۃ ملائیں چند آیات

پڑھیں پھر رکوع ،قومہ اور دونوں سجدے کر کے اٹھ کر بیٹھ جائیں اور پہلے تشہد یعنی التحیات پڑھیں، پھر دورود شریف پھر دعاء پڑھیں، پھر سلام پھیریں، یہ دو رکعت والی نماز پوری ہوگئی

تیسری یا چوتھی رکعت

(۱)اگر تین یا چار رکعت والی نماز پڑھنا ہوتو دو رکعت پر بیٹھ کر صرف عبدہ ورسولہ تک التحیات پڑھیں ،اس کے بعد فوراً تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہوجائیں ۔(مسند احمد ج ا،ص ۴۵۹)اور تسمیہ سورہ فاتحہ اور ساتھ کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع وسجدے کریں ،اگر تین رکعت پڑھنا ہوتو بیٹھ کر التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیں ،اور اگر چار رکعت پڑھنا ہو تیسری رکعت پڑھ کر نہ بیٹھیں بلکہ تیسری رکعت کے دونوں سجدے کر کے سیدھے کھڑے ہوجائیں ،اور چوتھی رکعت یعنی تسمیہ،سورہ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکوع سجدے کر کے بیٹھ جائیں اور التحیات پھر درود شریف اور دعاء پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

مسئلہ: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا آیت نہ پڑھیں بلکہ الحمد شریف ختم کر کے سیدھے رکوع میں چلے جائیں۔(بخاری ومسلم)

فرضوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ یا چند آیات پڑھنا واجب ہے،(ایضاً)اگر فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھ لی گئی تو کوئی حرج نہیں۔(بہشتی زیور)

سلام پھیرتے وقت

(۱)دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔(مسلم ج ا،ص ۲۱۶)

(۲)سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔(ایضاً)

(۳)جب نماز مکمل ہوچکے تو دائیں طرف گردن پھیر کر ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہیں،اسی طرح بائیں طرف گردن پھیر کر'' السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہیں۔(ابوداؤد ج ا،ص ۱۴۳،باب فی السلام)

(۴)سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں اور یہ بھی نیت کریں کہ دائیں طرف جو انسان اور فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہے ہیں ،اور بائیں طرف جو انسان اور فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہے ہیں۔(ابوداؤد ج ا،ص ۱۴۳)

دعا مانگنے کا طریقہ

دعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائیں جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں، دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو، نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں، اور نہ دونوں کے درمیان فاصلہ زیادہ رکھیں۔ (ابوداؤد) دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔ (ابوداؤد)

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

غیر مقلدین اور احناف کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف ہے ان مسائل میں سے ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ غیر مقلد کہتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں ہے، غیر مقلدین کا یہ مسئلہ قرآن اور حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ اجماع امت اور احادیث کے خلاف محض ابن حزم ظاہری کی تقلید پر مبنی ہے، واضح رہے کہ شریعت مطہرہ میں بعض احکام مرد و عورت میں مشترک ہونے کے باوجود بعض تفصیلات میں فرق ہوتا ہے، مثلاً

(۱) حج مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے مگر عورت کے لئے زادِ راہ کے علاوہ محرم کی شرط بھی ہے یا خاوند ساتھ ہو۔

(۲) حج سے احرام کھول کر مرد سر منڈاتے ہیں، مگر عورت سر نہیں منڈاتی۔

(۳) حکم نکاح مرد عورت دونوں میں مشترک ہے مگر طلاق مرد کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا حق صرف مرد کو ہے اور عدت عورت کے ساتھ خاص ہے۔

(۴) ایک مرد کو ایک ہی وقت میں چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے مگر عورت کو یہ اجازت نہیں،

خود غیر مقلدین بھی نماز کے بہت سے مسائل میں مرد اور عورت کے درمیان فرق کرتے ہیں مثلاً

(۱) ان کی مساجد میں مرد تو امام اور خطیب ہیں لیکن کسی مسجد میں عورت امام ہے نہ خطیب۔

(۲) ان کی مساجد میں مؤذن ہمیشہ مرد ہوتا ہے عورت کو کبھی مؤذن نہیں بناتے۔

(۳) نماز باجماعت کی اقامت ہمیشہ مرد کہتے ہیں عورت سے اقامت نہیں کہلواتے
(۴) ہمیشہ اگلی صفوں میں مرد کھڑے ہوتے ہیں ،عورتوں کو اگلی صفوں میں کھڑا نہیں کرتے۔
(۵) ان کے اکثر مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں مگر عورتیں نماز کے وقت دوپٹہ نہیں اتار پھینکتیں۔
(٦) انکے مردوں کی اکثر کہنیاں اور نصف پنڈلی نماز میں ننگی رہتی ہیں لیکن ان کی عورتیں اس طرح نماز نہیں پڑھتیں۔
(۷) مرد اور عورت کے ستر عورت میں بھی فرق ہے۔
(۸) نماز جمعہ مرد پر فرض ہے عورت پر فرض نہیں ،اسی طرح نماز پنجگانہ کا باجماعت ادا کرنا مردوں پر لازم ہے نہ کہ عورتوں پر۔
(۹) نماز میں کوئی بات پیش آئے تو مرد تسبیح کہے اور عورت ہاتھ سے کھٹکا کرے۔

ظاہر ہے کہ ان سب مسائل میں سنتوں بلکہ فرائض تک کے مقابلے میں عورت کے ستر اور پردہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے اس لئے آئمہ اربعہ نے رکوع سجود اور قعدے وغیرہ کی ہیئت میں بھی مرد اور عورت کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے اور اس میں اصل علت اسی ستر پوشی کو قرار دیا ہے۔

ائمہ احناف میں سے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ عورت ہاتھ کندھوں تک اٹھائے، یہ اس کے لئے زیادہ ستر کا باعث ہے اور سجدہ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یہ اس کے پردہ کے زیادہ مناسب ہے۔

امام شافعیؒ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے پسندیدہ یہی ہے کہ سمٹ کر سجدہ کرے کیونکہ یہ زیادہ باعث ستر ہے اور ساری نماز میں ستر کا اہتمام کرے۔

مالکیہ میں سے ابوزید قیروانی نے الرسالہ میں صراحت فرمائی ہے کہ ابن زیاد کی روایت جو صحیح ہے یہی ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے۔

حنابلہ کی معتبر کتاب مغنی ابن قدامہ میں بھی اس فرق کی صراحت موجود ہے۔

محدثین میں سے ابن دقیق العیدؒ نے شرح عمدۃ الاحکام میں اور ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں اسی کو بیان فرمایا ہے بلکہ غیر مقلدین میں سے امیر یمانی نے سبل السلام میں مولانا عبدالجبار غزنوی نے فتاویٰ غزنوی میں اور مولوی علی محمد سعیدی نے فتاویٰ علمائے حدیث

میں اسی طرح لکھا ہے بلکہ مولوی عبدالحق ؒ ہاشمی مہاجر مکی غیر مقلد نے اس فرق پر پورا رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے نصب العمود فی تحقیق مسئلہ تجافی المراۃ فی الرکوع والسجود والقعود۔

مثال: آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ مکھی پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو اور وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی، اس حدیث سے مجتہدین نے اجماعاً، یہ علت تلاش کر لی کہ مکھی کی رگوں میں دم مسفوح (رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون) نہیں ہے، اس لئے جس جانور میں یہ علت پائی جائے گی وہاں یہی حکم پایا جائے گا، چنانچہ مچھر، جگنو، بھڑ، چیونٹی وغیرہ سینکڑوں جانوروں کا حکم معلوم ہو گیا کہ ان کے گرنے سے اجماعاً چیز ناپاک نہیں ہوتی، اسی طرح کتاب وسنت اور اجماع سے مجتہدین نے اجماعاً یہ سمجھا کہ عورت کے پردہ کا اتنا اہتمام ہے کہ بعض اجماعی سنتیں مثلاً اذان، اقامت، امامت بلکہ بعض فرائض مثل جمعہ وجہاد ان سے ساقط کر دیئے گئے ہیں، پس نماز میں بھی اس کے ستر کا کامل خیال رکھا گیا۔ (ماخوذ از مجموعہ رسائل از مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی)

خواتین کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب عورت نماز میں بیٹھے تو دائیں ران بائیں ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے جو زیادہ ستر کی حالت ہے، اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔ (بیہقی ج ۲، ص ۲۲۳)

واضح رہے کہ پیچھے نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، وہ مردوں کے لئے ہے، عورتوں کی نماز مندرجہ ذیل معاملات میں مردوں سے مختلف ہے۔

(۱) خواتین کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ ان کے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا تمام جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔

بعض خواتین اس طرح نماز پڑھتی ہیں کہ ان کے بال کھلے رہتے ہیں، بعض خواتین کی کلائیاں کھلی رہتی ہیں، بعض خواتین کے کان کھلے رہتے ہیں، بعض خواتین اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کرتی ہیں کہ اس کے نیچے بال لٹکے نظر آتے ہیں۔ یہ سب طریقے ناجائز ہیں۔

اگر نماز کے دوران چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر

اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جا سکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی، مگر گناہ ہوگا۔ (مستفاد از صحیح بخاری)

(۲) خواتین کے لئے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے سے افضل ہے، اور برآمدے میں پڑھنا صحن سے افضل ہے (ابوداؤد ج ۱ ص ۹۱)

(۳) عورتوں کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک نہیں، بلکہ چھاتی کے برابر تک اٹھانے چاہئیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۱ ص ۲۳۹ عن ام درداءؓ، کنز العمال ج ۳ ص ۱۵۷ عن وائل بن حجرؓ)

(ف) وہ بھی دوپٹے کے اندر ہی سے اٹھانے چاہئیں، دوپٹے سے باہر نہ نکالے جائیں۔ (بہشتی زیور)

(۴) عورتیں ہاتھ سینے پر اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں، انہیں مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں، ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔ (السعایہ شرح، شرح وقایہ ج ۲ ص ۱۵۶)

(۵) رکوع میں عورتوں کے لئے مردوں کی طرح کمر کو بالکل سیدھا کرنا ضروری نہیں، بلکہ عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم جھکنا چاہئے۔ (طحاوی علی المراقی ۱۴۱)

(۶) عورتوں کو رکوع میں اپنے پاؤں بالکل سیدھے نہ رکھنے چاہئیں بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دے کر کھڑا ہونا چاہئے۔ (در مختار)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عورت کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا لتجتمع وتحتفز (ابن ابی شیبہؒ ج ۱ ص ۲۷۰) یعنی خوب اکٹھی ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھے

مدینہ منورہ میں حضرت مجاہدؒ اور بصرہ میں حضرت امام حسن بصریؒ یہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

(۷) مردوں کو حکم یہ ہے کہ رکوع میں ان کے بازو پہلوؤں سے جدا اور تنے ہوئے ہوں، لیکن عورتوں کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ ان کے بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ (ایضاً)

(۸) عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا چاہئے، خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں، پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہونا چاہئے۔ (ابن ابی شیبہؒ ج ۱ ص ۲۷۰)

(۹) سجدے میں جاتے وقت مردوں کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک

گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک وہ سینہ نہ جھکائیں، لیکن عورتوں کے لئے یہ طریقہ نہیں ہے، وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدے میں جا سکتی ہیں۔ (مستفاد از ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۷۰)

(۱۰) عورتوں کو سجدہ اس طرح کرنا چاہئے کہ ان کا پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے، اور بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، نیز عورت کو چاہئے کہ پاؤں کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھادے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۱۱۷۔ بیہقی)

(۱۱) جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔ (ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۷۰۔ بیہقی ج ۲ ص ۲۲۳)

(۱۲) سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کے لئے جب بیٹھنا ہو تو بائیں کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں، اور دائیں پنڈلی پر رکھیں۔ (بیہقی ج ۲ ص ۲۲۳، طحاوی)

(۱۳) مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنے کا اہتمام کریں، اور سجدے میں بند رکھنے کا، اور نماز کے باقی افعال میں انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں، نہ بند کرنے کا اہتمام کریں، نہ کھولنے کا، لیکن عورتوں کے لئے ہر حالت میں حکم یہ ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھیں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑیں، رکوع میں بھی سجدے میں بھی، دو سجدوں کے درمیان بھی اور قعدوں میں بھی۔ (مستفاد از ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۷۰)

(۱۴) عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے، ان کے لئے اکیلی نماز پڑھنا ہی بہتر ہے (ابوداؤد باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد (البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جانے میں کچھ حرج نہیں، لیکن ایسے میں مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے، برابر میں ہرگز کھڑی نہ ہوں۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۳۴ عن انسؓ)

نماز باجماعت اور اس کی فضیلت

نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت اور تاکید میں احادیث اس کثرت سے آئی ہیں کہ اگر سب کو یکجا کیا جائے تو ایک مستقل ذخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ یہاں نماز باجماعت کی فضیلت واہمیت سے متعلق چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں فرمایا، حتی کہ حالت مرض میں جب کہ آپؐ کے لئے خود چل کر مسجد میں پہنچنا ناممکن تھا دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ (بخاری ج۱، ص ۹۵)

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الجماعة تفضل صلوٰة الفذ بسبع وعشرين درجة (بخاری ج۱، ص ۸۹، مسلم ج۱، ص ۲۳۱)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جماعت کی نماز تنہا نماز سے (ثواب میں) ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

(ف) بعض روایات میں پچیس (۲۵) درجہ ثواب کی زیادتی کا ذکر بھی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں بروایت ابو ہریرہؓ منقول ہے۔

اس صورت میں درجات کا اختلاف دراصل نمازی کے احوال کے تفاوت کی بناء پر ہے، یعنی کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے اخلاص اور احوال کی بناء پر ستائیس (۲۷) درجہ ثواب ملتا ہے اور کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بناء پر پچیس (۲۵) درجہ ثواب ملتا ہے۔

بلا عذر جماعت ترک کرنے پر سخت تنبیہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد هممت ان امر فتيتي فيجمعوا حزما من حطب ثم اتى قوما يصلون فى بيوتهم ليست بهم علة فاحرقها عليهم ، (مسلم ج۱، ص ۲۳۲، ابوداؤد ج۱، ص ۸۱، الفاظ ابوداؤد کے ہیں)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو عذر کی بغیر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، مگر چونکہ عورتوں اور بچوں کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں اس لئے ان کو بچانے کا خیال ضروری ہے کہ یہ بے خطا دوسروں کی سزا میں تکلیف نہ پا جائیں۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ بلا عذر کے جماعت چھوڑنے والا سخت گناہ گار ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس شفقت اور رحمت کے جو امت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنی سے تکلیف بھی گوارہ نہ تھی، ان لوگوں پر جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اس قدر غصہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں

جماعت سے نماز پڑھنے کی حکمتیں اور فوائد

(۱) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی، عالم بھی، لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو دوسرا اسے بتا دے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں، جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں، پس (تعلیمات) نماز کی تکمیل کا یہ ایک ذریعہ ہوگا۔

(۲) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور قبولیت کے لئے ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے۔

(۳) اس امت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ اس کے نام کا کلمہ بلند ہو اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ ایسا طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی درجہ یا کسی طبقہ کے ہوں سب ہی اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوں اور اسلام کی شان وشوکت اور اس کی عظمت کو اپنی اجتماعیت سے ظاہر کریں، انہی تمام مصالح کے پیش نظر شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت کی گئی۔ (حجۃ البالغہ، تلخیصاً)

(۴) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع

ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کی تکلیف ومصیبت میں شریک ہوسکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار واستحکام ہوگا جو اس شریعت کا بڑا مقصود ہے (علم الفقہ)

ترک جماعت کے عذرات

(۱) مرض ہو (مثلاً فالج وغیرہ یا اتنا ضعف کہ چلنے پر قادر نہ ہو، یا نابینا ہو، یا کوئی بھی ایسا مرض جس سے مسجد میں نہ جا سکتا ہو) یا کوئی خوف ہو (مثلاً مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو، یا دوران سفر یہ خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے، یا مسجد تک جانے میں مال واسباب کے چوری ہو جانے کا خوف وغیرہ)۔ (ابوداؤد کذافی المشکوٰۃ ص ۹۶)

(۲) کسی کو پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے پاخانہ چلا جائے (اگرچہ جماعت ترک ہو جائے (ترمذی، ابوداؤد، کذافی المشکوٰۃ ص ۹۶)

(۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں جب کہ (سخت) سردی اور بارش ہوتی مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ (اذان کے بعد لوگوں سے پکار کر یہ بھی) کہہ دے ''خبردار اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو'' (بخاری ج ۱ ص ۹۲، مسلم، کذافی المشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۵)

(۴) جب کسی کے سامنے رات (یا دن) کا کھانا رکھا جائے اور (اسی وقت) تکبیر کہی جائے تو وہ (جب کہ یہ احتمال ہو کہ دھیان کھانے ہی میں لگا رہے گا اور نماز دل جمعی وسکون سے ادا نہیں ہو سکے گی تو) کھانا شروع کر دے اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرے، الخ (بشرطیکہ وقت میں وسعت بھی ہو)۔ (بخاری ومسلم، کذافی المشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۵)

جماعت سے متعلق چند مسائل

جب لوگ نماز باجماعت کے لئے کھڑے ہوں تو پہلے صف بندی کا اہتمام اس طرح کریں کہ آپس میں بالکل مل کر کھڑے ہوں تاکہ ایک دوسرے کے درمیان خلا نہ رہے لیکن خلا کو پر کرنے کے لئے اتنی تنگی بھی نہ کی جائے کہ اطمینان سے کھڑا ہونا مشکل ہو جائے اور آگے پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوں بلکہ برابر کھڑے رہیں، اور اگر کئی صفیں ہوں تو وہ اس طرح قائم کی جائیں کہ ایک دوسری صف کے درمیان شروع سے لے کر آخر تک برابر فرق رہے، ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ سے دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو اور کسی جگہ سے زیادہ

، نیز صف بندی میں اول وہ لوگ کھڑے ہوں جو عاقل بالغ ہوں پھر بچے پھر مخنث پھر عورتیں۔(صحیح مسلم "عن عبداللہ بن مسعودؓ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ (بخاری ج۱ص۱۰۰، مسلم ج۱ص۱۸۲، ہذا لفظ البخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی صفوں کو برابر رکھا کرو کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا نماز کی تکمیل میں ہے۔

(ف) قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز کو تعدیل ارکان اور سنن و آداب کے رعایت کے ساتھ قائم کرو، لہٰذا یہاں حدیث میں ارشاد اقامۃ الصلوٰۃ سے اس آیت مبارک کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے، کہ صفوں کو برابر کرنا بھی اقیموا الصلوٰۃ میں داخل ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت نفل کی نیت کی ہو، یہی حکم ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ کا ہے اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو فرض کے بعد پڑھ لے، ظہر کی سنتیں ان دو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

مسئلہ: اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ شروع نہ کی جائے۔ مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکدہ ہیں لہٰذا ان کے لئے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکے ہوں تب بھی ادا کر لی جائیں۔ صحابہ کرامؓ کا یہی عمل تھا۔ (طحاوی: الرجل یدخل المسجد والامام فی صلوٰۃ الفجر)

معیار انتخاب امام

شریعت میں نماز کی امامت کا بڑا اہم اور عظیم الشان کام ہے کیونکہ امام تمام مقتدیوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقتدیوں کو چاہئے کہ جس شخص میں امامت کے لائق زیادہ اوصاف ہوں اس کو امام بنائیں، اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو کثرت رائے پر عمل کیا جائے۔ یعنی جس شخص کی طرف زیادہ

لوگوں کی رائیں ہوں اسے امام بنایا جائے، اگر کسی ایسے شخص کی موجودگی میں جو امامت کا مستحق اور لائق ہو کسی غیر مستحق اور نالائق کو امام بنایا جائے گا تو سب نمازی ترک سنت کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

(۱) امامت کرنے کا سب سے زیادہ استحقاق اس کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہری طور پر اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو، اور کم سے کم بقدر قرأت مسنون اسے قرآن یاد ہو۔ (۲) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا یعنی عمدہ آواز سے قرأت کے قاعدہ کے موافق پڑھتا ہو۔ (۳) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ (۴) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خوب صورت ہو۔ (۵) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر زیادہ رکھتا ہو۔ (۶) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو۔ (۷) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمدہ لباس پہنے ہو۔ (۸) جس شخص میں زیادہ اوصاف پائے جائیں وہ امامت کے زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس شخص کے جس میں ایک وصف پایا جاتا ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كانوا ثلثة فليؤمهم احدهم واحقهم بالامامة اقرؤهم (مسلم ج۱ص ۲۳۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب نماز پڑھنے کے لئے) تین آدمی (جمع) ہوں تو ان میں سے ایک امام بن جائے اور ان میں امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو زیادہ دین کا علم جانتا ہو۔

(ف) ''تین آدمیوں'' کی قید اتفاقی ہے تین سے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں یہی حکم ہے کہ ان میں سے ایک امام بن جائے اور باقی مقتدی۔

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوا کہ امامت کے سلسلے میں اچھے قاری پر اس فقیہ اور عالم کو اولیت حاصل ہوگی جو نماز کے احکام و مسائل کا علم رکھتا ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ، حضرت امام محمد ؒ، حضرت امام مالک ؒ، اور حضرت امام شافعی ؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ''زیادہ علم جاننے والا اور فقیہ امامت کے سلسلے میں بڑے قاری پر مقدم ہے کیونکہ علم قرأت کی ضرورت نماز کے صرف ایک ہی رکن میں یعنی قرأت کے وقت ہوتی ہے برخلاف اس کے علم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں ہوتی ہے۔

جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم پر سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا مقدم ہے اس کا جواب ان حضرات ائمہ کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ

میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ علم والے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم مع احکام کے سیکھتے تھے۔

اسی وجہ سے احادیث میں قاری کو عالم پر مقدم رکھا گیا ہے، اور اب ہمارے زمانہ میں چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر قاری مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ہم عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں۔

امام کی تابعداری کا بیان

امام کی متابعت کے سلسلہ میں اجمالی طور پر اتنی بات معلوم ہونا چاہئے کہ نماز کے ان ارکان میں جو فرض یا واجب ہیں تمام مقتدیوں کو امام کی متابعت وموافقت کرنا واجب ہے۔
البتہ ان ارکان میں جو سنت وغیرہ ہیں مقتدیوں کے لئے امام کی متابعت ضروری نہیں، چنانچہ اگر امام شافعی " المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھالے تو حنفی مقتدی کو (رفع یدین) ہاتھوں کو اٹھانا ضروری نہیں کیونکہ دونوں موقعوں پر رفع یدین ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔
اسی طرح فجر کی نماز میں اگر شافع المذہب امام قنوت پڑھے تو حنفی مقتدیوں کے لئے قنوت پڑھنا واجب نہیں۔

البتہ وتر میں قنوت پڑھنا چونکہ واجب ہے لہٰذا شافعی المذہب امام اگر اپنے مذہب کے موافق قنوت رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو امام کی متابعت وموافقت کے پیش نظر رکوع کے بعد ہی قنوت پڑھنا چاہئے۔ (علم الفقہ)

مقتدی اپنے امام سے پہل نہ کریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتبادروا الامام اذا کبر فکبر واذاقال ولاالضالین فقولوا امین واذارکع فارکعوا واذقال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالک الحمد الاان البخاری لم یذکرو اذاقال ولا لضلین (بخاری ومسلم کذا فی المشکوٰۃ ص۱۰۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے امام پر پہل نہ کرو، جب امام تکبیر کہے (تو تم بھی اس کے ساتھ) تکبیر کہو جب امام وَلاَالضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو جب امام رکوع میں جائے تو تم رکوع میں جاؤ اور جب سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو تم اللّٰھم

رَبَّنا لک الحمد کہو مگر بخاری نے اپنی روایت میں واذقال و لاالضلین کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

(ف) "فقولوا امین" کہہ کر اس طرف اشارہ کردیا ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو مقتدی خاموش کھڑے رہ کر اس کو سنیں جب امام سورہ فاتحہ پڑھ لے تو مقتدی صرف آمین آہستہ سے کہیں جیسے تکبیر وتحمید امام کے پیچھے آہستہ سے کہا جاتا ہے۔

امام اور مقتدی کے متعلق چند مسائل

نیز اس حدیث میں یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ مقتدیوں کو چاہئے کہ جماعت کی صورت میں نماز میں امام سے ہرگز پہل نہ کریں بلکہ ہر رکن امام کے ساتھ ہی ادا کریں، تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے ساتھ، قومہ بھی امام کے ساتھ، سجدہ بھی امام کے ساتھ، غرض کہ ہر فعل امام کے ہر فعل کے ساتھ ادا کریں۔

(۱) اگر قعدہ اولی میں امام اس سے پہلے کھڑا ہوجائے کہ مقتدی التحیات (تشہد) پورا کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات پوری کر کے کھڑے ہوں، اسی طرح اگر قعدہ اخیرہ میں امام اس سے پہلے کہ مقتدی التحیات پوری کریں سلام پھیردے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات (یعنی تشہد) پوری کر کے سلام پھیریں۔ (ردالمختار ج ۱ ص ۳۱۶)

(۲) اگر رکوع وسجود میں مقتدیوں نے تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھی ہوں اور امام سر اٹھا لے تو امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔ (ایضاً)

(۳) امام سلام پھیرنے کے قریب تھا کہ مسبوق آ کر شامل ہوگیا تو اب وہ شخص تشہد پورا کر کے اُٹھے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳، ص ۳۷۹)

(۴) امام کے ساتھ مسبوق نے بھولے سے سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا کہ میرے ذمہ ایک یا چند رکعت ہے اب کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہوگا (ایضاً)

ہاں اگر سلام پھیرنے کے بعد کسی سے گفتگو یا کوئی بھی ایسی حرکت کرلی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب پھر سے نماز پڑھے۔ (مسلم ج ۱، ص ۲۰۳ و بخاری)

(۵) امام کی نماز باطل ہونے سے سب کی نماز باطل ہوجاتی ہے اور مسبوق جو بعد میں شامل ہوا اس کی بھی نماز باطل ہوجاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳، ص ۳۷۹)

(۶) نیز مسبوق زائد رکعت میں اقتدا کرے تو اس کی نماز باطل ہے، مثلاً مغرب کی

نماز میں کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا اور اس کو یہ علم ہو گیا کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے، مگر امام کو سہو ہو گیا کہ شاید قعدہ اولیٰ ہے، امام اس خیال سے اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا، امام نے سجدہ سہو بھی کیا چونکہ آخری رکعت تھی امام کی زائد رکعت یا نفل رکعت تھی، اب وہ شخص جو جماعت میں قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا تھا اس نے زائد رکعت میں جو کہ نفل تھی اپنے امام کے تابع رہا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی، اس کو توڑ کر از سر نو نماز پڑھنا چاہئے (ایضاً)

(۷) مسبوق اگر چار رکعت والی نماز میں ایک رکعت پائے تو بعد سلام امام کے اول کی دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرأت بھی کرے گا اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد (سورہ فاتحہ) پڑھے گا اور اگر دو رکعت پائے تو بعد سلام امام کے بقیہ دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرأت بھی کرے گا، اور اگر آخر میں یعنی قعدہ اخیرہ میں شامل ہوا تو بعد سلام امام کے بقیہ رکعت اپنی ترتیب پر (یعنی پہلی دو رکعتیں بمع قرأت اور دوسری رکعتوں میں صرف الحمد) پڑھے گا۔

(۸) مغرب کی نماز میں جو تین رکعت والی ہے مسبوق اگر ایک رکعت پائے تو بعد سلام امام کے بقیہ دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرأت بھی کرے گا۔

اگر دو رکعت پائے تو بعد سلام کے بقیہ ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرأت کرے گا۔ (کیونکہ اس کی یہ رکعت گنتی کے اعتبار سے تیسری ہے اور پڑھنے کے اعتبار سے یہ پہلی رکعت ہوگی۔ (علیٰ ہذا القیاس) (ایضاً تلخیصاً)

(۹) جس شخص نے (امام کے ساتھ) رکوع پا لیا اس نے پوری رکعت پالی (یعنی اس کی ایک رکعت پوری مانی جائے گی)۔ (ابوداؤد)

(۱۰) امام مسافر اور مقتدی مقیم، اگر مقتدی مقیم امام مسافر کے ساتھ اگر چار رکعت والی نماز میں شریک ہو اس صورت میں تین طرح کے مقتدی ہوں گے۔

(ا) وہ مقتدی جو اول رکعت میں شریک ہوا۔

(ب) وہ مقتدی جو دوسری رکعت میں شریک ہوا۔

(ج) وہ مقتدی جو تشہد میں آ کر شامل ہوا۔

پہلی صورت میں مقتدی لاحق ہے، امام کے ساتھ نماز پوری کر کے دو رکعتیں باقی ماندہ بغیر قرات کے پڑھے دوسری اور تیسری صورت میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے لہذا دوسری صورت میں پہلے دو رکعت بغیر قرات کے ادا کرے اور پھر تیسری رکعت قرات کے ساتھ ادا

کرے اور تیسری صورت میں پہلے دو رکعت بلا قرات ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قرات کے ادا کرے (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۳،ص ۳۸۴ بحوالہ رد المختار ج ۱،ص ۵۵۶)

(۱۱) اگر باجماعت نماز میں امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو مقتدی کو چاہئے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہے تاکہ امام صحیح کیفیت پر لوٹ آئے (صحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ)

اختتام صلوٰۃ پر امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے (بخاری باب یستقبل الامام الناس اذا سلم)

نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا

نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہے اس وقت رب ذوالجلال کے حضور ہر قسم کی دعا کر سکتا ہے، عربی میں ہو یا اپنی زبان میں بس اس کو سمجھ کر اخلاص اور حضوری قلب کے ساتھ اس وقت دعا کرنا مستحب ہے جو کہ نماز کا لازمی حصہ نہیں ہے۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی بابت بعض لوگ افراط تفریط کا شکار ہیں، بعض تو اس کو نماز کا ایک جزء شمار کرتے ہیں جب کہ کچھ لوگ اس کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں حالانکہ:

(ا) حافظ عبد اللہ روپڑی صاحبؒ فرماتے ہیں ,,فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر جو دعا مانگی جاتی ہے وہ شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ص ۱۹۰)

(ب) نیز میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں صاحب فہم پر مخفی نہیں کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اٹھا کر کے دعا مانگنا جائز مستحب ہے اور زید مخطی ہے جو اس کو بدعت کہتا ہے (فتاویٰ نذیریہ ج ۱،ص ۵۶۶)

(ج) نیز مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں ,,بعد نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بعض روایات میں ثابت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱،ص ۵۲۷) (ماخوذ از نماز پیمبر)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا ہے کریم ہے جب بندہ اللہ کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ وہ اس ہاتھ کو خالی واپس کریں۔ (ترمذی)

حضرت محمد بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ

نماز مکمل کرنے سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ؐ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ میں ہیں (رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۹)

حضرت سلمان ؓ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ؐ نے فرمایا جب بھی کچھ لوگ اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ہاتھوں میں وہ چیز ڈال دیتے ہیں جو انہوں نے مانگی ہے۔ (ایضاً)

حضرت ابوامامہ ؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی بسند حسن)

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔

تیسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجتماعی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

چوتھی حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد قبولیت دعا کا وقت ہے اسے ضائع نہ کرنا چاہئے۔ (ماخوذ از نماز پیمبر)

پانچوں نمازوں کی رکعتوں کی تعداد و تفصیلات

ہر فرض کے ساتھ کچھ رکعات واجب یا سنت موکدہ یا غیر موکدہ اور نفل بھی ہیں۔

فرائض:۔ جن کا ادا کرنا ضروری ہے اور چھوڑنا حرام ہے۔

واجب:۔ جن کا ادا کرنا ضروری ہے اور چھوڑنا مکروہ تحریمی ہے۔

سنت مؤکدہ:۔

جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلسل عمل رہا، ان کو چھوڑنا گناہ ہے۔

سنت غیر مؤکدہ:۔

جن پر نبی کریم کا اکثر عمل رہا اور کبھی کبھار چھوڑنا بھی ثابت ہے۔

نوافل: جن کا پڑھنا باعث ثواب اور ترقی درجات ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں ہے۔

ذیل میں ہر نماز کی رکعات کی علیحدہ علیحدہ تشریح اور احادیث سے انکی فضیلت بیان کی جاتی ہے

سنن مؤکدہ

ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان فرماتی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص دن ورات میں یہ بارہ رکعتیں پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائیگا (وہ یہ ہیں) چار ظہر (کے فرض) سے پہلے اور دو ظہر کے (فرض کے) بعد اور دو مغرب کے (فرض کے) بعد اور دو عشاء کے (فرض کے) بعد اور دو فجر (کے فرض) سے پہلے۔ (مسلم ج ا ص ۲۵۱، ترمذی ج ا ص ۵۶ ترجمہ الفاظ ترمذی کے ہیں)

صلوٰۃ الظہر کی رکعات

۴ سنت، ۴ فرض، ۲ سنت، ۲ نفل

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر (کے فرض) سے پہلے چار رکعتیں اور فجر (کے فرض) سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے (بخاری الرکعتان قبل الظہر ج ا ص ۱۵۷)

ام المومنین ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں جس نے ظہر (کے فرض) سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد کی چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیں گے۔ (ترمذی ج ا ص ۵۷)

(ف) پہلی روایت سے ظہر کی چار سنتیں اور فجر سے پہلے کی دو سنتیں ثابت ہوئیں اور یہ سنتیں مؤکدہ ہیں چونکہ آپ نے کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔

جب کہ دوسری روایت میں ظہر کے بعد چار رکعتوں کی فضلیت کا بیان ہے، دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ یہ دو نفل ہیں۔

صلوٰۃ العصر کی رکعات

۴ سنت، (غیر مؤکدہ) ۴ فرض

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی اس شخص پر رحم کریں جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔ (ترمذی ج ا، ص ۵۸)

(ف) عصر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں بطور سنت غیر مؤکدہ پڑھی جاتی ہیں اگر وقت کم ہو تو دو رکعتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر یہ چھوٹ جائیں تو گناہ نہیں ہے۔

صلوٰۃ المغرب کی رکعات

۳ فرض، ۲ سنت، ۲ نفل

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد گھر میں تشریف لاتے تھے اور دو رکعت پڑھتے تھے۔۔۔۔الخ (بخاری و مسلم ج ۱ ص ۲۵۲)

حضرت مکحولؒ (تابعی) اس روایت کو بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مغرب (کی فرض یا سنت موکدہ) نماز پڑھ کر (دنیاوی) گفتگو کرنے سے پہلے دو رکعت اور ایک روایت میں چار رکعت پڑھ لے تو اس کی یہ نماز علیین میں پہنچائی جاتی ہے۔ (رواہ رزین والبیہقی کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۱۰۵)

صلوٰۃ العشاء کی رکعات

۴ سنت، (غیر مؤکدہ) ۴ فرض، ۲ سنت، ۲ نفل، ۳ وتر واجب، ۲ نفل

(۱) حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ (مرورص ۵۸)

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے اور چار رکعتیں پڑھ کر بستر پر آرام فرماتے۔۔۔۔ (یہ حدیث مختصر نقل کی ہے) (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۵)

(۳) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ان میں آخر سے نو سورتیں پڑھتے، ہر رکعت میں تین سورتیں، جن میں آخری سورت قل ھو اللہ احد ہوتی تھی۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۱)

(۴) حضرت ابو سلمہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ صدیقہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) کی بابت پوچھا تو ام المومنین نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، آٹھ رکعت تہجد کی پڑھتے پھر تین وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ (مسلم باب صلوٰۃ اللیل والوتر)

(۵) حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یاایھا الکفرین اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے

(نسائی ج ا ص ۲۴۸ سند حسن)

(۶) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے۔(ترمذی ج ا ص ۶۲)

روایت نمبر ا سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام کے نزدیک عشاء سے پہلے چار رکعت مستحب ہے، روایت نمبر ۲ سے معلوم ہوا کہ آپ عشاء کی چار رکعتیں پڑھتے تھے یہ دو سنت اور دو نفل ہیں۔ روایت نمبر ۳ اور ۴ سے معلوم ہوا کہ آپ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ روایت نمبر ۴ اور ۵ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین وتر کے بعد آخر میں سلام پھیرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ سے اس پر اجماع منقول ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۲، ص ۲۹) روایت نمبر ۶ سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو رکعت نفل ہیں۔

صلوٰۃ الفجر کی رکعات

۲ سنت، ۲ فرض

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فجر کی سنتوں کی دو رکعتیں دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ بہتر ہیں۔(مسلم ج ا ص ۲۵۱)

ایک دوسری روایت میں ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (نوافل وسنن میں سے) سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو رکعت سنتوں کا فرماتے تھے۔(بخاری ج ا ص ۱۵۶، مسلم ج ا ص ۲۵۱)

نقشہ رکعات کل صلوٰۃ

ذیل میں تمام نمازوں کی رکعات کا تفصیلی نقشہ پیش کررہے ہیں۔

نام نماز	فرائض	واجب	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	نوافل
فجر	۲	-	۲	-	-
ظہر	۴	-	۴ قبل فرض ۲ بعد فرض	-	۲
عصر	۴	-	-	۴	-
مغرب	۳	-	۲	-	۲

عشاء	۴	۳وتر	۲	۴	۲قبل وتر۲بعد وتر
جمعہ	۲	-	۴قبل فرض۲بعد فرض	۴	-
عیدین	-	۲	-	-	-

نماز وتر واجب کا بیان

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۰۸)

ترجمہ: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نماز وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ ارشاد آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت ابوسعد خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا او تروا قبل ان تصبحوا (صحیح مسلم ج ا ص ۲۵۸، وابن ماجہ وسنن اربعہ) کہ صبح سے پہلے (یعنی عشاء کے بعد صبح صادق تک وتر ادا کرو۔

نماز وتر کی تین رکعتیں ہیں

عن عبد اللہ بن ابی قیس قال سالت عائشہؓ بکم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر قالت کان یوتر باربع وثلاث وست وثلاث وثمان وثلاث وعشر وثلاث ولم یکن یوتر بانقص من سبع ولا باکثر من ثلاث عشرۃ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی قیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ (تہجد کی) کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے؟ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چار اور کبھی تین کبھی چھ اور تین، اور کبھی آٹھ اور تین، اور کبھی دس اور تین (وتر کی) رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور آپ سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ رکعتوں کے ساتھ کبھی وتر نہیں پڑھتے تھے۔ (یعنی عموماً آپ کا یہی معمول تھا)

(ف) یہ حدیث صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ بتیر یعنی تنہا ایک رکعت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (مظاہر حق ج ا ص ۸۱۷)

ایک دوسری روایت حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یقرا فی الاولیٰ بسبح اسم ربک الاعلی وفی الراکعۃ الثانیۃ بقل یاایھا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی آخرھن (نسائی ج ۱ ص ۲۴۸ سند حسن)

ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں سورہ قل یاایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

(ف) یہ حدیث بصراحت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ وتر کی تینوں رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن الوتر او نسیہ فلیصل اذا ذکر واذا استیقظ (ترمذی ج ۱ ص ۶۱، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۰)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب بھی یاد آئے یا نیند سے بیدار ہو تو (اس کی قضا) پڑھ لے (یعنی اگر صبح صادق کا وقت نکل چکا ہے تو اب قضا پڑھے)

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر واجب ہے، اور وجوب قضا وجوب ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک موطا امام مالکؒ ج ۱، ص ۴۳۲)

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت پڑھی جاتی ہے کیونکہ نماز کا اصل اصول نماز فرائض ہیں اور فرض نماز دو رکعت یا تین رکعت یا چار رکعت کی ہیں، نہ ایک ہے نہ پانچ اور نہ سات۔

فرق صرف اتنا ہے کہ فرض میں محض دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا آیتیں ملائی جاتی ہیں جب کہ وتر کی نماز میں تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری آیتیں پڑھنے کا حکم ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۸۱۶)

اور تیسری رکعت میں دوسری سورۃ کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھ تکبیر

کے ساتھ کانوں تک اٹھا کر (جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں) پھر باندھے اور آہستہ آواز سے دعا قنوت پڑھے۔ (رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)

مسئلہ: دعاء قنوت نماز وتر میں واجب ہے (اگر سہواً چھوٹ جائے تو بعد میں سجدہ سہو لازم ہوگا) (نسائی جلد ا ص ۲۴۸)

مسئلہ: اگر کسی کو دعا قنوت یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لے ربنا اتنا فی الدینا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار (ترجمہ) اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آرام دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اگر کسی کو یہ بھی یاد نہ ہو تو تین مرتبہ یہ پڑھ لے اللھم اغفر لی اے اللہ میری خطائیں معاف فرما۔ اور دعا قنوت یاد کرنے کی کوشش بھی کرتا رہے۔ (بہشتی زیور)

سنن ونوافل نمازوں کا بیان

حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے صلوٰۃ (نماز) کا حساب ہوگا اگر نماز درست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا اگر اس کے فرض میں کوئی چیز ناقص ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندے کی کوئی نفل ہے تو ان نوافل سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی۔ پھر باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے پھر زکوۃ کا حساب اسی طرح ہوگا پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔ (ترمذی ج ا ص ۵۵)

(ف) احادیث وآثار سے جس قدر سنن ونوافل ثابت ہیں سب اہتمام سے ادا کرنا چاہئے، خصوصاً صلوٰۃ تہجد، اشراق، چاشت، صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ التوبہ، تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلوٰۃ الاستخارہ وغیرہ۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب بندہ نوافل کا اہتمام کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

باب خامس

جمعہ، عیدین اور نوافل کا بیان

جمعہ ،عیدین ،تراویح،تہجد اشراق ،چاشت ،اوّابین،استخارہ ،جنازہ،صلوٰۃ الحاجت،صلوٰۃ التوبہ،صلوٰۃ المسافر،مصیبت اورخوف کے وقت کی نماز ،سورج وچاندگرہن کی نماز ،جمع بین الصلاتین ،قتل کے وقت کی نماز ،صلوٰۃ المریض والمعذور ،صلوٰۃ القضاء،تحیۃ الوضوءاورتحیۃ المسجد کے آداب،احکام اورمسائل۔

نمازِ جمعہ کا بیان

نماز جمعہ کے متعلق قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُو الْبَيْعَ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ . فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (جمعہ آیت ۹،۱۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب آذان ہو نماز جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید وفروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے، پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تا کہ تمہارا بھلا ہو۔ (ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق ہے کہ جمعہ کے روز ظہر کے بجائے نماز جمعہ فرض ہے اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ صلوٰۃ الجمعہ (نماز جمعہ) عام یا پانچوں نمازوں کی طرح نہیں اس کے لئے کچھ مزید شرائط ہیں۔

پانچوں صلوتیں (نمازیں) تنہا بلا جماعت کے بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور دو آدمی کی جماعت سے بھی مگر جمعہ بغیر جماعت کے ادا نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح پانچوں صلوتیں ہر جگہ دریا، پہاڑ، جنگل وغیرہ میں ادا ہوجاتی ہیں مگر جمعہ جنگل صحراء میں کسی کے نزدیک ادا نہیں ہوتا۔

جمعہ کے لئے شرط ہے کہ وہ شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہو جس میں گلی کوچے اور بازار ہوں اور کوئی قاضی حاکم فیصلہ معاملات کے لئے ہو۔ (عند ابی حنیفہ) یا کم از کم ایسی بستی ہونا ضروری ہے جس کے مکانات متصل ہوں اور اس میں بازار ہو۔ یہ قول امام مالکؒ کا ہے۔

مسئلہ: مریض (جس کے لئے جمعہ میں حاضر ہونا مشکل ہو) مسافر، عورت، بچہ اور غلام ان پر نماز جمعہ فرض نہیں۔ (دار قطنی کذا فی المشکوۃ ج ا، ص ۱۲۱)

(ف) اس لئے جب مریض یا عورتیں گھر میں نماز پڑھیں گی تو نماز ظہر ہی پڑھیں گی

خطبہ ''صلاۃ الجمعہ'' اور اس کے آداب

حضرت جابر بن سمرۃؓ کی مرفوع حدیث ہے: **کانت للنبی ﷺ خطبتان یجلس بینهما یقرأ القران ویذکر الناس فکانت صلاته قصداً وخطبته قصداً** (**صحیح مسلم کتاب الجمعة**) کہ نبی کریم ﷺ (صلاۃ الجمعہ سے پہلے) دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے ان خطبوں میں قرآن کریم پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے آپ کی صلوٰۃ (نماز) بھی اوسط درجہ کی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی اوسط درجہ کا ہوتا تھا (نہ زیادہ طویل اور نہ بالکل ہی مختصر)

(ف) فقہاء نے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا صرف اتنا عرصہ مقرر کیا ہے کہ جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکے۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

نیز آنحضرت ﷺ سے صحیح طور پر یہ ثابت نہیں کہ آپ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ کر کوئی دعاء پڑھتے تھے۔ اگر دونوں خطبوں کے درمیان کوئی دعا مانگنا بھی ہو تو دل ہی دل میں دعا مانگیں۔ خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۲۸۳) خطبہ کے وقت ہاتھوں کو بلند نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت عمارہ بن رویبہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خطبہ کے وقت) دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے زیادہ اشارہ نہیں کرتے تھے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا (کہ صرف اس قدر اشارہ کرتے تھے اور وہ بھی اس لئے کرتے تھے تاکہ لوگ پوری دل جمعی کے ساتھ مخاطب ہوں)۔ (مسلم ج ا ص ۲۸۷)

خطبہ کے وقت بات چیت کرنے والوں کے لئے وعید

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اس حالت میں کہ امام (خطیب) خطبہ پڑھ رہا ہو، بات چیت میں مشغول ہو تو وہ شخص گدھے کی مانند ہے کہ جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں اور جو شخص اس بات چیت کرنے والے سے کہے کہ "چپ رہو" تو اس کے لئے جمعہ کا ثواب نہیں۔ (مسند احمد عن ابن عباسؓ کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۳)

اس تنبیہ کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی تیاری کے لئے وقت صرف کی محنت بھی کی مگر خطبہ جمعہ کا احترام نہ کرنے کی بناء پر ثواب سے محروم رہا۔

ایسے موقع پر زبان سے روکنے کے بجائے ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے تو مکروہ نہیں ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۹۰۲)

صلاۃ الجمعہ کے آداب اور اس کی فضیلت کا بیان

حضرت سلمانؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ : **قال رسول اللہ ﷺ یغتسل رجل یوم الجمعة ویتطهر ما استطاع من طهر ویدهن دهنه او یمس من طیب بیته ثم یخرج فلا یفرق بین اثنین ثم یصلی ما کتب له ثم ینصت اذا تکلم الامام الا غفر له ما بینه وبین الجمعة الاخری** (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۱) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ہو سکے پاکی حاصل کرے اور اپنے پاس سے (یعنی اپنے گھر میں جو بلا تکلف میسر ہو سکے) تیل ڈالے اور اپنے گھر سے عطر (خوشبو وغیرہ) لگائے اور مسجد کے لئے نکلے اور (مسجد پہنچ کر) دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے اور پھر جتنی بھی اس کے مقدر میں ہو (یعنی جمعہ کی سنت، نفل وغیرہ) صلوٰۃ پڑھے اور امام کے خطبہ پڑھتے وقت خاموش رہے تو اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیان کے اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(ف) یعنی جس قدر ہو سکے صفائی اختیار کرے کہ لبیں کتروائے، ناخن کٹوائے، زیرناف کے بال صاف کرے، بغلوں کے بال دور کرے اور پاک وصاف کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے نیز مسجد پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان جگہ نہ ہو تو ان میں فرق نہ کرے یعنی وہاں نہ بیٹھے کہ انہیں تکلیف ہوگی ہاں اگر جگہ ہو تو کوئی حرج نہیں

یہاں ''فرق نہ کرنے'' سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو پھلانگتا' صفوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا آگے کی صفوں میں نہ جائے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے اور اگر بغیر پھلانگے اور بغیر صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف یا کچھ آگے پہنچ سکتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر اگلی صفوں میں جگہ خالی ہے تو پھر صفوں کو چیر پھاڑ کر بھی آگے جا سکتا ہے کیونکہ یہ پچھلی صفوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا قصور ہے کہ اگر یہ لوگ پہلے پہلی صف پھر دوسری اور تیسری صف علی الترتیب پر کرتے تو بعد میں آنے والوں کے لئے آگے بڑھنے کا موقع ہی نہ ہوتا۔

جمعہ میں اول وقت آنے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے (زوال کے وقت سے) مسجد کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ جو شخص مسجد میں اول (وقت) آتا ہے پہلے وہ اس کا نام لکھتے ہیں پھر اس کے بعد پہلے آنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ پس جو شخص مسجد میں اول (وقت) جمعہ میں آتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص مکہ میں قربانی کے لئے اونٹ بھیجتا ہے (کہ جس کا بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے) پھر اس کے بعد جو شخص جمعہ میں آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص مکہ میں قربانی کے لئے گائے بھیجتا ہے پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص دنبہ بھیجتا ہے پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص صدقہ میں مرغی دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو شخص آتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص صدقہ میں (مرغی کا) انڈہ دیتا ہے اور جب امام (خطبہ کے لئے منبر پر) آتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۱ و مسلم ج ۱ ص ۲۸۱)۔

(ف) یعنی جس ترتیب سے نمازی آتے ہیں اسی ترتیب سے ان کا نام لکھتے رہتے ہیں اور ان کے درجات درج کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ خطبہ جمعہ شروع ہونے سے لے کر بعد میں شامل ہوتے رہتے ہیں وہ جمعہ نماز کا ثواب تو پا لیتے ہیں لیکن اس فضیلت اور درجہ سے محروم رہتے ہیں اور یہ فرشتے ان فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو بندوں کے اعمال لکھنے پر معمور ہیں۔

مسئلہ جس شخص کو جمعہ کی نماز میں امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ بھی ملے اسے امام

کے ساتھ ادا کرے اور اس حصہ پر جمعہ کی نیت کر کے بقیہ نماز پوری کرے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ما ادرکتم فصلوا ومافاتکم فاقضو نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پاؤ اسے ادا کرو اور جو کچھ رہ جائے اسے پورا کرو۔

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں بالکل آخر میں اسی حال میں شریک ہوا کہ امام التحیات میں تھا یا سجدہ سہو میں تھا تو اسے چاہئے کہ وہ اسی حالت میں جماعت میں شامل ہو جائے اور اس پر جمعہ کی نیت کر کے بقیہ نماز پوری کرے۔ (مظاہر حق ج ا شرح مشکوۃ)۔

مسئلہ اور اگر امام کے ساتھ جماعت میں بالکل شریک نہیں ہو سکا تو اسے چاہئے کہ ظہر کی نیت کرے نماز جمعہ کی نیت نہ کرے یعنی اب صرف ظہر کی نماز پڑھے۔ (دار قطنی عن ابی ہریرۃؓ کذافی المشکوۃ ج ا ص ۱۲۴)۔

رکعاتِ جمعہ کا بیان

حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۲ ص ۱۳۱)

حضرت سالمؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی جمعہ پڑھ لے تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔ (مسلم ج ا ص ۲۸۸)

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی جمعہ پڑھ لے تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔ (مسلم ج ا ص ۲۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے بعد جس مصلے پر آپؐ نے جمعہ پڑھا ہے اس سے تھوڑا ہٹ جاتے تھے۔ پھر دو رکعتیں پڑھتے، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۶۰)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ سے پہلے چار رکعات اور بعد میں چھ رکعات پڑھنا چاہیے۔

عیدین اور اس کی اصل روح کا بیان

رمضان المبارک کے بعد شوال المکرم کی پہلی تاریخ کو عید الفطر اور ذی الحجہ کی دس تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں، یہ دونوں عیدیں مسلمانوں کے لئے مسرت و شادمانی کا پیغام لاتی ہیں جنہیں مسلمان بڑے جوش و خروش اور عقیدت و احترام کے ساتھ

مناتے ہیں۔

عیدین کی اصل روح دو رکعت نماز ہے جس میں بندہ اپنے معبود اللہ جل شانہٗ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کے احسانات وانعامات کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس عہد کو تازہ کرتا ہے کہ عمر بھر شادی وغمی کے لمحات میں یاد الٰہی سے غافل نہ ہوگا۔ اور اسلامی تعلیمات سے ایک قدم ادھر ادھر نہ ہٹے گا۔

حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے **قدم النبی ﷺ المدینة ولهم یومان یلعبون فیهما فقال ما هذان الیومان قالوا کنا نلعب فیهما فی الجاهلیة فقال رسول الله ﷺ قد ابدلکم الله بهما خیرا منهما یوم الاضحی ویوم الفطر** (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۱) جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ دو دن کھیل تماشہ کے لئے خاص کر رکھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ ان دو دنوں کی حقیقت کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت سے ہم نے ان دنوں کو کھیل تماشا کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دونوں دنوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن مقرر فرمادیئے اور وہ دن عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن ہیں۔

(ف) زمانہ جاہلیت میں اہل مدینہ کے لئے دو دن مقرر تھے جن میں لہو ولعب اور خوشیاں منایا کرتے تھے ان میں سے ایک دن ''نوروز'' تھا اور دوسرا دن ''مہرجان'' تھا' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان دنوں سے تمہیں اب کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں سے بہتر تمہیں عیدین کی دو دن عنایت فرمائے ہیں۔ تم ان دونوں مبارک دنوں میں خوشیاں منا سکتے ہو۔ نیز یہ حدیث غیر مسلموں کے تہوار کی تعظیم کرنے اور ان میں خوشی منانے اور شرکت ومشابہت سے ممانعت کو ظاہر کر رہی ہے۔

بعض علماء نے تو اسے اتنا سخت جانا ہے کہ اس عمل پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ ابوحفص کبیرؒ حنفی فرماتے ہیں کہ جو شخص ''نوروز'' کی عظمت وتوقیر کے پیش نظر اس دن مشرکوں کو انڈا بھیجے (جیسا کہ اس روز مشرکوں کا طریقہ ہے) تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کے تمام اعمال نابود ہو جاتے ہیں۔

حضرت قاضی ابوالمحاسن حسن ابن منصور حنفیؒ کا قول ہے کہ ''اگر کوئی اس دن وہ چیزیں خریدے جو دوسرے دنوں میں نہیں خریدتا ہے (جیسا کہ ہمارے یہاں دیوالی کے روز

کھیلیں اور مٹھائی کے بنے ہوئے کھلونے خریدے جاتے ہیں) یا اس دن کسی کو تحفہ بھیجتا ہے اور اس سے اس کا مقصد اس دن کی تعظیم ہو جیسا کہ مشرک اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔

اور کوئی شخص محض اپنے استعمال اور فائدے یا حسب عادت کسی کو ہدیہ بھیجنے کی ت سے خریدتا ہے تو کافر نہیں ہوتا لیکن یہ مکروہ ہے، مگر اس طرح کافروں کی مشابہت ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔

یہ بات بھی جان لیجئے کہ نوروز کی عظمت و توقیر کے سلسلہ میں روافض مجوسیوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دن حضرت عثمان ذوالنورین شہید کئے گئے تھے اور حضرت علیؓ کی خلافت منعقد ہوئی تھی۔

''فتاویٰ ذخیرہ'' میں لکھا ہے کہ جو شخص ہولی اور دیوالی دیکھنے کے لئے بطور خاص نکلتا ہے وہ حدود کفر کے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں اعلان کفر ہوتا ہے لہٰذا ایسا شخص گویا اپنے عمل سے کفر کی مدد کرتا ہے، اسی پر ''نوروز'' دیکھنے کے لئے نکلنے کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی موجب کفر ہے۔

''نوادر الفتاویٰ'' میں منقول ہے کہ جو شخص غیر مسلموں کی رسومات کو اچھا جانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

''عمدۃ الاسلام'' میں لکھا ہے کہ جو شخص کافروں کی رسومات ادا کرے مثلاً نئے مکان میں بیل اور گائے اور گھوڑے کو زرد و سرخ رنگ کریا بندھن دار باندھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے

حاصل یہ ہے کہ ان معتقدات و رسومات سے قطعاً احتراز کرنا چاہئے جن سے اسلام اور شریعت کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ ان کی بنیاد خالص غیر اسلامی و غیر شرعی چیزوں پر ہے۔ (مظاہر حق ج ا ص ۹۲۹ تلخیصاً)

عیدین کے متعلق مسنون آداب کا بیان

(۱) عید الفطر کے روز آنحضرت ﷺ کھجوریں نوش فرمائے بغیر عیدگاہ تشریف نہیں لے جاتے تھے اور کھجوریں طاق (یعنی ۳، ۵، ۷ یا اس سے زیادہ) کھاتے تھے۔ (بخاری ج ا ص ۱۳۰ و مسلم عن انسؓ)

(۲) اور بقرہ عید کے دن بغیر نماز پڑھے کچھ نہیں کھاتے تھے۔ (یعنی عید پڑھ کر بعد میں کھاتے تھے)۔ (ترمذی ج ۱ ص ۷۱ عن بریدہؓ)

(۳) عید کے روز آنحضرت ﷺ راستوں میں فرق کرتے تھے (یعنی عید گاہ ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے)۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۳۴ عن جابرؓ)

(۴) عیدین کی نماز کے لئے سویرے (یعنی جلدی) جانا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۲)

(۵) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں تکبیر **اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ** پڑھتے رہنا چاہئے۔

(۶) نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنا یا بعد میں (عید گاہ) مطلقاً مکروہ ہے۔ (بخاری ومسلم کذا فی المشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

البتہ نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر گھر میں جائز ہے۔ (درمختار)

(۷) عیدین کی نماز عید گاہ (یعنی میدان) میں ادا کرنا افضل ہے۔ اور اگر کوئی عذر پیش آجائے تو پھر شہر کی مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔ یا اگر آبادی کافی زیادہ ہے جیسا کہ بڑے بڑے شہروں میں ہے تو وہاں مسجد میں عید کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مسجد میں نماز پڑھائی۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۴)

(۸) عید کی نماز کے لئے غسل کرنا۔

(۹) شرع کے موافق آرائش کرنا۔

(۱۰) مسواک کرنا

(۱۱) حسب توفیق عمدہ کپڑے پہننا

(۱۲) خوشبو لگانا

(۱۳) عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر دیدینا۔

(۱۴) پیدل جانا سنت ہے۔ (از افادات بہشتی گوہر)

طریقہ صلوٰۃ عیدین

عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز سے پہلے یہ نیت یعنی ارادہ کرے کہ دو رکعت نماز عید مع زائد چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ یہ نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لئے جائیں اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا دیں یعنی چھوڑ دیں اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر وقفہ کریں کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائیں بلکہ باندھ لیں پھر امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ ساتھ ملا کر پڑھنے کے بعد حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ لینے کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے اور پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ (مراقی الفلاح بر حاشیہ طحطاوی ص ۳۰۹، بہشتی گوہر) آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ اور اجماع امت کا یہی طریقہ رہا ہے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

عن سعيد بن العاص قال سالت أباموسى و حذيفة كيف كان رسول الله ﷺ يكبر في الاضحى والفطر فقال ابو موسى كان يكبر اربعا تكبير على الجنائز فقال حذيفة صدق (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۳) حضرت سعید ابن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت حزیفہؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے جواب دیا کہ جس طرح آپؐ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابو موسیٰؓ نے سچ کہا۔

(ف) حضرت ابو موسیٰ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپؐ نماز جنازہ پڑھتے وقت چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپؐ عید کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کی پہلی رکعت میں تو قرات سے پہلے تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیریں کہتے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۹۴۱)

نماز عید کی تکبیرات کے سلسلہ میں مختلف روایات میں مختلف تعداد کا ذکر ہے مگر صحیح وہ ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا ہے۔

عیدین کی چھ زائد تکبیریں اور اجماع امت

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تکبیرات جنازہ کی تعداد میں اختلاف ہوا کہ چار یا پانچ ہیں یا سات؟

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرات صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے فرمایا کہ تمہیں آنحضرت ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور کسی مسئلہ میں تمہارے اختلاف یا اتفاق پر بعد میں آنے والوں کا اتفاق یا اختلاف مرتب ہوگا۔ اس طرح حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو اس طرف متوجہ کیا۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ امیر المومنین! آپ کی یہ رائے بڑی اچھی ہے، اس مسئلہ میں آپ اپنی رائے دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بلکہ تم اپنی رائے بتاؤ یقیناً میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ تو حضرات صحابہ کرامؓ نے باہمی غور و خوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں نماز عید الضحیٰ و عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح اور اس پر سب کا اتفاق ہوا۔ (طحاوی، التکبیر علی الجنائز، صفحہ ۳۳۳)

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ ایک اختلافی چیز تکبیرات جنازہ کو ایک طے شدہ چیز تکبیرات عیدین کے مشابہ قرار دے کر تعیین کر دی گئی۔

صلوٰۃ العیدین کے بعد خطبہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے: **کان رسول اللہ ﷺ وابو بکر و عمر** یصلون العید بن قبل الخطبتہ (بخاری ج ۱، ص ۱۳۱، مسلم ج ۱، ص ۲۹۰) کہ رسول اللہ ﷺ نے اور (خلیفہ اول) ابو بکرؓ اور (خلیفہ ثانی) عمر فاروقؓ خطبہ سے پہلے عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

صلاۃ العیدین کے متعلق چند مسائل

(۱) نماز عیدین کے لئے نہ اذان ہے نہ تکبیر۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۱، مسلم ج ۱ ص ۲۸۹)

(۲) اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی اور سب لوگ پڑھ چکے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی ہو تو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا ہے نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ (در مختار ج ا' ص ۱۱۶)

(۳) اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ (ایضاً)

(۴) عید الاضحیٰ کی نماز بے عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر بغیر عذر کے تاخیر کرنے سے نماز نہیں ہو گی۔ (ایضاً)

(۵) اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا کہ امام تکبیریں کہہ چکا تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا تو فوراً تکبیر تحریمہ کے بعد تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو' اور اگر رکوع میں شریک ہوا تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ تکبیروں سے فراغت کے بعد امام کے ساتھ رکوع میں مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں تسبیح کے بجائے تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے' اور اگر تکبیریں ختم ہونے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئیں وہ اسے معاف ہیں۔ (در مختار ج ا' ص ۵۶۰)

(۶) اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں نکل جائے تو جب وہ اس کو (جماعت ختم ہونے کے بعد) ادا کرنے لگے تو پہلے قرات کر لے اس کے بعد تکبیریں کہے۔ اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیریں کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہو جاتی ہیں اور یہ کسی صحابیؓ کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (در مختار ج ا' ص ۱۱۶)

(۷) اگر امام تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو حالت رکوع میں تکبیریں کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہو گی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اذدھام کے سجدہ سہو نہ کرے۔ (نور الایضاح ص ۵۱۔ بہشتی گوہر تلخیصاً)

صلاۃ التراویح کا بیان

نماز تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے سنت موکدہ ہے اور مردوں کیلئے یہ بھی مسنون ہے کہ مسجدوں میں نماز تراویح با جماعت ادا کریں۔ بہر حال رمضان المبارک میں قرآن مجید پڑھنے اور سننے کا شوق بڑھ جانا مومن کے لئے ایمان کی نشانی ہے۔ جو لوگ تراویح میں سستی کر جاتے ہیں بڑی خیر و برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: **من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه** (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ) یعنی جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان کے ساتھ ثواب کا یقین کرتے ہوئے نمازوں (یعنی تراویح) میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

با جماعت نماز تراویح سنت ہے

حضرت زید ابن ثابتؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ: **ان النبی ﷺ اتخذ حجرة فی المسجد من حصیر فصلی فیها لیالی حتی اجتمع علیه ناس ثم فقدوا صوته لیلة و ظنوا انه قد نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا أیها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰة المرء فی بیته الا الصلوٰة المکتوبة** (بخاری و مسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۱۱۴)

نبی کریم ﷺ نے (رمضان میں) مسجد میں بوریئے کا ایک حجرہ بنایا اور کئی راتیں اس میں (تراویح کے علاوہ نفل) نماز پڑھی (جب لوگ نماز کے لئے جمع ہو جاتے تو آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور فرائض و تراویح جماعت کے ساتھ پڑھتے) یہاں تک کہ (ایک روز بہت زیادہ) لوگ جمع ہو گئے (آنحضرتؐ چونکہ فرض نماز پڑھ کر حجرہ میں تشریف لے جا چکے تھے جیسا کہ آپ کا معمول تھا۔ کچھ دیر کے بعد جب باہر تشریف نہ لائے اس لئے) لوگوں نے آپؐ کی آہٹ محسوس نہیں کی۔ چنانچہ وہ یہی سمجھے کہ آپ سو گئے لوگوں نے کھنکارنا شروع کیا تا کہ آپؐ (بیدار ہوں اور نماز تراویح کے لئے) باہر تشریف لے آئیں (جیسا کہ آپ گزشتہ راتوں میں تشریف لاتے تھے) آنحضرت ﷺ نے (حجرہ سے باہر نکل

کر رہا اندر ہی سے) فرمایا کہ تمہارا کام جو میں دیکھ رہا ہوں برابر جاری رہے (یعنی جماعت سے تراویح پڑھنے کا اور عبادت کے معاملہ تمہارا یہ جذبہ ہمیشہ رہے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے (یعنی اگر میں ہمیشہ نماز تراویح جماعت سے پڑھتا تو یہ نماز تم پر فرض ہو جاتی) اور اگر یہ نماز فرض ہو جاتی تو تم اس کی ادائیگی سے قاصر رہتے لہٰذا اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ انسان کی بہترین نماز وہی ہے جسے اس نے اپنے گھر میں پڑھا ہو سوائے فرض نماز کے۔

(ف) آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لئے بوریئے کا ایک حجرہ سا بنا لیا تھا۔ اسی میں رمضان کی مبارک ساعتوں میں عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بوریئے کا یا اسی قسم کی کسی اور چیز کا معتکف بنا لینا ضرورت کی حد تک جائز ہے۔

یہ حدیث جہاں آنحضرت ﷺ کی امت کے حق میں شان رحمت کی غمازی کر رہی ہے کہ آپؐ نے نماز تراویح کی جماعت پر اس لئے مداومت نہیں فرمائی کہ کہیں امت کے لئے فرض ہی نہ قرار دی جائے جس سے امت کے لوگ تنگی و پریشانی میں مبتلا ہو جائیں۔ وہیں یہ حدیث اس بات کی بھی صریح دلیل ہے کہ تراویح کی نماز باجماعت پڑھنا سنت ہے۔

فان افضل الصلاۃ الخ..... انسان کی بہترین نماز وہی ہے جسے اس نے اپنے گھر میں پڑھا ہو۔ یہ حکم تمام سنن ونوافل نمازوں کے بارہ میں ہے کہ کوئی بھی سنت یا نفل نماز ہو سب سے بہتر وہی نماز ہے جسے نمازی نے عام نگاہوں سے بچ کر اپنے گھر میں پڑھا ہو۔

مگر وہ سنن ونوافل اس حکم میں شامل نہیں ہیں جو شعار اسلام میں سے ہیں' مثلاً نماز کسوف' نماز استسقاء اور نماز عیدین کیونکہ ان نمازوں کو میدان اور مسجد ہی میں پڑھنا ثابت وافضل ہے۔ نیز مسافروں کے لئے بیت اللہ اور مسجد نبوی بھی اس حکم میں شامل نہیں' کیونکہ مسافروں کو یہ موقع کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۱۳۹ تلخیصاً)

تراویح تعریف

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ بمعنی ایک دفعہ آرام کرنا' جیسے تسلیمہ بمعنی ایک دفعہ سلام پھیرنا۔ اور رمضان کی راتوں میں باجماعت نماز کو تراویح کہا

جا تا ہے اس مناسبت سے کہ ابتداء ًجب صحابہ کرامؓ کا اتفاق اس امر پر ہوا تو وہ ہر دو سلاموں کے بعد (یعنی چار رکعت کے بعد) کچھ آرام کرتے تھے۔ (فتح الباری شرح بخاری کتاب الصلوٰۃ التراویح)

(ف) واضح رہے کہ لفظ ''تراویح'' کا صیغہ خود بتلا رہا ہے کہ تراویح رکعات آٹھ سے زائد ہیں چونکہ چار رکعت ایک ترویحہ' اور آٹھ رکعت ترویحتین' بارہ اور اس سے زائد رکعات تراویح کہلاتے ہیں۔ (از نماز پیمبر ﷺ ص ۲۴۸)

نماز تراویح خلفائے راشدین کے دور میں

دور صدیقیؓ میں تراویح کا معمول حسب سابق رہا اور لوگ اپنے اپنے طور پر عبادت کر کے چلے جاتے تھے۔

دور فاروقیؓ رمضان کی تمام راتوں میں عشاء کی فرائض کے بعد وتروں سے پہلے با جماعت نماز تراویح میں قرآن کریم مکمل کرنے کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوا اور بیس رکعت تراویح پڑھی جانے لگی اور حضرات صحابہ کرامؓ نے اسی کیفیت پر اسی تعداد میں تراویح پڑھیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن القاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان المبارک میں مسجد گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروپوں میں علیحدہ علیحدہ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں کوئی تو اکیلا پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شریک ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا ہے' پس آپؓ نے سب کو حضرت ابی ابن کعبؓ کے اقتداء میں جمع کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم دوسرے دن نکلے اور دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ''یہ بڑا اچھا طریقہ ہے''۔ (موطا امام مالکؒ ماجاء فی قیام رمضان)

حضرت یزید ابن رومانؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں رمضان میں حضرات صحابہ کرامؓ تیئیس رکعت ادا فرماتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر)

امام ابن تیمیہؒ کی تحقیق

جب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا تو وہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ (الفتاویٰ المصریہ ج ۲' ص ۴۰۱)

حضرت عمرؓ نے سب صحابہ کرامؓ کو حضرت ابی ابن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا اور حضرت عمرؓ خلفاء راشدین میں سے ہیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے

علیکم بسنتی وسنه الخلفاء الر اشدین المهد یین من بعد ی عضوا علیها بالنواجز یعنی الا ضر اس لا لها اعظم فی القو ة وهذا الذ ی فعله هو سنته

(فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲۲' ص ۲۳۴)

تم لوگ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ اور اسی کو ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوط سے پکڑے رکھو۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ڈاڑھوں کا ذکر اس لئے کیا کہ ڈاڑھوں کی گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ الغرض حضرت عمرؓ کا یہ اقدام عین سنت ہے۔ دور عثمانیؓ میں بھی بیس رکعت تراویح کا معمول رہا۔ حضرت سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کے دور خلافت میں حضرات صحابہؓ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور ایک سو سے زائد آیت والی سورتیں (یعنی لمبی لمبی قرات) پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں تو بعض لوگ شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔ (رواہ بیہقی' عدد رکعات القیام فی رمضان) اس روایت کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ (آثار السنن)

حضرت علیؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا حضرت عبد الرحمٰن بن ابی سلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں' حضرت عبد الرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ وتر حضرت علیؓ پڑھاتے تھے۔ (رواہ بیہقی عدد رکعات القیام فی رمضان)

جمہور صحابہؓ اور اہل مکہ کا عمل

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور اہل علم کا مسلک وہی ہے جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ ابن مبارکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس

رکعات پڑھتے دیکھا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۹۹)

اجماع اسلاف امت

حضرت ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ کے ہاں پسندیدہ عمل بیس رکعات کا ہے اور حضرت ثوریؒ بھی یہی کہتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ کو حضرت ابی ابن کعب کی اقتداء میں جمع کیا تو وہ بیس رکعات پڑھتے تھے۔ نیز امام احمدؒ کا استدلال حضرت علیؓ و حضرت یزید کی روایات سے ہے۔ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جس چیز پر حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ عمل پیرا رہے ہوں وہی اتباع کے لائق ہے۔ (ملخص المغنی ج ۲ ص ۱۳۹)

بعض شبہات کا مختصر ازالہ

(۱) گزشتہ سطور میں گزرا ہے کہ تراویح کے معاملہ میں حضرات صحابہ کرامؓ پورے رمضان کی بیس رکعات تراویح بعد از نماز عشاء مسجد میں پڑھتے تھے۔ مگر بعض لوگ ان سب تفاصیل سے متفق ہیں لیکن تعداد تراویح کے معاملہ میں وہ حضرات صحابہ کرامؓ پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے ذاتی فہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ مثلاً وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ "حضرت ابوسلمہ" نے ام المومنین حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیا ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعات سے زائد (تہجد) نہ پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے جن کے حسن وطول کا کیا کہنا پھر چار رکعت پڑھتے تھے جن کے حسن وطول کا کیا کہنا، پھر تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپؐ وتروں سے پہلے نیند کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۵۴) اس روایت کو آٹھ رکعت تراویح کے لئے بنیاد بنانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن یہ حدیث تراویح پر منطبق نہیں ہوتی کیونکہ

:(۱) تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے اور اس حدیث میں ایسی نماز کا ذکر ہے جو رمضان کے علاوہ بھی پڑھی جاتی ہے الفاظ حدیث "فی رمضان ولا فی غیرہ" سے بھی واضح ہوتا ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔

(۲) اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ تراویح اور تہجد دو علیحدہ چیزیں ہیں' چونکہ حضرات صحابہ کرامؓ نے آٹھ رکعات والی تہجد کی اس حدیث کے باوجود بیس تراویح پڑھیں۔ اگر رمضان میں تہجد و تراویح ایک ہی چیز ہوتی تو حضرات صحابہ کرامؓ اس حدیث کی وجہ سے آٹھ تراویح پڑھتے۔ کیونکہ وہ تو ایک ذرا سی چیز میں بھی آپ کی مخالفت نہ کرتے تھے۔

(۳) اس حدیث میں چار چار رکعات نماز کا ذکر ہے اور تراویح تو بالاتفاق دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کو تراویح پر منطبق کرنا صحیح نہیں ہے۔

(ب) آٹھ رکعات تراویح کے قائلین کا سہارا بالآخر حضرت جابرؓ کی روایت ہے جو کہ علماء حدیث کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

عن جابرؓ قال رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات (ابن خزیمہ' ابن حبان)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات پڑھیں یہ روایت اس قدر ضعیف و منکر ہے کہ اس سے استدلال کیا ہی نہیں جا سکتا چونکہ اس میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے۔ جس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے۔ قال ابو داؤد عندہ مناکیرہ : ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روایتیں ہیں۔ ذکرہ الساجی والعقیلی فی الضعفاء : ساجیؒ اور عقیلیؒ نے اس کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ قال ابن عدی احادیث' غیر محفوظة ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں۔ (تہذیب التہذیب' حرف العین) اسلاف صحابہؓ و اسلاف تابعین اور جمہور فقہائے امت کا بھی بیس رکعت تراویح پڑھنے کا معمول رہا ہے اور حرمین شریفین میں آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔

''صلوٰۃ الخسوف'' اور ''صلوٰۃ الکسوف'' کا بیان

مشہور اہل لغت اور اہل علم کے قول کے مطابق ''خسوف'' چاند گرہن کو کہتے ہیں اور ''کسوف'' سورج گرہن کو کہتے ہیں۔

رحمت للعالمین نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ نظام فلکیات اللہ تعالیٰ کے منظم اصول کے تابع ہے اور چاند و سورج کا گرہن لگنا عجائبات قدرت باری تعالیٰ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ نے سورج یا چاند کو مکمل یا جزوی طور پر

تھوڑے وقت کے لئے بے نور کیا ہے۔ جب چاہے گا مکمل بے نور کر دے گا اور جس طرح یہ گرہن لگانے یا ہٹانے میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں اسی طرح باقی کائنات میں بھی کسی کا کچھ اختیار نہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اسی کی عبادت کرو، اسی سے ڈرو اور جب بھی کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے تو اللہ جل شانہ کو پکارو۔

نیز آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو خصوصاً اور انسانیت کو عموماً توہم پرستی جاہلانہ افکار کی ظلمتوں سے نکال کر ایک کائناتی حقیقت سے روشناس کرایا کہ کسی کی موت وحیات کے افسوس یا خوشی میں یہ گرہن نہیں لگتا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ہر ذرہ کو اپنے منظم و مستحکم نظام سے منسلک کر رکھا ہے اور جب وہ خود اس نظام کے تسلسل میں ذرا سا فرق بھی ڈالتے ہیں تو موجودات پر اس کا اثر ایک منطقی عمل ہے کہ کسی کی بینائی ضائع ہوگئی، کسی کا حمل ساقط ہوگیا، کسی پر عجیب وغریب مرض کا حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں محفوظ رکھیں اور جس کو چاہئیں مبتلا کر دیں۔

سورج و چاند گرہن کے وقت عملیات

اسی لئے رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جونہی سورج گرہن ہو تو دو رکعت نماز پڑھو اور اگر اوقات مکروہہ ہوں پھر نماز نہ پڑھو بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل وتکبیر، نیز استغفار میں مشغول ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں امن وسلامتی کی دعا مانگو یہاں تک کہ سورج وچاند اپنی طبعی حالت پر آ جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع حدیث ہے

ان رسول اللہ ﷺ قال ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد من الناس ولکنهما ایتان من آیات اللہ تعالی فاذا رایتموه فصلوا حتی یکشف اللہ مابکم (مسلم ج ۱ ص ۲۹۹)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک سورج وچاند کسی کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، البتہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جب تم یہ کیفیت دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر نماز پڑھو یہاں تک کہ سورج یا چاند اپنی حالت پر آ جائیں۔

سورج گرہن کی نماز مسنون ہے

سورج گرہن کی نماز بالاتفاق جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے۔ احناف کے نزدیک سورج گرہن کی نماز دو رکعت با جماعت بغیر خطبہ کے ہے، چاند گرہن کی نماز بھی دو رکعت ہے مگر اس میں جماعت نہیں ہے بلکہ ہر شخص الگ الگ یہ نماز پڑھے اور بہتر ہے کہ گھر میں ہی ادا کرے اور دعا و استغفار میں لگا رہے یہاں تک کہ چاند اپنی حالت پر آ جائے۔

چند مسائل

(۱) صلوٰۃ الکسوف (سورج گرہن کی نماز) کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔ (بہشتی گوہر) کیونکہ ذخیرۂ احادیث میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔

(۲) سورج گرہن کے وقت جماعت میں قرات باواز بلند نہیں بلکہ آہستہ آواز سے پڑھائی جائے۔ (از افادات ابوداؤد، ترمذی کذا فی المشکوۃ ۱۳۰)

(۳) صلوٰۃ الکسوف میں طویل قیام و رکوع اور سجود مسنون ہے۔ (بخاری و مسلم المشکوۃ ۱۳۰)

صلاۃ الاستخارہ کا بیان

جب بھی کوئی اہم کام درپیش ہو تو دو یا چار رکعت نماز نفل پڑھ کر دعائے استخارہ کرتا رہے انشاء اللہ العزیز اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت شرح صدر ہو جائے گا۔ اگر کسی ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک و تردد ہو مثلاً کہیں سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اس قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے۔

کھانے پینے یا اس قسم کے دوسرے مقرر و معین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ تعین وقت یا حالت مخصوص کے اعتبار سے ہوگا۔ واجب اور مستحب امور کی ادائیگی یا حرام اور مکروہ چیزوں کے چھوڑنے کے سلسلہ میں استخارہ نہیں کرنا چاہئے۔

بعض بزرگوں کے تجربہ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ اگر رات کو سونے سے پہلے سات

دن تک یہ عمل کیا جائے تو انشاء اللہ العزیز اس دوران متعلقہ کام کی بابت خواب میں کچھ اشارہ ہو جائے گا' یا پھر طبیعت کا میلان ورجحان کسی ایک طرف ہو جائے گا۔ بس اب وہی کام کرلے انشاء اللہ تعالیٰ اسی میں خیر و بھلائی ہوگی۔

دعائے استخارہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمیں ہر کام میں استخارہ کر لینا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کریم کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے' آپؐ فرماتے کہ تم میں سے جب کوئی کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت (نفل) نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِی اَوعَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ (بخاری' ترمذی ج ا ص ۶۳)

اے اللہ میں تیرے علم کے وسیلہ سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (نیک عمل کرنے کی) تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی (ہر چیز) پر قادر ہے۔ میں (تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قادر نہیں ہوں تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یعنی مقصد) میرے لئے میرے دین میں' میری دنیا میں' میری زندگی اور آخرت میں'' یا اس جہاں میں اور اس (یعنی آخرت کے) جہاں میں'' بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیا فرمادے اور اسے میرے لئے آسان فرمادے۔ پھر اس میں میرے واسطے برکت دے اور اگر تو اس امر (یعنی مقصد و مراد) کو میرے دین' میری زندگی اور آخرت میں یا اس جہاں اور اس جہاں (آخرت میں) برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر

دے اور میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مہیا فرما پھر اس کے ساتھ مجھے راضی رکھ۔

(ف) استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہہ کے استخارہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے' اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے تاہم قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے۔

ایک مختصر استخارہ

ایک روایت میں یہ مختصر الفاظ استخارہ بھی منقول ہیں۔ اَللّٰهُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْ لِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اخْتِیَارِیْ اے اللہ (مرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر ہو اسے) میرے لئے پسند فرما اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔

استخارہ برائے نکاح

اگر نکاح کے بارے میں استخارہ کرنا ہو تو جہاں پیغام دیا ہے اس کو پوشیدہ رکھے اور اچھی طرح وضو کر کے (دو یا چار رکعت) جو مقدر ہو نماز پڑھے۔ اس کے بعد اللہ کی تعریف اور اس کی عظمت و بزرگی بیان کرے۔ پھر اللہ پاک کی بارگاہ میں یوں عرض کرے

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ فَاِنْ رَأَیْتَ اَنَّ فِیْ (فُلَا نَۃٍ وَیُسَمِّیْهَا بِاِ سْمِهَا) خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَا یَ وَ اٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْهَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُهَا خَیْرًا مِنْهَا لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ اٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْهَا لِیْ (حصن حصین بحوالہ ابن حبان' حاکم عن ابی ایوب الانصاری)

''اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا خوب جاننے والا ہے پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس کا نام لے میرے لئے دین و دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے اور اگر اس کے علاوہ (کوئی دوسری عورت) میرے دین اور آخرت کے لئے بہتر ہو تو اسی کو میرے لئے مقدر فرما۔

(ف) () بریکٹ میں جو عبارت ہے اس کی جگہ اس عورت کا نام لے جس کے لئے پیغام بھیجا ہو۔

صلوٰۃ التہجد کا بیان

نماز تہجد نفل نماز ہے جو کہ بعد عشاء کچھ دیر نیند کر کے رات کے آخری تہائی حصہ میں آٹھ رکعت (کم سے کم چار جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے) پڑھی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا معمول آٹھ رکعت تہجد پڑھنے کا تھا اور کبھی کبھی چار یا بارہ رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔

صلوٰۃ التہجد کی فضیلت

قرآن وحدیث میں نماز تہجد کی بڑی فضیلت آئی ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَّالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (سورۃ فرقان آیت ۶۳،۶۴)

اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات چیت کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں صاحب سلامت (یعنی رفع شر کی بات کہتے ہیں) اور راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں لگے رہتے ہیں۔

حضرت ابوامامہؓ کی مرفوع حدیث ہے: قال رسول اللہ ﷺ علیکم بقیام الیل فانہ داب الصالحین وھو قربۃ لکم الی ربکم ومکفرۃ للسیئات ومنھاۃ عن الاثم (ترمذی المشکوۃ ص ۱۰۹) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیام لیل (یعنی نماز تہجد کا اہتمام کیا کرو) کیونکہ یہ سلف صالحین کا طریقہ ہے اور قرب الٰہی کا سبب ہے اور گناہوں کے دور کرنے کا سبب ہے اور گناہ سے روکنے (حفاظت) کا سبب ہے۔

نماز تہجد کا وقت

نماز تہجد کا بہترین وقت رات کا آخری حصہ ہے اور صبح تک ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی دعا کرنے والا میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے مانگنے والا کہ میں اس کو عطاء کروں' کون ہے بخشش کا طلبگار کہ میں اس کو بخش دوں۔ (بخاری ومسلم) ترمذی صفحہ ۵۹ میں یہ اضافی الفاظ بھی ہیں " حتی یضیئی الفجر "یعنی طلوع فجر تک یہی کیفیت باقی رہتی ہے۔

صلاۃ الضحیٰ (یعنی نماز اشراق و چاشت) کا بیان

ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں ایک نماز "اشراق" اور دوسری "نماز چاشت" کہلاتی ہے۔ عربی میں ان دونوں نمازوں کو ضحوۃ صغریٰ اور ضحوی کبریٰ کہتے ہیں۔

نماز اشراق اور نماز چاشت کا وقت

طلوع آفتاب سے تقریباً بیس منٹ بعد جب مکروہ وقت ختم ہو جاتا ہے' پہلے پہر تک جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے اصطلاح میں نماز "اشراق" کہتے ہے۔

اور جب آفتاب بلند ہو جائے اور دھوپ اتنی زیادہ پھیل جائے کہ دوسرا پہر شروع ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے اصطلاح میں نماز "چاشت" کہتے ہیں۔

نماز اشراق و چاشت کی تعداد رکعات

نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔

اور جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ ظہر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو آنحضرت ﷺ چار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

نماز اشراق کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں ہیں۔ اسی طرح نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا عام معمول چار رکعت پڑھنے کا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہؓ صدیقہ منقول ہے

اور اکثر علماء کرام کے نزدیک بھی مختار چار رکعتیں پڑھنا ہے

نماز ضحیٰ کی فضیلت احادیث میں بہت آئیں ہیں اور اکثر علماء کرام کے قول کے

مطابق مستحب ہے۔

نماز اشراق کی فضیلت

حضرت معاذؓ بن انس جہنی کی مرفوع حدیث ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ من قعد فی مصلاہ حین ینصرف من صلاۃ الصبح حتی یسبح رکعتی الضحی لا یقول الا خیرا غفر لہ خطایاہ وان کانت اکثر من زبد البحر (ابو داود ج ۱ ص ۱۸۲) رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ (آفتاب طلوع اور بلند ہونے کے بعد) ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھے اور ان دونوں نماز فجر اور نماز اشراق کے درمیان نیک کلام کے علاوہ دوسری بات نہ کرے تو اس کے تمام گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ دریا کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(ف) "من قعد" "جو شخص بیٹھا رہے۔ بطور تمثیل کے فرمایا گیا ہے ورنہ تو یہاں ذکر اللہ اور نیک کاموں میں مشغول رہنا مراد ہے۔ مثلاً علم سیکھنے سکھانے' وعظ و نصیحت اور بیت اللہ کا طواف کرنا وغیرہ۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر پریشانی ہو یا یہ کہ ریا ءنمائش کا وسوسہ پیدا ہونے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں کہیں خلوت میں جا کر عبادت و ذکر اللہ میں مشغولیت اختیار کی جائے علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایسے مواقع پر قبلہ رو خ بیٹھنے کو ضروری سمجھا جائے اور اگر نیند کا غلبہ ہونے لگے تو دفع کیا جائے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو دن کے شروع حصہ میں چار رکعت خالص طور پر میرے لئے پڑھ لیا کر میں دن کے آخر تک تیری کفایت کروں گا۔" (ترمذی ج ۱ ص ۶۲)

اس روایت کو امام ابوذرؓ نے حضرت نعیم ابن ہمار غطفانیؓ سے نقل کیا۔ (ابوداود ج ۱ ص ۱۸۲)

ترمذی میں ایک دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص "ضحیٰ" کی دو رکعتوں پر محافظت کرتا (یعنی ہمیشہ پڑھتا) ہے تو اس کے تمام (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۳)

نمازِ ضحیٰ (چاشت) میں آنحضرتؐ کی نماز کی رکعتوں کی تعداد

حضرت معاذہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ کم کان رسول اللہ ﷺ صلاۃ الضحی قالت اربع رکعات ویزید ما شاء اللہ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۹)

رسول اللہ ﷺ نمازِ ضحیٰ کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ چار رکعتیں پڑھتے تھے اور (کبھی) اس سے زیادہ بھی جس قدر اللہ چاہتا تھا پڑھتے تھے۔

نماز چاشت

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ بھی ایسی تھی جیسا کہ ترمذی میں بروایت ابو سعید خدریؓ منقول ہے۔ اکثر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا بھی اسی طرح کا عمل تھا۔

صلوٰۃ الاوّابین کا بیان

مغرب وعشاء کا درمیانی وقت بہت قیمتی شمار کیا گیا ہے اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس میں کچھ نوافل پڑھ لینا باعث اجر وثواب ہے۔ قرآن پاک میں ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ... الآیہ (السجدۃ ۱۶) ان کے پہلو سونے کی جگہ سے جدا رہتے ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: انها نزلت فی ناس من اصحاب رسول اللہ ﷺ کانو یصلون ما بین المغرب والعشاء (زاد المیسر ج ۶ ابن جوزی) یہ آیت صحابہؓ کی تعریف میں نازل ہوئی جو مغرب وعشاء کے درمیان نفلی نماز پڑھتے تھے۔ محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ نے قیام اللیل ص ۵۶ پر بہت سے صحابہ کرامؓ کا عمل نقل کیا ہے کہ وہ اس وقت میں نوافل پڑھتے تھے۔ (ماخوذ از نماز پیمبرؐ)

صلوٰۃ الاوابین کی فضیلت

حضرت عمار بن یاسرؓ کے بیٹے محمد بن عمارؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ (وہ کثرت میں) سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ (معارف الحدیث بحوالہ معجم طبرانی)

صلوٰۃ الحاجت کا بیان

زندگی کے علمی یا عملی میدان مین کوئی مشکل پیش ہو تو یہ کوئی عجیب نہیں، چونکہ مخلوق کی طاقت واختیارات محدود ہیں۔

لہٰذا جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے، خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بالواسطہ کسی بندے سے ہو تو ایسی مشکلات وحاجات کے لئے ہمیں ایسی ذات کا سہارا لینا ہوگا جس کے سامنے کوئی مشکل، مشکل نہ ہو۔ جس کی طاقت وقدرت کی انتہا نہیں وہ صرف اللہ جل شانہ کی ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی کو خواہ نبی ورسول ہوں یا صحابی یا ولی نیک لوگ، مشکلات ومصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ اور جو خود مبتلائے مشکل ہو وہ کسی کی مشکل کشائی کیا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی مشکل ضرورت کے وقت اللہ جل شانہ کو پکارا۔ قرآن وحدیث میں ایسے واقعات بھرے پڑے ہیں

مشکل کشا حاجت روا صرف اللہ ہی کی ذات ہے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (سورۃ ال عمران پ ۴) اور مدد ہے صرف اللہ کی طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

لہٰذا مسلمان صرف اللہ جل شانہ ہی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتا ہے کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اس سے مدد چاہتا ہے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت "صلاۃ الحاجت" پڑھ کر خوب عاجزی وزاری سے دعا کریں یقیناً اللہ جل شانہ مشکل

رفع فرمائیں گے۔

حضرت ابودرداؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ أن النبی ﷺ قال من توضأ فأبلغ الوضوء ثم صلی رکعتین یتمهما أعطاه الله ما سأل معجلا او مؤجلا (مسند احمد) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز (صلوٰۃ الحاجت) پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا کرے گا جلد یا بدیر (جیسے اس کی حکمت ہوگی)

صلوٰۃ الحاجت کا طریقہ

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی کی طرف کوئی حاجت ہو تو اسے چاہئے کہ (پہلے) احسن طریقے سے وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیج کر پھر یہ دعا پڑھے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (ترمذی عن عبد اللہ بن اوفیؓ ج ۱ ص ۶۳)

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ بردبار اور بخشش کرنے والے کے، پاک ہے اللہ جو مالک ہے عرش عظیم کا، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے سارے جہانوں کا، اے اللہ میں تجھ سے ان چیزوں کو مانگتا ہوں جن پر تیری رحمت ہوتی ہے، اور جو تیری بخشش کا سبب ہوتی ہیں، اور مانگتا ہوں اپنا حصہ ہر نیکی سے، اور بچنا چاہتا ہوں ہر گناہ سے، اللہ میرے کسی گناہ کو بغیر بخشے ہوئے اور کسی غم کو بغیر دور کئے ہوئے اور کسی حاجت کو جو تیرے نزدیک پسند ہو بغیر پورا کئے ہوئے نہ چھوڑ، اے بہت رحم کرنے والے رحم کرنے والوں سے۔

(ف) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیج کر اور مذکورہ دعائیہ کلمات پڑھ لینے کے بعد جو حاجت وضرورت ہو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں پیش کرے، یعنی اللہ تعالیٰ سے مقصد برآری کیلئے دعا کرے۔

حاجت روائی اور مقصد برآئی کے لئے ''صلوٰۃ الحاجت'' بہت مجرب ہے۔

نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنے کا جواز

نماز تہجد و اشراق اور دیگر نمازیں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اگر بیٹھ کر پڑھنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے مگر اس کا ثواب نصف ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔
قال صلوۃ الرجل قاعدا نصف الصلوٰۃ.... (مسلم ج ۱، ص ۲۵۳) آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا نصف نماز کے برابر ہے

(ف) یعنی اگر کوئی شخص نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنا چاہے تو جائز ہے لیکن ثواب نصف ہوگا، مگر فرض نمازیں نہیں پڑھ سکتا یہ کہ کوئی تکلیف یا بیماری یا کوئی عذر ہو تو جب تک عذر ہے بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن شفیق العقیلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے بتایا کہ آپؐ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور دوسرا طویل حصہ بیٹھ کر اور اگر کھڑے ہو کر (فاتحہ وسورۃ) قرات ہوتی تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے تھے اور اگر بیٹھ کر قرات ہوتی تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۵۲)

صلوٰۃ التوبہ کا بیان

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مرفوع حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ **قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من رجل یذنب ذنبا ثم یستغفر اللہ الا غفر اللہ لہ ثم قرأ ھذہ الایۃ: والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکرو اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصر و علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون** (ابو داود ج ۱، ص ۲۱۳) (آیت سورہ ال عمران پ ۴) میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے (یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیتا ہے، پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی

''اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی بے جا حرکت کر بیٹھتے یا اپنے ہی حق میں کوئی ظلم کر

ڈالتے ہیں تو اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور یہ لوگ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں (کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی سچی توبہ قبول فرماتا ہے)

(ف) یعنی ایمان والے لوگ جب بتقاضائے بشریت کسی خطا و لغزش اور گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ایمان و یقین سے بھرپور ان کا ضمیر انہیں متنبہ کرتا ہے وہ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اس کی عبادت کر کے اس سے اپنی لغزش کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ جل شانہ ایسے لوگوں کو جو اپنے گناہوں پر ندامت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا عزم رکھتے ہوں معاف فرما دیتا ہے۔

فیحسن الطھور کا مطلب تو یہی ہے کہ جس سے گناہ ہو گیا ہو تو وہ اچھی طرح سے وضو کر کے "صلوٰۃ التوبہ" یعنی نماز توبہ پڑھے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ غسل کرے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۸۶۱)

توبہ واستغفار کی فضیلت

توبہ واستغفار جہاں گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے وہاں دوسرے بہت سے فوائد کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح پ ۲۹) ترجمہ: اور میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے گناہ بخشواؤ وہ بڑا بخشنے والا ہے، کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مالوں اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ توبہ واستغفار بارش کے آنے اور طاقت اور قوت میں اضافہ ہونے اور مال اور اولاد کے بڑھنے اور باغات و نہریں نصیب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص توبہ واستغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنا دیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمائیں گے اور اس کو

ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد ج ا ص ۲۱۲)

صلوٰۃ الجنازہ کا بیان

دنیا میں ہر انسان کی زندگی طے شدہ ہے۔ مقررہ وقت پر اسے دنیا سے قبر والے گھر یعنی آخرت کی طرف منتقل ہونا ہے اس انتقال کا طبعی صدمہ میت کے احباب واقرباء کو ہوگا۔ اس پریشانی کے عالم میں ضرورت ہے کہ ہر عمل شریعت کی ہدایت کے مطابق ہو اور بدعات ورسوم وقبائلی رواج سے مکمل اجتناب کیا جائے ورنہ سب محنت اکارت جائے گی اور بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔

آخری لمحات کا مسنون عمل

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لقنوا موتا لکم لا الہ الا اللہ (صحیح مسلم ج ا ،ص ۳۰۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ قریب المرگ ہوں انہیں (کلمہ) لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

(ف) تلقین، کے معنیٰ ہیں پڑھنا، یہاں تلقین سے مراد ہے قریب المرگ کے سامنے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے مگر مرنے والے سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے کیونکہ شیطان اس وقت گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش میں ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے تم مرنے والے کے پاس صورت یٰس پڑھو (ابوداؤد ج ۲ ص ۴۴۵)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ (ابوداؤد عن معاذ بن جبلؓ ج ۲ ص ۴۴۴) جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

موت کے بعد مسنون عمل

مرنے کے بعد اگر آنکھیں کھلی ہوں تو بند کر دی جائیں۔ ٹھوڑی کو پٹی سے باندھ دیا جائے اور بقیا اعضاء کو سیدھا کر دیا جائے اور چونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے خاص فرشتے موجود ہوتے ہیں اور دعا کرنے والوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں لہذا ایسے موقع پر کسی کو بددعا نہ دی جائے بلکہ مرنے والے کے لئے اور اپنے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور جتنا جلدی

ہو سکے میت کو غسل اور کفن پہنانے کے بعد جنازہ کا اہتمام کیا جائے۔

صلوٰۃ الجنازہ و تدفین میں شرکت کا اجر و ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے (یعنی شریعت پر عمل کرنے) کی حیثیت سے اور طلب ثواب کی خاطر اور جنازہ کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کی تدفین سے فراغت پائے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور تدفین میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے (بخاری و مسلم، المشکوۃ ص ۱۴۴)

(ف) قیراط، دینار کے بارہویں حصے کو کہتے ہیں یہاں قیراط سے مراد حصہ عظیم، یعنی بڑا انبار ہے جس کو احد پہاڑ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

صلوٰۃ الجنازہ فرض کفایہ ہے۔

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو سب کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جائے گی ورنہ بصورت دیگر سب ہی گناہ گار ہوں گے۔ (مظاہر حق ج ۲ ص ۱۰۷)

صلوٰۃ الجنازہ کی شرائطِ صحت

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) طہارت میت یعنی میت کا نہلایا ہوا ہونا (۳) جنازہ کا نمازیوں کے آگے رکھا ہوا ہونا۔

تیسری شرط کا مطلب یہ ہوا کہ نہ تو جنازہ کی نماز غائبانہ پڑھنا جائز ہے اور نہ اس جنازہ کی نماز جائز ہے جو جانور کی پیٹھ پر یا لوگوں کے کاندھے پر ہو اسی طرح اس جنازے کی نماز بھی جائز نہیں جو نمازیوں کے پیچھے رکھا ہوا ہو۔ ایضاً

اگر کوئی میت بغیر نہلائے دفن کردی جائے اور اسے قبر کھولے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں طہارت کی شرط ساقط ہو جاتی ہے لہذا اس کی نماز جنازہ نہلائے بغیر ہی اس کی قبر پر ادا کی جائے اور اگر میت کا باہر نکالنا ممکن ہو تو پہلے اسے نکال کر نہلایا جائے پھر اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے اگر نادانستہ طور پر بغیر غسل کے کسی میت کی نماز جنازہ ادا

کردی گئی اور پھر قبر کھودے بغیر اسے باہر نکال کر غسل دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ دوبارہ ادا کی جائے۔(مظاہر حق ج ۲ مستفاد از بخاری باب الصلوۃ علی القبر بعد مایدفن)

ارکان صلوٰۃ جنازہ

نمازہ جنازہ میں دو رکن ہیں (۱) تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیریں کہنا (بخاری ج ۱ص ۱۷۷) پس تکبیر تحریمہ بھی اس میں رکن ہے شرط نہیں (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا (بخاری و مسلم عن سمرہ بن جندبؓ)

بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی تو (جائز) نہ ہوئی لیکن اگر عذر ہو تو جائز ہے۔(زبدۃ الفقہ حصہ دوم)

صلوٰۃ جنازہ کی سنتیں اور چند مسائل

نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت موکدہ ہیں (۱) پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا یعنی سبحانک اللھم الخ، پڑھنا (۲) دوسری تکبیر میں نبیا پر درود پڑھنا (۳) تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرنا (موطا امام مالک) ان تینوں سنتوں میں ترتیب بھی سنت ہے(زبدۃ الفقہ؛ بہشتی زیور)

مسئلہ نمازہ جنازہ کے لئے میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو ۔(بخاری ج ۱ص ۱۷۷ و مسلم ج ۱ص ۳۱۱)

مسئلہ: صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہیے (ابوداؤد)

مسئلہ: جن چیزوں سے نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی (بخاری باب سنتہ الصلوۃ علی الجنائزۃ)

مسئلہ: اگر نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وقت نہ ملے تو تیمم کر کے نمازہ جنازہ میں شریک ہو جائے (تیسیر الباری شرح بخاری بحوالہ ابن ابی شیبہ)

مسئلہ: جو بچہ پیدائش کے بعد مر جائے اس کو غسل بھی دیا جائے اور اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے خواہ چند لمحے ہی زندہ رہا ہو۔ لیکن جو بچہ مردہ پیدا ہوا ہو اس کا جنازہ نہیں۔ (بخاری ج ۱ص ۱۸۱) اسے نہلا کر اور کپڑے میں لپیٹ کر بغیر جنازہ کے دفن کیا جائے مگر نام اس کا بھی رکھنا چاہیے۔

صلوٰۃ الجنازہ کا مفصل طریقہ

نماز جنازہ کا مستحب و مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے وسط میں رکھا جائے اور امام میت کے سینہ کے مقابل قبلہ رخ کھڑا ہو اور لوگ پیچھے صف بنائیں اور سب لوگ یہ نیت کریں کہ میں نماز جنازہ پڑھنے کی نیت کرتا ہوں جو اللہ کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے نیز مقتدی امام کی اقتداء کی نیت بھی کرے۔

پھر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر امام بلند آواز سے تکبیر (اللہ اکبر) کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہیں۔ پھر دونوں ہاتھ مثل نماز کے (یعنی ناف پر) باندھ لیں پھر دوسری نمازوں کی طرح ثناء پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

لیکن اس ثنا میں وتعالیٰ جدک کے بعد وجل ثنائک زیادہ کرنا بہتر ہے، پھر دوسری مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں آخری قعدہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

پھر تیسری تکبیر (اللہ اکبر) اسی طرح بغیر ہاتھ اٹھائے امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہیں اور اپنے اور میت اور تمام مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کریں، جو دعائیں احادیث میں ہیں ان میں سے پڑھنا بہتر ہے۔ مشہور دعا جو عام طور پر پڑھی جاتی

ہے (میت بالغ مرد کی ہو یا عورت کی) وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے اسے ایمان پہ موت دے۔ مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، کذا فی المشکوٰۃ ج۱ ص۱۴۶۔

صحیح مسلم میں یہ دعا بھی منقول ہے، جو بہت ہی جامع ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَکْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ.

اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر اور اس کی مہمانی عزت کے ساتھ کر اور اس کی قبر کو وسیع کر دے اور اس کے گناہ پانی برف اور اولے سے دھو دے اور اس کو خطاؤں سے اس طرح معاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کے گھر سے اچھا گھر بدل دے اور اس کے گھر والوں سے اچھے گھر والے بدل دے اور اس کے جوڑے سے اچھا جوڑا بدل دے اور اس کو جنت میں داخل فرما اور اس کو قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے بچا (صحیح مسلم ج۱ ص۳۱۱)

اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ نے ردالمختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی ملا کر رکھا ہے ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے حضرات فقہاء نے نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔

اگر میت ایسے مجنون مرد کی ہے، جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا ہو یا نابالغ لڑکے کی ہو تو مذکورہ بالا دعا کے بجائے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

اے اللہ اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا بنا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے۔

اگر میت ایسی مجنون عورت جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوئی یا نابالغ لڑکی ہو تو

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً

اے اللہ اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنا۔

دعا کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر امام چوتھی تکبیر (اللہ اکبر) بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں اور سلام پھیر دیں، دوسرے سلام کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔ (زبدۃ الفقہ حصہ دوئم)

مسئلہ: ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی (کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ کر) پڑھی جائے تب بھی جائز ہے (بہشتی گوہر)

مسئلہ: میت کے متعلق چھ شرطیں ہیں۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا، پس کافر اور مرتد کی نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔ مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز جنازہ صحیح ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص بادشاہ حق کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں ہے۔

(۳) ڈاکہ زنی کرتے ہوئے قتل ہو جائے، اس کی بھی نمازِ جنازہ نہیں۔

(۴) البتہ اگر لڑائی کے دوران قتل نہیں ہوئے بعد لڑائی کے یا بعد اپنی موت سے مر جائیں تب ان کی نماز ہوگی۔

(۵) اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ کو قتل کیا پھر اس کی سزا میں مارا جائے تو اس کی بھی نماز جنازہ نہیں۔

(۶) جس شخص نے خودکشی کی ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔ (درمختار ج ۱)

صلوٰۃ الجنازہ کے بعد دعا مانگنا

نمازِ جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے، کیونکہ نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت سے کہیں بھی ثابت نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

(۱) ایک حدیث میں ہے کہ جنازے کو تیز لے جایا کرو............الخ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ) مطلب یہ ہے کہ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔

(۲) جنازہ کا سراہنا آگے رہنا چاہیے۔ جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں بات چیت یا بلند آواز سے دعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ دل میں اللہ کا ذکر کریں چہروں پر غم کا اثر اور دل میں اللہ کا خوف ہو۔ (زبدۃ الفقہ حصہ دوئم)

(۳) جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر اٹھا کر لے چلیں۔ دس قدم پر مونڈھا بدل لیں اور چاروں پایوں پر اسی طرح کریں۔ (اسوہ رسول اکرم ﷺ)

(۴) جنازے کے پیچھے چلنا بہتر ہے (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) آگے چلنا بھی جائز ہے (مظاہر حق)

غائبانہ صلوٰۃ جنازہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

ان النبی ﷺ نعی لناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ وخرج بھم الی المصلی فصف بھم و کبر اربع تکبیر ات (بخاری ج ۱ ص ۱۶۷۔ مسلم ج ۱، ۳۰۹)

نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر لوگوں کو اسی روز پہنچائی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا، پھر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ عیدگاہ تشریف لے گئے وہاں سب کے ہمراہ (نماز جنازہ کے لئے) صف بندی فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔

(ف) نجاشی۔ حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا یہ وہی نجاشی ہے کہ جس کے ملک حبشہ کی طرف صحابہ کرامؓ نے ۵ھ میں ہجرت کی۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ کی بہت اعلیٰ پیمانہ پر پزیرائی کی اور ان کی خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت جان کر حق میزبانی ادا کیا نام اس کا اصحمہ بن ابجر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے نجاشی کی طرف ایک خط لکھا جس میں انہیں دین اسلام کی دعوت دی اور عمرو بن امیہ ضمریؓ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا عمرابن امیہؓ نے آپ ﷺ کا خط نجاشی کو

پہنچایا۔ نجاشی نے آپ کے والا نامہ کو آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے والا نامہ کا جواب لکھوایا۔ (تفصیلات احادیث اور سیرت کی کتابوں میں)

رجب ۹ھ میں وفات پائی، جس روز اس کا انتقال ہوا اسی روز رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عیدگاہ میں صحابہ کرامؓ کے ہمراہ جا کر۔ اصحمہ نجاشی، کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان ایسے علاقہ میں فوت ہو جائے جہاں اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی تو ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنا مسنون ہے،۔ چونکہ شاہ حبشہ نجاشی فوت ہوئے تو وہاں کوئی اور مسلمان نہ تھا لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

اگر جس کا جنازہ ہو چکا ہے اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی چونکہ آنحضرت ﷺ کی سنت سے یہ عمل ثابت نہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے بہت سے جاں نثار صحابہ کرامؓ دور دراز علاقوں میں فوت ہوئے لیکن آپ ﷺ نے کسی کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق

صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے شہر میں فوت ہو جائے جہاں اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تو اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی کیونکہ نجاشی کفار کے علاقہ میں فوت ہوئے جہاں ان کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ لہذا نبی کرم ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی البتہ جس شخص کا نماز جنازہ پڑھا جا چکا ہو اس کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا جائے گا۔ کیونکہ ایک نماز سے فرض پورا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے شخص کی نماز نہیں پڑھی۔ (زادالمعاد ج اص ۵۳)

آنحضرت ﷺ نے جس موقع پر جو کچھ فرمایا ہے وہاں وہی کچھ کرنا سنت ہے اور یہ تو ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نجاشی کے علاوہ کسی کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا، لہذا عام حالات میں غائبانہ نماز جنازہ حدیث سے ثابت نہیں۔

واضح رہے کہ اس سلسلہ میں معاویہ بن معاویہؓ کی بابت جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ بالکل صحیح نہیں ابن القیم نے یہی لکھا ہے۔ (نماز پیمبر بحوالہ زادالمعاد ج اص ۵۲۰)

صلوٰۃ الاستسقاء کا بیان

استسقاء کہتے ہیں اللہ تعالی سے بارش طلب کرنا۔ بارش اللہ کی عظیم نعمت ہے، جب لوگ زیادہ گناہ کرنے لگتے ہیں تو کبھی کبھی تنبیہ کے لئے اللہ تعالی بارش کو روک دیتا ہے، یا کم کردیتا ہے جس کا براہ راست اثر اس علاقہ کی زراعت ،معیشت ،صحت ،صفائی اورغذا پر پڑتا ہے۔

یہ صرف اس لئے کہ معاشرہ اپنا احتساب کرے اور اللہ جل شانہ کے حضور پیش ہوکر اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لےاور آئندہ کیلئے نافرمانی سے باز رہنے کا عہد کرکے اللہ جل شانہ سے بارش کی دعا مانگے۔ اللہ رب العزت ضرور بارانِ رحمت نازل فرمائیں گے۔

نماز استسقاء کا وقت

نماز استسقاء کا بہتر وقت صبح کا ہے، حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایسے وقت نماز استسقاء کیلئے تشریف لے جانا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: فخرج رسول اللہ ﷺ حین بدء حاجب الشمس الخ۔ (ابوداؤد ج۱ص۱۶۵) یعنی رسولِ اکرم ﷺ سورج نکلتے ہی (نماز استسقاء کیلئے عیدگاہ تشریف لے گئے)

نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ

دورکعت نماز استسقاء باجماعت پڑھیں اور جماعت میں سب سے نیک وصالح شخص امامت کرے، نماز کے بعد عاجزی وزاری سے گڑگڑا کر دعا مانگیں اور (نیک فال کے طور پر) اپنی اوڑھنے والی چادر کا رخ بدل لیا جائے۔ دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرلیں۔ (کہ اے اللہ! تو اپنے رحمت والے بادلوں کا رخ ہماری طرف کردے)

مسئلہ: صلوٰۃ الاستسقاء کی جماعت میں قرآت بآواز (جہر) سے پڑھیں۔ (بخاری ومسلم کذا فی المشکوٰۃ ج۱ص۱۳۱)

مسئلہ: صلوٰۃ الاستسقاء کیلئے اذان ہے اور نہ اقامت۔ (ابن ماجہ ،باب ماجاء فی صلوٰۃ الاستسقاء عن ابی ہریرۃؓ) نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ دینا بھی مسنون ہے۔ (حوالہ بالا) صاحبین کے نزدیک صلوٰۃ الاستسقاء باجماعت اور بعداز جماعت خطبہ سنت ہے۔ (فتاوی شامی ج۱ص۷۹۱)

استسقاء کا دوسرا طریقہ

استسقاء کا دوسرا طریقہ یہ بھی ثابت ہے کہ سب مل کر دعاء کریں، مختلف احادیث میں صرف دعا کا بھی ذکر ہے۔ نیز خطبہ کے دوران دعا کرنا بھی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی شخص نے آ کر بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آنحضرت ﷺ نے بارش کیلئے دعا کی، فوراً بارش شروع ہوگئی۔ دوسرے جمعہ پھر وہی دیہاتی شخص دوران خطبہ آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! خوب بارش ہوگئی اب رکنے کی دعا فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! بارش کا رخ ٹیلوں، دیواروں اور درختوں کے جھنڈ کی طرف فرما دے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں: جمعہ کے بعد ہم دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۷)

مصیبت کے وقت کی نماز

نماز انسان کی تمام حاجات کو پورا کرنے اور تمام آفتوں اور مصیبتوں سے نجات دلانے میں ایک خاص تاثیر بھی رکھتی ہے۔ بشرطیکہ نماز کو نماز کی طرح آداب اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا جائے، ہماری جو نمازیں غیر مؤثر نظر آتی ہیں اس کا سبب ہمارا قصور ہے کہ نماز کے آداب اور خشوع وخضوع میں کوتاہی ہوتی ہے ورنہ حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب کوئی مہم پیش آتی تو صلوٰۃ کی طرف رجوع کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس مہم کو پورا فرما دیتے تھے۔

چنانچہ حضرت حذیفہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ کان النبی ﷺ اذا حزبه امر صلی (ابو داؤد) کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مصیبت (یا پریشانی) سے دوچار ہوتے تو نفل نماز پڑھتے۔

(ف) یعنی جب آنحضرت ﷺ کو جب کوئی رنج وغم ہوتا یا کوئی مصیبت رونما ہوتی تو آپ رنج وغم اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین (سورۃ بقرۃ پ۲، آیت ۱۵۳) اے مسلمانو، مدد لو صبر اور نماز سے، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(ف) قولہ ان اللہ مع الصابرین۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدرجہ اولیٰ ہے اس لئے کہ نماز سب سے بڑی

عبادت ہے۔صبر میں جب یہ وعدہ ہے تو نماز جو اس سے بڑھ کر ہے اس میں تو بدرجہ اولیٰ یہ بشارت ہوگی چنانچہ تفسیر بیان القرآن میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

صلوٰۃ الخوف

کفار کے خوف اور دشمن کے مقابل ہونے کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے صلوٰۃ الخوف کہتے ہیں، اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بھی یہ نماز باقی اور ثابت ہے۔

بحسب اختلاف زمانہ ومقام یہ نماز متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے، لیکن علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جتنے بھی طریقے منقول ہیں تمام کے تمام معتبر ہیں ۔اختلاف صرف ترجیح اور فوقیت کے بارے میں ہے کس نے کس طریقہ کو ترجیح دی ہے اور کسی کے نزدیک کسی طریقے کو فوقیت حاصل ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ نعمان بن بشیر نے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت سے منقول طریقہ کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کیا ہے جو صحاح ستہ میں ہے:

عن سالم بن عبدالله بن عمر عن ابيه قال عزوت مع رسول الله ﷺ قبل نجد وفوازينا العدو فصا ففنا لهم فقام رسول الله ﷺ يصلى لنا فقامت طائفة معه واقبلت طائفة على العدو وركع رسول الله ﷺ بمن معه وسجد سجدتين ثم انصر فوا مكان طائفة التى لم تصل فجاء وفركع رسول الله ﷺ بهم ركعة وسجد سجدتين ثم مسلم فقام كل واحد منهم فركع لنفسه ركعة وسجد سجدتين وروى نافع نحوه وزاد فان كان خوف هوا شد من ذالك صلوا رجالا قياما على اقدامهم اوركبانا مستقبلى القبلة او غير مستقبليها قال نافع لا ارى ابن عمر ذكر ذالك الا عن رسول الله ﷺ

(صحيح بخارى ج ۱ ص ۱۲۸)

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر (اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لئے گئے اور جب ہم دشمنوں کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان سے مقابل ہونے کے لئے صفیں باندھ لیں، آنحضرت ﷺ جب نماز کا ٹائم ہوا تو ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ (نماز کے لئے) کھڑی رہی، رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں

کے ساتھ جو آپ ﷺ کے ہمراہ (نماز کی جماعت میں) شریک تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کئے پھر وہ لوگ، جو آپ کے ساتھ نماز میں تھے ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اور دشمن کے مد مقابل کھڑے تھے) پس جن لوگوں نے نماز پڑھی تھی وہ آئے (اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیئے پھر سلام پھیرا، اور پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور پھر ہر ایک نے اپنا اپنا ایک رکوع اور دو دو سجدے کر لئے، نافع نے اسی طرح بیان کیا ہے مگر انہوں نے اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ اگر (عین جنگ کی حالت ہو اور) خوف اس سے بھی زیادہ ہو، (کہ مذکورہ بالا طریقہ سے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو) تو لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا (پیادہ ممکن نہ ہو تو) قبلہ کی طرف (اور اگر نا ممکن ہو تو) کسی بھی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لیں، حضرت نافع کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے یہ الفاظ آنحضرت ﷺ سے نقل کئے ہوں گے۔

(ف) حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حضرت امام ابوحنیفہ کے مسلک کا ایک جز ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی جائے اور دوسری جماعت دوسری رکعت میں آ کر امام کے ساتھ شریک اور اس دوسری جماعت کی موجودگی میں امام اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔ البتہ امام ابوحنیفہ کا پورا مسلک اور ان کا نقل کردہ پورا طریقہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہے جو حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہے جسے حضرت امام محمد نے اپنی کتاب 'الاثار' میں نقل کی ہے۔ (مظاہر حق، ج ا ص ۹۲۰)

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں (جب نماز کا وقت ہو جائے تو) سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں استقبال بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہو تو دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان بعد اس کی قضا پڑھ لیں۔

حالت خوف میں نماز پڑھنے کا طریقہ

حدیث بالا کی روشنی میں یہ مستفاد ہوا کہ اگر کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکتے

ہوں اگر چہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں۔ تب بھی ایسی حالت میں ان کو جماعت نہیں چھوڑنا چاہئے ،اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیے جائیں ایک حصہ تو دشمن کے مدمقابل ہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے۔ اگر تین چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر عصر، مغرب، عشاء اور جبکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے ،اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر عصر، عشاء کی نماز ہو تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر جب بقیہ نماز امام پوری کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بغیر سلام پھیرے دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے والے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیا نماز بغیر قرات کے (یعنی قیام کی حالت میں اتنی دیر خاموش کھڑے رہیں جتنی دیر سورۃ فاتحہ اور ساتھ چند آیتیں پڑھی جائیں) پوری کر لیں اور سلام پھیر دیں اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرات کے ساتھ پوری کر لے اور سلام پھیر دے اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں،۔ (بہشتی گوہر)

حالت خوف میں نماز پڑھنے کا دوسرا طریقہ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں پوری کر لے تب دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے۔ (ردالمختار ج ا ص ۵۶۹)

صلوٰۃ الخوف کے متعلق چند مسائل

(۱) یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کیلئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔ (ردالمختار ج ا ص ۵۶۹)

(۲) اگر یہ گمان ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور اس خیال سے لوگوں نے پہلے

قاعدے کے موافق نماز پڑھ لی اس کے بعد یہ خیال غلط نکلا ہوتو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہئے۔اس لئے وہ نماز نہایت ہی سخت ضرورت وخوف کے لئے ہے۔(بہشتی گوہر بحوالہ ردالمختار ج ا ص ۵۶۹)

(۳) حالتِ نماز میں دشمن کے مقابلہ میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز پوری کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہوکر چلیں گے تو نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔(ایضاً)

(۴) اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو مثلاً باغی لوگ بادشاہِ اسلام پر چڑھائی کردیں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو اس وقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں،(درمختار ج ا ص ۱۱۹)

(۵) نماز خلافِ جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ گئے اور خوف جاتا رہا تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔(بہشتی گوہر بحوالہ فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۵۳)

(۶) اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً، ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔(درمختار ج ا ص ۸۸۷)

(۷) اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہوجائے تو اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے ہاتھ پیروں کو روک کر اشارے سے نماز پڑھ لے۔(درمختار ج ا ص ۱۱۹)

قنوت نازلہ کا بیان

لغوی طور پر قنوت کے کئی معنیٰ ہیں (۱) اطاعت کرنا (۲) نماز میں کھڑا ہونا اللہ کے سامنے خاکساری کرنا، اسی طرح دعا کو بھی قنوت نازلہ کہتے ہیں۔

اصطلاح شرح میں قنوت، دعا مخصوص، کو کہتے ہیں جو وتر کی آخری رکعت میں پڑھی جاتی ہے یا کسی مصیبت وتکلیف میں مبتلا ہونے کے وقت فرض نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

دعاءِ قنوت نازلہ پڑھنے کا وقت

عن عاصم الاحول قال سألت انس بن مالک عن القنوت فی

الصلوة کان قبل الرکوع اوبعده قال قبله انما قنت رسول الله ﷺ الرکوع شهراً انه کان بعث اناسا یقال لهم القرآء سبعون رجلا فاصیبوا فقنت رسول الله ﷺ بعد الرکوع شهراً یدعوا علیهم (بخاری جلد اول ص ۱۳۶ ومسلم)

حضرت عاصم احولؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے دعاء قنوت کے بارے میں پوچھا کہ نماز میں وہ رکوع سے پہلے پڑھی جاتی تھی یا رکوع کے بعد؟ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں یا سب نمازوں میں رکوع کے بعد دعاء قنوت صرف ایک مرتبہ پڑھی تھی اور وہ بھی اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے چند صحابہؓ کو جنہیں قراء کہتے تھے اور تعداد میں ستر تھے (تبلیغ کے لئے اہل نجد کی طرف) بھیجا تھا اور (وہاں کے لوگوں نے) انہیں شہید کردیا اس لئے آنحضرت ﷺ نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھ کر قراء کو شہید کرنے والوں کے لئے بددعا فرمائی۔

(ف) یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رکوع کے بعد دعاء قنوت کا پڑھنا منسوخ ہوگیا ہے چنانچہ احناف کا یہی مسلک ہے۔

قراء سبعون کی شہادت کا مختصر واقعہ

آنحضرت ﷺ نے اصحاب صفہ میں سے ستر قراء صحابہ کرامؓ کو دین اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے اہل نجد کی طرف بھیجا، جب یہ لوگ بیر معونہ پر جو مکہ اور عسفان کے درمیان ایک موضع ہے، اترے تو عامر بن طفیل، رعل، ذکوان اور قارہ نے ان قراء صحابہ پر بڑی بے دردی سے حملہ کیا اور پوری جماعت کو شہید کر ڈالا، ان میں سے صرف ایک صحابی حضرت کعب ابن زید انصاری، بچ گئے کہ جب یہ زخمی ہوکر گر گئے تو بدبختوں نے یہ سمجھ کر کہ ختم ہوگیا ہے چھوڑ دیا ان سے الگ ہوگئے چنانچہ وہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

ان ہی شہید صحابہؓ میں ایک خوش نصیب عامر بن فہیرہؓ بھی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کی نعش مبارک نہیں ملی کیونکہ انہیں ملائکہ نے دفن کیا تھا۔

چنانچہ جب امام الانبیاء ﷺ کو اس عظیم حادثہ اور ظالم کفار کے ظلم و بربریت کا علم ہوا تو آپ کو بے حد غم ہوا حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کو کسی کے لئے اتنا غمگین نہیں دیکھا جتنا کہ آپ ان مظلوم صحابہؓ کیلئے غمگین ہوئے۔

آپ ﷺ مسلسل ایک مہینہ تک قنوت میں ان بد بخت کفار کے لئے بددعا کرتے رہے یہ واقعہ ۴ھ ہجری میں پیش آیا۔

دعاءقنوت نازلہ کس وقت پڑھنی چاہیے؟

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے فرماتے ہیں۔ قال قنت رسول اللہ ﷺ شهراً متتابعا فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلوٰة الصبح اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الاخرة يدعوا على احياء من بني سليم على رعل وذكوان وعصية ويؤمن من خلفه. (ابوداؤد ج ا ص ۲۰۴ کذا فی المشکوۃ ص ۱۱۳) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل ایک مہینہ تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد قرات پڑھی ہے جس میں آپ ﷺ نے بنی سلیم کے چند قبیلوں رعل، ذکوان اور عصیہ کے لئے بددعا کرتے تھے اور پیچھے لوگ آمین کہتے تھے۔

(ف) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمیشہ فرض نمازوں میں دعاءقنوت نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ جب مسلمانوں کے لئے کوئی حادثہ پیش آجائے مثلاً، دشمن حملہ کردے قحط پڑجائے، یا کوئی وباء پھیل جائے تو ایسے وقت میں فرض نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت پڑھی جائے۔ (مظاہر حق)

ایک روایت میں حضرت ابو مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مکرم سے دریافت کیا کہ ابا جان آپؐ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے اور علیؓ کے پیچھے یہیں کوفہ میں تقریباً پانچ سال تک نماز پڑھی ہے کیا یہ حضرات (فجر کی نماز یا دیگر فرض نمازوں میں) دعا قنوت پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے یہ بدعت ہے۔ (ترمذی نسائی)

حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں نماز فجر کے اندر قنوت نہ پڑھنا ذکر کیا گیا ہے وہ سب ضعیف ہیں، لیکن ملا علی قاریؒ نے اس قول کا جواب بہت معقول اور مدلل طریقہ سے دیا ہے نیز انہوں نے خلفاء اربعہ سے بھی اسی طرح کی روایتیں نقل کی ہیں، اس بحث کی تفصیل ان کی مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول میں دیکھی جاسکتی ہے (مظاہر حق ج ا تلخیصا)

قنوت نازلہ کے متعلق چند مسائل

مسئلہ: دعاء قنوت نازلہ صبح کی نماز میں بعد رکوع کے پڑھی جاتی ہے اس میں احناف کے نزدیک ہاتھ لٹکائے رکھتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس موقع پر ہاتھ کا باندھنا نہیں ہے اور ہاتھوں کا اٹھانا بھی عند الاحناف جائز نہیں اور مقتدی پیچھے سے آمین آہستہ آہستہ سے کہیں، (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۴ ص۱۹۲ تلخیصاً)

مسئلہ: قنوت نازلہ کا جمعہ کی نماز میں پڑھنا درست ہے کیونکہ بعض احادیث کے موافق تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔ اس مناسبت سے جمعہ میں قنوت نازلہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ (ردالمختار باب الوتر ج۱ ص ۶۲۸)

قنوتِ نازلہ کی چند دعائیں

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَاقَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَایَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ عَلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ (بحوالہ حصن حصین، سنن اربعہ، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ)

اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے ان کے زمرہ میں تو مجھے بھی ہدایت دے اور جن لوگوں کو تو نے عافیت دی ہے ان (کے زمرہ) میں دنیا اور آخرت کی مجھے بھی عافیت دے اور جن لوگوں کا تو ولی (کارساز) بنا ہے ان (کے زمرہ) میں تو میرا بھی ولی (کارساز) بن جا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں مجھے برکت دے اور جو تو نے میرے لئے مقدر فرمایا ہے اس کے شر سے مجھے بچالے اس لئے کہ بے شک تیرا حکم (سب پر) چلتا ہے اور تیرے اوپر کسی کا حکم نہیں چلتا۔ جس کا والی (مددگار) بن گیا وہ کبھی ذلیل نہ ہوگا اور جس کو تو نے اپنا دشمن قرار دیدیا وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا۔ تو ہی برکت والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! اور تو ہی (سب سے) بلند و برتر ہے۔ ہم تجھ سے ”اپنے گناہوں کی“ مغفرت مانگتے ہیں اور تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ رحمت نازل فرما ہمارے نبیؐ پر۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ

وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَکَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَائَکَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَاتَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ

اے اللہ! تو ہماری اور تمام مومن مردوں اور عورتوں اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرمادے اور ان کے دلوں میں باہمی محبت والفت پیدا کردے اور ان کے باہمی تعلقات درست فرمادے اور اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! ان کافروں پر جو تیرے راستہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں (مسلمانوں) سے لڑتے ہیں، ان پر تو لعنت فرما۔ اے اللہ! تو ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگادے اور ان پر تو اپنا وہ عذاب نازل فرما جسے تو مجرم قوموں سے رد کرتا ہی نہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ الْجِدَّ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے اور بہت مہربان ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری ناشکری سے بچتے ہیں۔ ہم اس شخص کو چھوڑتے ہیں اور ترک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے گا۔ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے اور بہت مہربان ہے۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اور آپ کے یقینی عذاب سے ڈرتے ہیں آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں بلاشبہ آپ کا یقینی عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے۔

مسافر کی نماز کا بیان

جب کسی شخص کا ارادہ اپنے علاقہ سے اڑتالیس میل دور جانے کا ہو اور وہاں پہنچ کر

تقریباً پندرہ دن قیام کا ارادہ ہو تو اپنی آبادی سے نکلتے ہی نماز میں قصر شروع کر دے تا آنکہ واپسی پر اپنی آبادی کی حدود میں داخل ہو۔

قصر کہتے ہیں چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا جیسے ظہر، عصر اور عشاء کے چار فرض ہیں۔ البتہ دو یا تین رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے۔ جیسے فجر اور مغرب کی نماز کی طرح وتر واجب بھی۔ قرآن مجید میں سورۂ نساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے (بلکہ ضروری ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے، بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

صحیح مسلم میں ہے حضرت یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے ذکر کیا کہ اگر تمہیں کفار کا خطرہ ہو تو نماز میں کمی کرنے سے تم پر کوئی حرج نہیں اور اب تو لوگ کفار سے محفوظ ہیں۔ (لہذا قصر کا حکم باقی ہے یا نہیں) حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے بھی اس چیز سے تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ سہولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے صدقہ (یعنی احسان) کو قبول کرو (مسلم ج ا ص ۲۴۱)

مسافت قصر

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چار برد کیلئے لمبے سفر میں نماز قصر پڑھتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے۔ اور چار برد سولہ فرسخ کے برابر ہوتے ہیں۔ (بخاری ج ا ص ۱۴۷)

(ف) ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ ۴ برد = ۱۶ فرسخ ۳ میل = ۴۸۔ اور واضح رہے کہ ۴۸ میل کی مسافت تقریباً ساڑھے ستتر کلومیٹر کے برابر ہوتی ہے۔

مدتِ قصر

دورانِ سفر اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی تو نماز مکمل پڑھے اگر پندرہ دن سے کم کی نیت کی ہے تو قصر کرتا رہے اور اگر ارادہ پندرہ دن سے کم

ٹھرنے کا ہے مگر حتمی پروگرام نہ بن سکے بلکہ آج اور کل کے چکر میں پندرہ دن کی بجائے بیس پچیس دن یا مہینہ بھی قیام ہو جائے تو قصر کرتا رہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ سے مختلف مدتیں منقول ہیں۔

لیکن صحابہ کرامؓ چونکہ اس کے اسباب وعوامل سے واقف تھے اور ان کے سامنے آپ کی زندگی کا سارا عمل تھا اور بالخصوص زندگی کا آخری عمل، اس لئے ان سب کو سامنے رکھتے ہوئے ایک اوسط مقدار پندرہ دن متعین فرمادی۔ ملاحظہ ہو، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ کسی جگہ تمہارا پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو نماز مکمل پڑھو۔ (المغنی ج ۲ ص ۲۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت کرلے تو وہ مکمل نماز پڑھے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۷۱)

چند مسائل

اگر راستہ میں کسی جگہ ٹھیرنے کا ارادہ ہے، دس دن یہاں پانچ دن وہاں اور بارہ دن وہاں لیکن پورے پندرہ دن کسی ایک جگہ ٹھیرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر ہی ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضاء ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر اور عشاء کے فرض قصر یعنی دو رکعت قضاء پڑھے گا۔

مسئلہ: دریا میں کشتی چل رہی ہے یا ریل میں سفر کر رہے ہیں اور نماز کا وقت آگیا تو اس چلتی کشتی یا ریل میں نماز پڑھ لے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم)

جمع بین الصلاتین

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے ''جمع بین الصلاتین'' (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے کا) ذکر آیا ہے اور شوافع حضرات نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے، ان کے ہاں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر وعصر کی نمازوں کو عصر کے وقت اکٹھے پڑھنا اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے۔ لیکن ائمہ احناف اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی احادیث جمع صوری وجمع عملی پر محمول ہیں؛

یعنی نماز کو وقت کے آخری حصہ میں اور دوسری نماز کو وقت کے پہلے حصہ میں پڑھ لینا

اس کو جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔
اس میں بظاہر دو نمازیں اکٹھی پڑھی گئیں لیکن دونوں اپنے اپنے اوقات مقررہ پر پڑھی گئیں جیسے ظہر کا وقت ایک بجے سے چار بجے تک ہوا اور عصر کا وقت چار بجے سے غروب آفتاب تک، تو ظہر کا پونے چار بجے تک اور عصر کا چار بجے پڑھنا، وعلی ھذا القیاس مغرب وعشاء کا پڑھنا۔

غزوہ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورت عملی تھی کہ سفر بہت طویل تھا طہارت ووضو کے لئے پانی کی بہت قلت تھی اس وقت اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا اس لئے جمع صوری کی شکل میں تخفیف فرمائی گئی۔ بعض احادیث میں جمع کے الفاظ بھی جمع صوری کی طرف مشیر ہیں۔ اس سلسلہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ **كان رسول الله ﷺ فى السفر يوخر الظهر ويقدم العصر ويوخر المغرب ويقدم العشاء** (مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۵ طحاوی ج ۱ ص ۱۲۲ مستدرک حاکم بسند حسن)

رسول اللہ ﷺ سفر میں (جب جلدی ہوتی تو) ظہر کو موخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے اور مغرب کو موخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔

ابو داؤد اور دار قطنی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی موقوف حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (ایک سفر میں) غروب شفق سے پہلے سواری سے اترے پس مغرب کی نماز پڑھی انتظار کیا غروب شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جلدی ہوتی تو آپ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۷۸ دار قطنی ج ۱ ص ۳۹۳ بسند صحیح)

(ف) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث جمع صوری کی واضح دلیل ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

واضح رہے کہ جمع بین الصلاتین کی جتنی روایات منقول ہیں تمام روایات کا تفصیلی تجزیہ کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ سب جمع ظاہری کی ہیں۔ البتہ دوران حج صرف عرفات میں جمع تقدیم (ظہر کے وقت میں ظہر وعصر) اور مزدلفہ میں جمع تاخیر (عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء) رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے لہذا ان مقامات کے علاوہ اپنے قیاس سے نمازوں کے اوقات میں تقدیم وتاخیر کا اختیار کسی کو نہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ کی مرفوع حدیث بڑی واضح دلیل ہے کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصلوٰۃ لوقتھا الا بجمع عرفات (نسائی)
رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ بروقت نماز پڑھنے کی تھی مگر عرفات میں جمع کر کے پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہؓ کی ایک دوسری مرفوع حدیث ہے۔ قال ما رأیت النبی ﷺ صلی صلوٰۃ بغیر میقاتھا الا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتھا۔ (بخاری کتاب الحج) فرماتے ہیں میں نے کبھی نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز کے وقت کے بغیر کوئی نماز پڑھی ہو ہاں دو نمازیں کہ موسم حج میں آپ مغرب وعشاء کو جمع فرماتے اور فجر کو معمول کے وقت سے کچھ دیر پہلے ادا فرماتے۔

نماز اپنے وقت مقررہ پر فرض ہے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً (سورۃ النساء پ ۵) ترجمہ: بے شک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہؓ کی مرفوع ایک طویل حدیث ہے جس کا ایک جزیہ ہے قال اما انہ لیس فی النوم وتفریط انما التفریط علی من لم یصلی الصلوٰۃ حتی یجیء وقت الصلوٰۃ الاخری (مسلم ج ۱ ص ۲۳۸ مختصراً)
نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’نیند میں گناہ نہیں‘‘ گناہ تو یہ ہے کہ کوئی شخص نماز نہ پڑھے تا آنکہ دوسری نماز کا وقت آ جائے اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کا وقت متعین فرمایا ہے، اس لئے قبل از وقت نماز نہیں ہوتی اور بعد از وقت نماز ہو جاتی ہے لیکن قضاء کا گناہ ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ میدان جنگ میں عین لڑائی کے وقت نماز خوف پڑھنے کا حکم ہے نہ یہ کہ نمازوں کو باہم جمع کر کے پڑھا جائے اور اگر لڑائی سخت ہو اور نماز میں اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کا وقت ہی جاتا رہا تو وہ نماز قضا شمار ہوگی اس کو جمع تاخیر کا عنوان نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے جنگ خندق کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی بعض نمازوں میں تاخیر ہوگئی تو آپ ﷺ نے اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ اگر اس کو جمع تاخیر کا عنوان دینا ممکن ہوتا تو آپ ﷺ کی یہ افسوس والی کیفیت نہ ہوتی چنانچہ ملاحظہ ہو بخاری (ج ۱ ص ۲۱۰ و مسلم ج ۱ ص ۲۲۷)

الغرض : نمازوں کے اوقات کی تعین وتحدید قطعی فرض ہے جو قرآن کی متعدد آیات اور بیسیوں متواتر احادیث سے ثابت ہے پوری تفصیل کا یہاں موقع نہیں البتہ پانچوں ''نمازوں کے بیان'' میں ان اوقات کا کچھ بیان مذکور ہو چکا۔

نیز پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ ''جمع بین الصلاتین'' کی حدیثیں اخبار آحاد ہیں قرآنی آیات اور متواتر احادیث کے معارضہ ومقابلہ میں خبر واحد واجب التاویل ہے۔لہذا ان اخبار آحاد کو جمع صوری وجمع عملی پر محمول کرنا ضروری ہے تاکہ قطعیات کی مخالفت نہ ہو۔ظنی دلیل کی خاطر قطعیات کی تخصیص وتاویل قرین انصاف نہیں ہے۔

جمع ظاہری

اگر سفر کی حالت میں یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے جمع ظاہری (یعنی عملی) کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے چونکہ اس میں پابندی وقت کا لحاظ رہتا ہے۔

عرفات ومزدلفہ کے علاوہ ''جمع بین الصلاتین'' کی جو روایات نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں وہ سب کی سب جمع ظاہری کی ہیں۔

اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں آنحضرت ﷺ کے عمل سے صرف انہی دو نمازوں (یعنی ظہر وعصر اور مغرب عشاء کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے۔جس کی وجہ سے جمع ظاہری وصوری پر عمل ہو سکتا ہے۔باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر وظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر ومغرب یا عشاء وفجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہے' ان تینوں صورتوں میں جمع صوری یا عملی ممکن نہیں ہے۔

ان تینوں صورتوں میں جمع بین الصلوٰتین کا عمل نبی کریم ﷺ سے ثابت بھی نہیں ہے اور باجماع امت جائز بھی نہیں ہے۔حالانکہ جمع حقیقی ان سب صورتوں میں ممکن ہے۔اگر جمع حقیقی جائز ہوتی تو ان تمام صورتوں میں جمع کا عمل احادیث سے ثابت ہوتا اور بالاتفاق جائز بھی ہوتا لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت ''الم نشرح'' ہوگئی کہ احادیث جمع بین الصلاتین کا محمل ومصداق صرف اور صرف جمع صوری عملی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (عمدۃ القاری شرح بخاریؒ ج ۷ ص ۱۴۸) وما بعدہ فتح الملہم شرح مسلم ج ۲، ص ۱۶۱ ۲۶۱ معارف السنن ج ۴، ص ۴۸۱ اور جز المسالک شرح موطا امام مالک ج ۲، ص ۵۸) از افادات نماز پیغمبر ﷺ و نماز مدلل)

صلوٰۃ تحیۃ الوضوء

ہر وضو کے بعد اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر یا نماز پڑھ لینا چاہئے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اور (اچھی طرح) مکمل وضو کرے پھر وضو کے بعد کہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۲)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس دروازہ سے بھی چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

نیز اس حدیث کی ترمذی کی روایت میں اس کلمہ شہادت کے بعد دعاء ماثورہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ: اے اللہ تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرمادے۔ کا بھی اضافہ ہے۔ (ترمذی عن عمرؓ ابن خطاب)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن لوگوں کو وضو کی تعلیم دینے کے لئے) اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی لے کر اس کو نکالا اور ناک کی صفائی کی پھر تین دفعہ اپنا چہرا دھو یا پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح (تین دفعہ کہنی سمیت) اپنا بایاں ہاتھ دھویا اپنے سر کا مسح کیا پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا پھر اسی طرح (تین دفعہ ٹخنو ں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ (اسی طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بالکل میرے اس وضو کی

طرح وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کے مطابق وضو کیا پھر دو رکعت نما زایسی پڑھی جو حدیث نفس سے خالی رہی تو اس کے پچھلے گناہ (صغیرہ) معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری و مسلم ترجمہ الفاظ بخاری کے ہیں)

(ف) اس حدیث میں جو دو رکعتیں خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے' یہ ضروری نہیں کہ وجہ نفل ہی ہوں بلکہ اگر کوئی فرض یا سنت نماز بھی ایسی نصیب ہوگئی جو ادھر ادھر کے خیالات سے خالی رہی تو انشاء اللہ حدیث کی موعود مغفرت اس کو بھی حاصل ہوگی۔

نیز اگر کوئی خیال دل میں گزرے اور دل اس میں مشغول نہ ہو بلکہ اس کو دفع کرنے کی کوشش کرے تو وہ مضر نہیں ہے۔ دوسرے اس حدیث کی روح اور اس کا خاص پیغام یہ ہے کہ بندہ اس کی عادت ڈالے کہ جب بھی وضو کرے اس سے حسب توفیق کچھ نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو' خواہ سنت ہو' خواہ نفل' صلوٰۃ تحیۃ الوضو بھی اسی حدیث سے مستفاد ہے

تحیۃ المسجد

مسجد کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے اور اسی نسبت سے اسے ''مساجد اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر کہا جاتا ہے اس لئے اس کے حقوق اور اس میں داخل ہونے کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں جا کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ''تحیۃ المسجد'' ادا کی جائے۔

حضرت ابو قتادہؓ کی مرفوع حدیث ہے ان رسول اللہ ﷺ **قال اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس** (بخاری' مسلم ج ۱' ص ۲۴۸) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔

(ف) احناف کے نزدیک یہ حکم استحباب کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں اور جمہور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ (مظاہر حق ج ۱' معارف الحدیث ج ۳)

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر اللہ کی تعظیم کسی طرح سے مقصود نہیں ہے۔

مسئلہ : مسجد میں آنے کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھ لے بشرطیکہ کوئی

مکروہ وقت نہ ہو، اگر مکروہ وقت ہو تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید یعنی سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، پڑھتا رہے یا اور کوئی ذکر اللہ کرتا رہے اور نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتا رہے۔ (از افادات ردالمختار ج ۱ ص ۹۰۷ تلخیصاً)

مسئلہ: اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر افضل یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ (درمختار ج ۱ ص ۷۱۰)

نماز سفر کا بیان

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے واپس آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ (طبرانی)

حضرت کعب ابن مالک کی مرفوع حدیث ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یقدم من سفر الا نھارا فی الضحی فاذا قدم بدأ بالمسجد فصلی فیہ رکعتین ثم جلس فیہ (علم ج ۱ ص ۲۴۸)، کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت کے علاوہ اور کسی وقت سفر سے واپس نہیں آیا کرتے تھے (یعنی اکثر و بیشتر چاشت کے وقت ہی تشریف لاتے تھے) چنانچہ جب آپ (سفر سے) واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے پس دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے وہاں بیٹھتے (اس کے بعد گھر تشریف لے جاتے)

مسافر کے لئے ایک مستحب عمل

مسافر کے لئے بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر قیام کا ارادہ ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لے۔ (بہشتی گوہر غنیۃ الناسک ص ۱۸ بحوالہ الطحطاوی)

قتل کے وقت دو رکعت نماز

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر

اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا کی زندگی کا آخری عمل رہے۔ (طحطاوی ص ۳۱۹)

صحیح بخاری کتاب الجہاد میں واقعہ رجیع کے متعلق ایک طویل حدیث ہے مختصراً یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کافروں کی جاسوسی کے لئے دس صحابیوں کا ایک دستہ روانہ کیا' ان میں حضرت خبیبؓ بھی شامل تھے' کافروں کا معلوم ہوا تو انہوں نے دو سو تیر اندازوں کو ان کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کافروں نے ان مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا' مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ (مسلمان شہید ہو گئے)۔۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زید ابن وثنہؓ بچ گئے اور ان دونوں نے کافروں کے امان پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ کافروں نے ان دونوں کو گرفتار کرلیا اور مکہ معظمہ میں جا کر بیچ دیا۔

حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ حضرت خبیبؓ ان کے یہاں قید رہے۔ ایک دن حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے ایک استرا مانگا تاکہ زیر ناف بال صاف کریں' حارث کی بیٹی نے استرا دیدیا۔ جب حارث کی بیٹی نے دیکھا کہ اس کا بچہ حضرت خبیبؓ کے زانوں پر بیٹھا ہے اور انکے ہاتھ میں استرا ہے تو وہ خوف زدہ ہو گئی حضرت خبیبؓ پہچان گئے کہنے لگے: تخشین ان اقتله ما کنت لا فعل ذلک کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا زینب کہتی ہے: واللہ ما رمیت اسیر اقط خیر ا من خبیب. اللہ کی قسم میں نے خبیبؓ کی طرح کوئی نیک بخت قیدی نہیں دیکھا۔

(زینب بنت حارث کا بیان ہے کہ) ایام قید و بند میں وہ انگور کھایا کرتے تھے حالانکہ مکہ معظمہ میں اس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آرہا تھا۔ یہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا جو انہیں مل رہا تھا۔

ایک دن کافران کے قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے اور انہیں حدود حرم کے باہر لے گئے حضرت خبیبؓ نے کہا ذرونی ارکع رکعتین مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کافروں نے انہیں مہلت دے دی انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر کہا لولا ان تظنو ان ما بی جزع لطو لتھا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں مارے جانے

سے ڈرتا ہوں تو میں ان رکعتوں کو لمبا کرتا۔ پھر اسی طرح دعا کی اللھم احصھم عددا اے اللہ ان کو گن لے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ پھر دو شعر کہے۔

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَشَأْ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

جب کہ میں اس حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ کس پہلو گرتا ہوں یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی اور اگر چاہے تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت دے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ نے انہیں شہید کر دیا۔ (بخاری کتاب الجہاد) اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔ (بہشتی گوہر بحوالہ فتح الباری ج ۷ ص ۲۹۴)

صلاۃ القضاء کا بیان

جو شخص نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے اور فقط وہی فرض یا واجب جو قضاء ہوئی پڑھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴ پ ۱۶) اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو (ف) یعنی نماز کی روح ذکر اللہ ہے اور نماز اول سے آخر تک ذکر ہی ذکر ہے زبان سے بھی دل سے بھی اور دوسرے اعضاء سے بھی اس لئے نماز مین ذکر اللہ سے غفلت نہ ہونا چاہئے۔

اور اس کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر کوئی شخص نیند سے مغلوب ہوگیا یا کسی کام میں لگ کر بھول گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو جب نیند سے بیدار ہوا یا بھول پر تنبیہ ہوا اور نماز یاد آئے اسی وقت نماز کی قضاء پڑھ لے۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۶ ص ۷۱)

ذکر اللہ کے متعلق دوسری جگہ ارشاد فرمایا واذکر ربک اذا نسیت یعنی کبھی بھول چوک ہو جائے تو جب یاد آ جائے اسے یاد کرو' یہی حکم نماز کا ہے کہ وقت پر غفلت و نسیان ہو جائے تو یاد آنے پر قضا کر لے فلیصلھا اذا ذکر (تفسیر عثمانی تشریح سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے: عن النبی ﷺ قال من نسی صلوٰۃ فیصل اذا ذکر لا کفارۃ لھا الا ذلک واقم الصلاۃ لذکری (بخاری ج ۱)

کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو یاد آتے ہی اس کو پڑھ لے بس یہی اس کا کفارہ ہے اور کچھ نہیں اللہ نے فرمایا کہ میری یاد کے لئے نماز پڑھو

(ف) بلا کسی عذر کے قضا نماز میں دیر لگانا گناہ ہے۔ جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت یا دوسرے دن پر ڈال دی اور اس قضا نماز پڑھنے سے پہلے موت آ گئی تو دہرا گناہ ہوگا ایک تو نماز قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔ (بہشتی زیور تلخیصا)

صلوٰۃ القضاء کے چند مسائل

(۱) اگر کسی کی کئی نمازیں قضاء ہو گئی ہوں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضاء پڑھ لے ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت میں سب کی قضاء پڑھ لے۔

یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضاء عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینہ یا کئی دن کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے' ایک ایک وقت دو دو چار چار قضا نمازیں پڑھ لیا کرے' اور اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی قضا کی نماز سہی (مگر) یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔

(۲) قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے۔ البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت (یعنی طلوع آفتاب' زوال اور غروب آفتاب) نہ ہو۔

(۳) جسکی ایک ہی نماز قضاء، ہوئی اور اس سے پہلے اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے قضاء تو ہوئیں لیکن سب کی قضاء پڑھ لی ہے فقط اسی ایک نماز کی قضاء پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضاء نماز پڑھے اگر بغیر قضاء نماز پڑھے وقت کی نماز ادا کریگا تو یہ درست نہیں ہوگی پہلے قضاء پڑھ کر دوبارہ وقت کی نماز پڑھے ہاں اگر قضا نماز پڑھنی یاد نہیں رہی تو ادا درست ہو گئی۔ اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے اور ادا کو نہ دہرائے۔

(۴) اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضاء پڑھے تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھے پھر قضا پڑھے کیونکہ تنگی وقت سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ ج ۱)

(۵) اگر دو یا تین یا چار پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے (یعنی عمر بھر میں جب سے بالغ ہوا کبھی کوئی نماز قضا نہیں

ہوئی یا قضا تو ہوئی لیکن سب کی قضا پڑھ لی ہے) تو جب تک ان پانچوں نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

اور جب ان پانچوں نمازوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے پہلی چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی۔

مثلاً کسی کی پورے دن کی نمازیں قضا ہوگئیں فجر' ظہر' عصر' مغرب' عشاء۔ یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر' پھر مغرب' پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے اگر پہلے فجر کی قضا نماز نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو کوئی نماز درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

(۶) اگر کسی کی چھ نمازیں (یا اس سے زیادہ) قضا ہوگئیں تو اب بغیر ان کی قضاء پڑھے بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پرھنا واجب نہیں' بلکہ آگے پیچھے بغیر ترتیب کے پڑھ سکتا ہے۔

(۷) اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنا درست نہیں۔ (بہشتی زیور حص دوئم)

(۸) صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور اس کی نیت اس طرح کریں کہ "وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا" اس طرح ظہر کی' عصر کی' مغرب کی' عشاء کی اور حساب کر کے بلوغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال بے نمازی میں گزر چکے ان نمازوں کی قضا کرے۔۔۔ توبہ سے یا حج سے گناہ تو معاف ہوتے ہیں فرائض معاف نہیں ہوتے جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو قرض داروں کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے جیسے کہ پہلے تھا اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہوگا بلکہ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہوگئی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے اگر پھر قضا کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گناہ گار ہوگا۔

روزہ اور زکوۃ کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ "شامی ج ۲' ص ۷۲۶" میں مذکور ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۴' ص ۳۳۶ تلخیصاً)

(۹) صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ اگر فجر کی نماز قضا ہوئی ہے تو پہلے نماز صبح کی قضا کرے کیونکہ صبح کی نماز ادا کئے بغیر جمعہ صحیح نہ ہوگا اور جو صاحب ترتیب نہیں اس پر خطبہ کا سننا ضروری ہے اس کو جمعہ سے فراغت کے بعد نماز صبح کی ادا کر لینی چاہئے۔ (رد المختار ج ۱ ص ۶۷۷)

(ف) صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں' جو نمازیں قضا ہوئی بھی ہوں اس کو ادا کر لیا ہو وہ صاحب ترتیب ہے۔ یعنی اس کو لازم ہے کہ اگر نماز قضا ہو تو اس کو وقت کی نماز سے پہلے پڑھے (ہدایہ باب قضاء الفوائت ج ۱)

(۱۰) اگر کسی نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا' شروع کیا اور وہ اب کم رہ گئیں یعنی چھ نمازوں سے کم رہ گئیں تو اب پھر مسئلہ ترتیب بحال ہو جائے گا۔ (ہدایہ ج ۱' ۱۳۸)

(۱۱) صاحب ترتیب کے لئے یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جائے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کر لے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو۔ مثلاً کسی کی عشاء کی نماز فوت ہو گئی اور صبح صادق ہو گئی' یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ پہلے عشاء کی نماز مع وتر کے پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے اگر چہ جماعت نہ ملے۔ (ہدایہ ج ۱' باب قضاء الفوائت)

(۱۲) سفر کی قضاء شدہ نمازوں کو حضر میں بھی قصر کریں اور حضر کی قضاء شدہ نمازیں اگر سفر میں قضا پڑھیں تو پوری پڑھیں۔ (رد المختار ج ۱' ص ۷۴۵)

جو شخص بحالت مرض اپنے ورثا کو وصیت کرے کہ مجھ پر اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ دے دینا تو مشائخ نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس بارے میں نماز کو روزہ کے مشابہ مانا ہے۔ یعنی ہر نماز کا حکم ایک روزہ کا ہے جو فدیہ ایک روزہ کے لئے ہے وہی ایک نماز کے لئے یعنی ایک نماز کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۴' ص ۳۵۶)

صلاۃ المریض والمعذور

(۱) نماز کو کسی حالت میں نہیں چھوڑنا چاہئے' جب تک کھڑے ہونے کی قوت ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے' بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے اس کے بعد سیدھا بیٹھ کر پھر دو سجدے کرے۔

اور اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور سجدے کے لئے رکوع سے کچھ زیادہ جھک جائے' جب سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو صرف اشارہ کرلیا کرے کافی ہے۔ تکیہ وغیرہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں تو پیچھے سے کوئی تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے اور پاؤں کو قبلہ کی طرف پھلا دے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے نہ بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے' اور سجدہ کا اشارہ ذرا نیچا کرے۔

اور اگر پیچھے سے تکیہ وغیرہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پاؤں کرکے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔ اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کرکے سر کے اشارے سے رکوع کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ (شرح تنویر ج ۱ ص ۱۹۷' ص ۹۳ے و ۹۵ے)

(۲) اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہوگئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھ لے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ے)

(۳) امام اگر معذور ہے کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اس کی نماز درست ہے اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۹ے)

(۴) اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بیہوش ہو جائے تو اگر بیہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو یعنی ایک نماز سے پانچ نمازیں تک قضا ہوئی ہوں تو قضا پڑھنا واجب ہے (درمختار ج ۱ ص ۱۴ے)

(۵) اگر بحالت مرض میں قضاء شدہ نمازوں کو اشارے سے پڑھ لے گا تو نماز ادا ہو جائے گی۔ (ایضاً) (از فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱ ص ۴۳۹)

(۶) جب نماز شروع کی تو ٹھیک ٹھاک تھا جب کچھ نماز پڑھ لی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ وغیرہ چڑھ گئی کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تو باقی نماز بیٹھ کر جیسے آسانی سے ادا ہو سکے پڑھ لے اور بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز پوری کرے۔

بیماری کی وجہ سے کچھ نماز بیٹھ کر پڑھ لی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کرلیا اور پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی بقیہ نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔

اور اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کیا پھر جب کچھ نماز پڑھ لی تو اب ایسا ہو گیا کہ رکوع سجدہ کر سکتا ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے نماز پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیر ج ا‘ ص ۸۷)

(۷) اگر بیمار کا بستر ناپاک ہے (یا اس کے بدن پر کپڑے ناپاک ہیں) لیکن اس کے بدلنے میں تکلیف ہو گی تو اس پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ (فتاویٰ عالمگیر ج ا‘ ص ۸۸)

(۸) فالج گرا یا ایسی بیماری ہو گئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم کرنے کی طاقت نہیں تو کوئی دوسرا تیمم کرادے اور اگر کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیر ج ا‘ ص ۳۱‘ شرح تنویر از بہشتی زیور حصہ دوئم تلخیصا)

موت کے بعد کفارۂ صلوٰۃ کا بیان

(۱) نمازوں کا کفارہ بعد وفات دینا چاہئے‘ زندگی میں نمازوں کا کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں ہے‘ (بلکہ قضا کا حکم ہے) اور کفارہ ایک نماز کا وزن (انگریزی سے) پونے دو سیر گندم ہیں‘ دن رات میں چھ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے۔ (درمختار باب قضاء الفوائت ج ا‘ ص ۶۸۵)

(۲) پس ایک دن کی نماز کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوا۔ چاہے گندم دیوے یا نقد‘ لیکن نقد بہتر ہے کہ اس میں ضرورت مند فقیر کی سب حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔ (درمختار ج ا‘ ص ۶۸۶)

(۳) اگر مرنے والے نے وصیت کی کہ میری نمازوں کا فدیہ ادا کر دینا اور کچھ مال بھی چھوڑا تو ادا کرنا فدیہ کا وارث پر لازم ہے‘ تہائی مال تک یہ وصیت نافذ ہو گی۔

(درمختار ج ا ص ۶۸۵)

(۴) جس قدر نمازیں فوت شدہ تخمیناً'' معلوم ہوں ان کا فدیہ دیا جائے۔

(۵) فدیہ نمازوں کا بغیر وصیت میت کے اور بغیر چھوڑے مال کے وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور اگر دے دیویں تو تبرع ہے کہ فدیہ ادا ہو جائے گا مگر حکم قطعی نہیں ہو سکتا' باقی معافی اللہ کے اختیار میں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۴' ص ۲۶۵)

(۶) فدیہ میں کھانا کھلائیں خواہ اناج یا اس کی قیمت تصدق کریں سب درست ہے اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ اور فطر کا ہے اور زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور مدرسے میں طلباء کے لئے بھیجا جائے تو یہ بھی بہتر مصرف ہے۔ (ایضاً ص ۲۶۹ تلخیصاً)۔

ضمیمہ

قرآت خلف الامام اور رفع یدین پر مختصر بحث

قرآت خلف الامام

تعلیمات قرآنیہ اور ارشادات نبویہؐ و آثار صحابہؓ اور اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ جماعت میں امام کا فریضہ قرأت کرنا ہے اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۱) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف پ۹، آیت ۲۰۴) ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ذیل میں اس آیت کی تفسیر حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ ائمہ محدثین و مفسرین کرامؒ کے حوالہ سے نقل کی جاتی ہے

قرآن کریم کے معلمین میں سے یہ حضرات صحابہ کرامؓ ممتاز تھے اور ان میں سے عبد اللہ بن مسعودؓ کا نمبر سب سے پہلا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ ان رسول اللہ ﷺ قال استقروا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود وسالم مولی ابی حذيفة وابی بن كعب ومعاذ بن جبل (صحیح بخاری ج۱، ص ۵۳۱) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم (صحابہ کرامؓ) قرآن ان چار شخصوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعودؓ اور سالمؓ سے جو غلام تھے ابی حذیفہؓ کے اور ابی کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو اس درجہ کے صحابی ہیں انہی سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق یہ روایت منقول ہے۔ عن بشير بن جابر قال صلى ابن مسعودؓ فسمع اناسا يقرون مع الامام فلما انصرف قال اما ان لكم ان تفهموا اما ان لكم ان تعقلوا واذا قرء القران فاستمعوا له وانصتوا كما امركم الله (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۸۰)

ترجمہ: حضرت بشیر ابن جابرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے نماز پڑھائی تو انہوں نے محسوس کیا کہ بعض لوگ امام کے ساتھ پڑھتے (یعنی قراۃ کرتے) ہیں۔ نماز کے بعد آپؓ نے ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالٰی کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو اس کے باوجود تم اس بات کو نہیں سمجھتے' کیا اب بھی تمہارے سمجھنے کا وقت نہیں آیا۔

مذکورہ آیت کے شان نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ حکم نماز کی قرات کے بارے میں آیا ہے۔ یا خطبہ کے یا مطلقاً قرات قرآن کے وہ خواہ نماز یا خطبہ میں ہو یا دوسرے حالات میں۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس طرح الفاظ آیت کے عام ہیں اسی طرح اس کا حکم بھی سب حالات کے لئے عام ہے۔ بجز استثنائی مواقع کے۔ مثلاً چند آدمی کسی ایک مکان میں اپنی اپنی تلاوت کر رہے ہوں تو دوسرے کی آواز پر کان لگانا اور خاموش رہنا واجب نہیں ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابو ہریرۃؓ حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲' ص ۲۸۱)

علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ ج ا' ص ۱۴۳' اور علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی ج ا' ص ۴۹۰' میں' امام بخاریؒ کے استاد امام احمد ابن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: أجمع الناس علی انھا نزلت فی الصلوٰۃ . ترجمہ: اس بات پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن زید ابن اسلمؒ ار ابو العالیہؒ فرماتے ہیں: کانوا یقرؤن خلف الامام فنزلت واذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتو لعلکم ترحمون" (المغنی ج ا ' ص ۱۹۰) ترجمہ: کہ بعض لوگ امام کے پیچھے قرات کیا کرتے تھے تو یہ حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو۔

صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث میں خود رسول اکرم ﷺ نے امام اور مقتدی کی ذمہ داریوں کا تعین فرما دیا ہے۔ بعض میں تو امام اور مقتدی شریک ہیں جب کہ بعض میں شریک نہیں۔

لہٰذا حکم نبویؐ کے مطابق امام اور مقتدی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کرنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی روایت بطریق حضرت قتادہؓ ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ میں سنت سکھائی اور ہمیں نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا' جب تم صلاۃ (یعنی نماز) پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کیا کرو' پھر تم میں سے کوئی ایک امامت کرائے جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ ار جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھ لے تو تم آمین (آہستہ سے) کہو' اللہ تمہاری دعا قبول کرے گا ار جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع کرو واضح رہے کہ امام تم سے پہلے رکوع میں جاتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے' جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو' اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کریگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے توسط سے یہ بتایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تعریف کرکے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر سجدہ کرو۔'' (صحیح مسلم ج ۱' ص ۱۷۴)

امام مسلمؒ اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہوئے مشائخ وقت کا اجماع بھی نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: **انما وضعت ھھنا ما اجمعو اعلیہ** (صحیح مسلم ج ۱' ص ۱۷۴) میں نے یہاں (صحیح مسلم میں سے) صرف وہی روایت درج کی جس پر مشائخ کا اجماع ہے کہ امام کی قرات کے وقت مقتدی خاموش رہیں۔

درج ذیل محدثین وفقہا بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ مسند احمد ج ۲' ص ۳۸۶' امام بخاری کے ایک اور استاد امام اسحاق بن راھویہ بحوالہ تنوع العبادات ابن تیمیہ امام نسائی بحوالہ فتح الملھم ج ۲' ص ۲۲' علامہ عینیؒ شرح بخاری ج ۳' ص ۵۶' مفسر ابن کثیر شافعیؒ تفسیر ابن کثیر ج ۲' س ۲۸۰' علامہ ابن حزم ظاہریؒ محلی ج ۳' ص ۲۱۰' حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری ج ۲' ص ۲۰۱' علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲' ص ۴۱۲' تنوع العبادات ص ۸۶' علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ مغنی ج ۱' ص ۶۰۵' علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ بحوالہ فحتہ العنبر ص ۷۹۔ اور اہل حدیث کے رہنما علامہ نواب صدیق حسن خان' بحوالہ عن المعبود (شرح ابوداؤد ج ۱' ص ۳۲۳' ماخوذ از نماز مدلل)

(ف) صحیح مسلم کی یہ حدیث فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں بالکل واضح ہے چونکہ اس میں نماز باجماعت اور امام ومقتدی کے کاموں کی تصریح ہے اس حدیث کی صحت پر مشائخ وقت اور امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔

اس حدیث مبارک کے الفاظ اور اسلوب پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ باجماعت نماز میں قرآن پڑھنا صرف امام کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ ارشاد نبویؐ ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

یہاں ایک طرف امام کو پڑھنے والا قرار دیا اور دوسری طرف مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا' نیز اس حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ، تک پہنچ جائے تو تم آمین کہو' یہاں بھی امام ہی کو پڑھنے والا قرار دیا۔

اب ظاہر ہے کہ تکبیر کے بعد اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک جو کچھ پڑھا گیا ہے یہ سورۃ فاتحہ ہی تو ہے اور اسی دوران مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جب امام قرآن پڑھے تو مقتدیوں پر لازم و واجب ہے کہ وہ قرات کے وقت خاموش رہیں

حضرت جابرؓ کی مرفوع حدیث ہے:

قال رسو ل اللهﷺ ' عليه وسلم من كا ن له امام فقر اء ةالاما م له قر ائة.

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرات اس شخص کی قرات ہے

یہ حدیث تقریباً چالیس سندوں سے مروی ہے' اس کی اکثر سندیں معلول ہیں۔ بعض سندیں صحیح' قوی اور معتبر ہیں۔ ذیل میں چند قوی و صحیح سندیں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ (مسند احمد ج ۳' ص ۳۳۹)

حافظ شمس الدین ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں ''اس کی سند صحیح متصل ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور لائق اعتماد ہیں' (شرح منقع للکبیر برحاشیہ المغنی ج ۲' ص ۱۱ طبع بیروت)

(۲) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاذ محدث ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے اس کو اپنی کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۱' ص ۳۷۷' میں روایت کیا ہے علامہ ماردینیؒ الجواہر النقی جلد ۲ ص ۱۵۹ علی البیھقیؒ'' پر لکھتے ہیں ''یہ سند صحیح ہے''۔

(۳) امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاد محدث احمد بن منیعؒ اپنی سند سے اس کو روایت

کرتے ہیں۔(مسند احمد بن منیعؒ)

محقق ابن الھمامؒ اس سند کے تمام راویوں کی توثیق کر کے نقل کرتے ہیں کہ "صحیح علی شرط مسلم" یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔(فتح القدیر شرح ہدایہ۔ج۱ ص۲۹۵)

(۴) امام مسلمؒ کے استاد عبد بن حمیدؒ نے "مسند حمیدیؒ" میں یہ حدیث روایت کی ہے۔مفسر محمود آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں "یہ سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے" (تفسیر روح المعانی پ۹، ص۱۵۱)

(۵) امام محمدؒ نے اپنی کتاب "موطا امام محمد" میں یہ حدیث صحیح سند سے روایت کی ہے (فتح القدیر (شرح ہدایہ) ج۱ص۲۹۵)

(۶) نیز یہ حدیث قوی سند سے کتاب الاثار امام محمدؒ کتاب الاثار امام ابو یوسفؒ" کتاب القرات للبیھقیؒ" اور طحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔

الغرض حضرت جابرؓ کی مذکورہ مرفوع حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کی قرات مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔

ایک مسلمہ اصول وضابطہ

اس حدیث مبارک میں ایک مسلمہ اصول وضابطہ کی طرف رہنمائی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے۔جس نے نمائندہ قرار دیا ہے۔تمام دنیا کے عقلاء اس اصول وضابطہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے بھی اسی اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد ونمائندہ کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت میں پہنچاتے ہیں۔پورا قرآن مجید تقریباً تیئیس (۲۳) سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا۔اللہ تعالیٰ نے اس ساری قرات کو اپنی قرات قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا: فاذا قرانا (سورۃ القیام پ۲۹' آیت نمبر ۱۸) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے مطابق امام کی حقیقی قرات مقتدیوں کی حکمی قرات ہے۔

صحابہ کرامؓ کا عمل

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی اس اصول کے مطابق ہے‘ ملاحظہ ہو

(۱) حضرت موسیٰ بن عقبہؒ تابعی فرماتے ہیں۔ان ابا بکر و عمر و عثمان کانوا ینھون عن القراءۃ مع الامام حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔(مسند عبدالرزاقؒ ج ۲‘ ص ۳۹‘ مرسل قوی‘ بحوالہ عمدۃ القاری‘ شرح بخاریؒ ج ۶‘ ص ۱۳)

(۲) حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: من قرأ مع الامام فلیس علی الفطرۃ. جس شخص نے امام کیساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (یعنی سنت) پر نہیں ہے۔(مسند عبدالرزاقؒ ج ۲‘ ص ۱۳۸۔ مرسل قوی‘ مصنف ابن ابی شیبہؒ ج ۱‘ ص ۳۷۶۔ عمدۃ القاری ج ۶‘ ص ۱۳۔ دارقطنیؒ‘ طحاویؒ)

(۳) حضرت عطاء بن یسارؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے پوچھا کہ امام کے ساتھ مقتدی کو بھی قرات کرنی چاہئے یا نہیں؟ تو حضرت زید بن ثابتؓ نے جواب دیا کہ کسی نماز میں بھی (خواہ سری ہو یا جہری) مقتدی کو امام کے ساتھ قرات نہیں کرنی چاہئے۔(صحیح مسلم ج ۱‘ ص ۲۱۵)

(۴) حضرت ابراہیمؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے نہ تو پہلی دو رکعتوں میں (اگر چار رکعت کی نماز ہوتی اور) نہ ہی آخری دو رکعتوں میں۔(جامع المسانید ج ۱‘ ص ۳۱۰)

(۵) حضرت شعبیؒ جو بہت بڑے جلیل القدر تابعیؒ ہیں فرماتے ہیں میں نے ستر بدری صحابہ کرامؓ کو پایا وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔(تفسیر روح المعانی ج ۹‘ ص ۱۵۲)

جمہور صحابہ کرامؓ اور جمہور علماء امت کا مسلک

علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق پر حضرات غیر مقلدین بہت اعتماد کرتے ہیں لہٰذا ذیل میں ان کی تحقیق پیش کی جارہی ہے جس میں انہوں نے قرآن وسنت کو بنیاد بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو امام کی قرات سننے اور خاموش رہنے کا حکم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سورۃ

فاتحہ اور اسکی بعد والی سورۃ کی بابت جمہور صحابہ کرامؓ اور دیگر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔ (رسائل دینیہ' تنوع العبادات ص ۵۵) (ماخوذ از نماز پیمبرؐ تلخیصاً)

اس تفصیل سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ آیت مذکورہ وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ' الخ نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ لہٰذا جب امام قرآن پڑھ رہا ہو نماز چاہے سری ہو یا جہری مقتدی خاموش رہیں۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ مذکورہ آیت میں دو قسم کے حکم ہیں۔ (۱) فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ' قرآن کریم غور سے سنو۔ (۲) وَاَنْصِتُوْا۔ اور خاموش رہو۔ ان دونوں پر عمل صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب مقتدی امام کے ساتھ سورۃ فاتحہ اور ساتھ والی صورت نہ پڑھے چاہے امام اونچی قرأت کر رہا ہو یا آہستہ۔

البتہ اتنا ضرور ہے کہ جو مقتدی جہری نمازوں میں امام کے ساتھ پڑھے گا اس نے مندرجہ بالا دونوں حکموں کی خلاف ورزی کی کہ نہ تو امام کی قرات کو غور سے سنا اور نہ ہی خاموش رہا اور جو مقتدی سرع نمازوں میں امام کے ساتھ پڑھے گا اس نے دوسرے حکم کی مخالفت کی کہ خاموش نہیں رہا۔

اسی لئے مشہور مفسر امام ابو بکرؒ جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے جس طرح جہری نمازوں میں مقتدی کو امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے اسی طرح سری نمازوں میں بھی امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے' چونکہ تلاوت قرآن کے وقت اس کو سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اس مین جہری نماز کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

الغرض جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو ہم پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اور جب وہ آہستہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہنا بہر حال ضروری ہے چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہے۔ (احکام القرآن ج ۳' ص ۳۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی کہ جب امام قرات کرے تو مقتدی کو غور سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے نیز جب امام آہستہ آہستہ آواز سے قرآن پڑھ رہا ہو تب بھی مقتدی خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اس شخص کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو نماز میں قرآن کریم کو سنے اور خاموش رہے۔ جو مقتدی امام کے ساتھ قرات کرتا ہے اس نے اس قرآنی آیت کے حکم پر اور امام الانبیاء ﷺ کے واضح ارشاد

پر عمل نہیں کیا۔ ایسے مقتدی غیر مقلد (لا مذہب) تو ہو سکتے ہیں اہل حدیث نہیں ہو سکتے۔
رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ.

ترک رفع یدین

عن جابر بن سمرہ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ (صحیح مسلم ج اص ۱۸۱۔ ابوداؤد ج اص ۱۵۔ نسائی ص ۱۷۶۔ طحاوی ج اص ۱۵۸ مسند احمد ج ۵ ص ۹۳ وسند صحیح جلیل) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لائے۔ اور ہم (نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے) تو بڑی ناراضگی سے فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دم کی طرح رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں نماز میں ساکن اور مطمئن رہو۔

نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے اس کے اندر کسی جگہ رفع یدین کرنا خواہ وہ دوسری' تیسری' چوتھی رکعت کے شروع میں ہو یا رکوع جاتے اور سر اٹھاتے یا سجدوں میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت ہو۔ اس رفع یدین پر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا ہے اور اس کو خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رفع یدین کے پڑھا کرو۔

قرآن پاک میں بھی نماز میں سکون کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (پ۲ آیت ۲۳۸) اللہ کے سامنے نہایت سکون سے کھڑے رہو۔

دیکھئے اللہ اور اس کے رسول نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے نماز کے اندر رفع یدین کو سکون کے خلاف فرمایا۔ نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ قال ابن عباس الذین لایرفعون ایدیھم فی صلاتھم (تفسیر ابن عباس ص ۳۲۳) کامیاب ہو گئے وہ مؤمن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (سورۃ نساء آیت ۷۷)

اس آیت میں بھی بعض لوگوں نے نماز کے اندر رفع یدین کے منع پر دلیل لی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (پ ۱۶ سورة طه آیت ۱۴) میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

رفع یدین اور جلسہ استراحت کے لئے شریعت مقدسہ میں کوئی ذکر مقرر نہیں ہے اس لئے یہ نماز سے غیر متعلق افعال ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سات جگہ رفع یدین کی جائے نماز کے شروع کرتے وقت اور باقی چھ جگہ حج میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود بھی اس کے موافق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (زیلعی ج ۱ ص ۳۹۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی اسی کے موافق فتویٰ دیتے تھے۔ (زیلعی ج ۱ ص ۳۹۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا حکم فرمایا اور پہلی تکبیر کے بعد دوران نماز رفع یدین کرنے سے منع فرمایا۔

عن عبد الله بن عمر قالت رایت رسول الله ﷺ اناافتتح الصلوٰة رفع یدیه حذ و منكبيه واذا یر کع وبعد ما یر فع راسه من الر کوع فلا یر فع ولا بين السجد تين (صحیح حمیدی ج ۲ ص ۲۲۷ صحیح ابوعولہ ج ۲ ص ۹۰) حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے۔

عن علقمه قال قال عبد الله بن مسعو د الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله ﷺ فصل فلم یر فع یدیه الا فی الا ول مر ة (یہ حدیث حسن ہے) (ترمذی ج ۱ ص ۳۵) یہ حدیث صحیح ہے معلیٰ ابن خرم ج ۲ ص ۳۵۸ ۔ اس کے سب راوی صحیح مسلم شریف کے راوی ہیں (الجواہر النقی ج ۱ ص ۱۲۷)

حضرت علقمہؒ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم کو حضور ﷺ جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھائی اور پہلی مرتبہ کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا یہی مذہب ہے

(ترمذی ج ا ص ۳۵)

عن عبد الله قال الا اخبر كم اصلوٰة رسول الله ﷺ فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد وفي نسخة ثم لم يرفع (نسائی شریف ج ا ص ۱۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ بتاؤں پس آپ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی دفعہ شروع نماز میں رفع یدین کی اس کے بعد پوری نماز میں کس جگہ رفع یدین نہیں کی۔

عن عبدالله بن مسعود ران رسول الله ﷺ لا يرفع يده الا عند افتتاح الصلوٰة ثم لا يعود (مسند امام اعظم ج ا ص ۳۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کہیں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

یہ وہ حدیث شریف ہے جو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مناظرہ میں امام اوزاعیؒ کے سامنے بیان فرمائی کہ اس کی سند کا ہر راوی اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے اور امام اوزاعیؒ کو لاجواب ہوکر خاموش ہونا پڑا۔

عن عبدالله بن مسعود قال صليت خلف النبي ﷺ وابي بكر وعمرؓ يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوٰة (الجواہر النقی ج ا ص ۱۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں تو یہ حضرات شروع نماز کے بعد کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

عن ابي اسحاق قال كان اصحاب عبد الله واصحاب علي لا يرفعون ايديهم الا في افتتاح الصلوٰة ثم لا يعودون (ابن ابی شیبہ ج ا ص ۱۲۱۔ اسناد صحیح جلیل الجواہر النقی ج ا ص ۱۲۹) محدث ابواسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے (سینکڑوں) ساتھی اور حضرت علیؓ کے (ہزاروں) ساتھی وہ سب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عن ابي بكر بن عياش قال ما رايت فقيها قط يفعله يرفع يديه في غير التكبيرة الاولى (طحاوی شریف ج ا ص ۱۳۴) محدث ابوبکر بن عیاشؒ (پیدائش ۱۰۰ ہجری اور وفات ۱۹۳) فرماتے ہیں کہ میں نے (خیر القرون میں کسی بھی دین میں سمجھ

رکھنے والے کو کہیں بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ خلفائے راشدین اکابر صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین رفع یدین نہ کرتے تھے۔

نیز ان روایات سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں کسی مسجد میں نماز میں رفع یدین کرنے والا کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔

خلفائے راشدین' اکابر صحابہ و تابعین و تبع تابعین رفع یدین کی روایات کو بالکل متروک العمل سمجھتے تھے۔ (ماخوذ از مجموعہ رسائل تلخیصا از مولانا امین صفدر اکاڑوی)

☆☆☆

اظہارِ تشکّر

الحمد لله الذی بنعمته تتمّ الصا لحات و الصّلاة و السّلا م علیٰ سید نـا مـحّمد صا حب آلا یات وا لمعجز ات وعلیٰ اله وصحبه ومن تبعهم ما دارت الکو اب السا بحات . امّا بعد :

اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا لطف وکرم اور فضل واحسان ہے کہ اس نا کارہ کو ''کتاب الصلوٰۃ'' لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آج یہ دل تشکر وامتنان کے جذبات سے بے حد لبریز ہے۔

اللّٰهـم لک الـحـمـد کـلـه ولک الشکر کله اللّٰهم الا احصٰی ثنا ء علیک انت کما اثنیت علٰی نفسک .

اولاً! محض اللہ جل شانہ کا انعام واحسان ہے کہ جس کے کلام پاک سے نماز کے متعلق احکامات، ہدایات نقل کئے۔ ثانیاً اس کے پاک رسول حضرت محمد ﷺ کے کلام کی برکت ہے جن کے ارشادات کی روشنی میں نماز کے متعلق مسائل وطریقہ کار نقل کے۔ ثالثاً ان اللہ والوں کی برکتیں ہیں جن کے اجتہادات وفقہی مقالات کی روشنی میں نماز کے متعلق تفصیلات نقل کی ہیں۔

ان ساری برکات میں اس احقر کی کمزوری وکم علمی حائل نہ ہوئی۔ فالحمد للہ رب العلمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن وسنت، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم واسلاف امت رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلاف کی مخالفت وعداوت اور نفس پرستی سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِا للّٰہِ کَمَا ھُوَ بِأَ سْمَا ئِہٖ وَصِفَا تِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ أَحْکَامِہٖ .

ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

اوّل کلمہ طیّب یا کلمہ توحید

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت

أَشْھَدُ أَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِا للّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .

میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّايَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

پنجم کلمہ استغفار

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْخَطَأً سِرًّا اَوْعَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُالذُّنُوْبِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا رب ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، در پردہ ہو یا کھلم کھلا، اور میں توبہ کرتا ہوں اس کے حضور میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں، اے اللہ بیشک تو غیبوں کا جاننے والا ہے اور عیبوں کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ رد کفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ

وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے (اس گناہ) سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے شرک سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں نے فرمانبرداری کے لئے سر جھکایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

☆☆☆
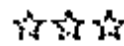
انتساب

مصنف کتاب مولانا عبدالشکور قاسمیؒ نے اس کتاب کا انتساب داداجان ولی کامل مولانا شیر محمد صاحبؒ (مسترشد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) اور عم محترم مولانا اللہ بخش صدیقی" (رفیق خاص حضرت مولانا عبداللہ درخواستی") کے نام کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آج بھی جب اوچ شریف قبرستان سے گزرتا ہوں تو دل میں یادوں کا ایک طوفان ہوتا ہے اور حضرت خواجہ کا کلام وردِ زبان ہوتا ہے۔

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

اور ٹھیک دو سال بعد (۱۰ رجب ۱۴۲۲ھ) کو انہی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قضا نمازوں کے متعلق ہدایات، وصیت اور ڈائری

نماز اللہ تعالیٰ کی اتنی محبوب عبادت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ تک کسی بھی نبی کی شریعت اس سے خالی نہیں۔ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ نماز کا چھوڑنا جھوٹ، غیبت، قتل اور زناء جیسے کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا گناہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ امام شافعیؒ بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اگرچہ قرآن و حدیث کے مبارک صفحات نماز کی اہمیت اور تاکید سے لبریز ہیں۔ یہاں اختصار کے پیش نظر ایک حدیث مبارک کے حوالے سے صرف اتنا عرض ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے روز انبیاء، اولیاء اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اور بے نمازیوں کا حشر قیامت کے روز فرعون، ہامان اور قارون جیسے بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں نہ جانے کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آجائے غافل انسان دنیا کے کاموں میں ایسا مشغول ہے کہ گویا اس نے ساری زندگی اسی دنیا میں ہی رہنا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

موت یقینی امر ہے جس سے انکار ممکن نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا ہی حساب و کتاب ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کا فیصلہ اس پہلے امتحان سے کامیابی و ناکامی پر

منحصر ہوگا۔ حج اور توبہ سے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں حقوق و فرائض ادا کرنے لازم رہتے ہیں یہ معاف نہیں ہوتے، نمازوں کا حکم بھی یہی ہے کہ یہ تو ہر حال میں ادا کرنی ہے یہ معاف نہیں ہوگی۔ جتنے دن غفلت میں گزر گئے اس کے لئے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر توبہ کر کے باقی قضا نمازوں کا اندازہ لگا کر ادا کرنا شروع کر دیں مثلاً بالغ ہونے کے بعد کتنے سال نماز نہیں پڑھی یا کبھی پڑھ لی کبھی نہیں پڑھی تو خوب اندازہ کریں کہ کتنی باقی رہی ہونگی حتیٰ کے دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ قضاء نمازیں میرے ذمے نہیں ہونگی اس کا حساب کر کے اس کتاب میں دیئے گئے وصیت نامے میں درج کریں اور جو قضا نمازیں ادا کریں ان کا نشان ڈائری میں لگاتے جائیں نمازوں کی یوں ادائیگی کا حساب رہے گا بہت سے ایسے حضرات دیکھے ہیں جو قضاء نمازیں ادا کرنا چاہتے ہیں کچھ کر بھی چکے پھر بھول ہو گئی اس طرح کئی دفعہ ارادہ کرتے ہیں ایسے افراد کیلئے یہ ڈائری انشاء اللہ بہت مفید اور کارآمد ہوگی۔

یاد رکھیں! کہ قضاء نمازوں کی اگر آپ نے ادائیگی شروع کر دی اور بقیہ نمازوں کی ادائیگی کیلئے فدیہ کی وصیت کر دی تو انشاء اللہ اگر ایک نماز بھی ادا کی اور موت آ گئی اور وصیت موجود ہوئی اور وہ وارثوں نے پوری کر دی تو بہت بڑے فریضے سے احکام شریعت کے مطابق گلو خلاصی ہو جائیگی۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اسکی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔ (مشکوٰۃ 256)

زندگی میں اتنی اہم کوتاہی کی تلافی ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر کر لیں جو لمحات میسر ہیں انہیں غنیمت سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

قضاء نمازوں کی وصیت

نام...

ولدیت..

اس وقت میری ایک اندازے کے مطابق .... سال کی نمازیں قضاء ہیں آج سے انشاء اللہ ادا کرنا شروع کر دی ہیں۔ اس کتاب میں موجود ڈائری میں جو نمازیں ادا ہو رہی ہیں اس کے نشان لگا رہا ہوں میری موت کے وقت جتنی نمازیں میرے ذمے باقی ہوں جو میں ادا نہیں کر سکا اس کے حساب کر کے اس کا فدیہ میرے چھوڑے ہوئے مال کے تیسرے حصے میں سے ادا کرنا وارثین پر لازم ہے اور اگر فدیہ کی رقم میرے ترکہ کے تیسرے حصے سے زیادہ ہے تو کوئی مجھ پر احسان کر کے میری طرف سے ادا کر دے۔ فقط آپکا

دستخط...............................

نوٹ:۔ قضاء نمازیں خود ادا کرنے کی کوشش کریں جتنا جلدی ممکن ہو ادا کر لیں اور اگر خدانخواستہ ادا نہ ہو سکیں اور موت آجائے تو یہ وصیت انشاء اللہ کام آجائیگی اور صرف وصیت کر دیں اور ادائیگی کی کوشش نہ کریں اور یہ سوچ لیں کے مرنے کے بعد فدیہ دے دیا جائیگا تو پھر یہ وصیت بھی شاید کام نہ آئے کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

عبدالصبور علوی

مدیر ندوۃ القلم کراچی

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء	وتر
1						
2						
3						
4						
5						
6						
7						
8						
9						
10						
11						
12						
13						
14						
15						
16						
17						
18						
19						
20						
21						
22						
23						
24						
25						
26						
27						
28						
29						
30						

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء	وتر
1						
2						
3						
4						
5						
6						
7						
8						
9						
10						
11						
12						
13						
14						
15						
16						
17						
18						
19						
20						
21						
22						
23						
24						
25						
26						
27						
28						
29						
30						

تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء	وتر
1						
2						
3						
4						
5						
6						
7						
8						
9						
10						
11						
12						
13						
14						
15						
16						
17						
18						
19						
20						
21						
22						
23						
24						
25						
26						
27						
28						
29						
30						